باسمہٖ تعالیٰ

اطلاع

یہہ کتاب مذہب شیعہ کی ہے اگرچہ اسمین بدانست اپنی حتی الوسع
کوئی بات خلاف تہذیب نہین لکہی گئی مگر اور مذہب والونکو دیکہنے و دیکہنے کا اختیار ہے

کتاب ہٰذا مصنفہ و مولفہ جناب سید قوت علی صاحب بلگرامی
المتخلص بہ شورش مقیم آرہ محلہ بلگرامی پہاٹک موسوم بہ

مرآۃ التحقیق

بفرمایش ... بہ تصحیح تمام و بجہد مالا کلام خود مصنف
و باہتمام سید محمد ہاشم المتخلص ہاشم بلگرامی
در مطبع نور الانوار آرہ شاہ آباد طبع گردید

بماہ ربیع الثانی سنہ [illegible] ہجری

رقم سید [illegible] خان بلگرامی

فہرست ابواب کتاب مراۃ التحقیق جو مشتمل ہے اوپر ایک مقدمہ اور پانچ مباحث اور ایک خاتمہ کے

تفصیل ابواب مع مضمون

میر نقی شاہ ذاکر غفرلہ

ہر کہ دعوی بر آن کتاب کند + دین و ایمان خود خراب کند

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

کتاب ہذا مصنفہ و مؤلفہ سید فرحت علی صاحب بلگرامی المتخلص بہ شورش مقیم آرہ بلگرامی بہاگک موسوم بہ



بفرمائش و بہ تصحیح تمام خود مصنف و باہتمام سید محمد ہاشم بلگرامی

در مطبع نور الانوار آرہ طبع یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد و سپاس لاتعد اوس علیم برحق اور حکیم مطلق کو سزاوار ہے کہ جسنے عقل کو عارف شئونا سا
وجوب وجود کا اپنے پیدا کر کے دلیل اول بنایا اور بعد ازاں پیغمبرونکو عقل کل بلکہ بہ از عقل کل بنا کر
عقل کو مطیع و محکوم اونکا فرمایا عَظُمَ عِلْمُہٗ وَجَلَّ حِکْمَتُہٗ و نعت بیغایت و درود بی نہایت
اوس سرور رسل خاتم الانبیاء کو زیبا ہے کہ جسنے راہِ نجات کو اپنے چراغ ہدایت سے ایسا روشن
و منور کیا کہ اگر اندہا بھی اوس راہ پر بصدق دل چلے تو منزل مقصود بلکہ مقام محمود مین سیدہا پہونچے
صَلّوا عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا اور منقبت فراوان و مدح بیپایان اوس سردار اوصیا
اور اون ائمۂ ہدا کو لائق ہے کہ جنہون نے اوس چراغ ہدایت کو تند باد کفر و نفاق سے ایسا بچایا
کہ باوجود ہزارہا جھونکون کے کبھی نہ جھلملایا صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیہِ وَعَلَیہِم اَجمَعِین اما بعد محرر این سطور
و مقرر این تقریر حقیر سراپا تقصیر عاصی قوت علی ولد میر امامی بلگرامی عفی اللہ عنہ و عن جرائمہما
عرض طراز ہے کہ جب اس ہیچمدان کو چند ماہ اتفاق بیکاری کا ہوا تو چاہا کہ وہ بیکاری بھی خالی

از نفع نرہے لہذا بعض تفکرات دینیہ کو اپنے کہ تعلق رکہتے ہین لحصول دین سے (جنکا انضباط
قبل اسکے آغاز کیا تہا مگر بسبب عدم فرصت انجام کو نہین پہونچا تہا) ایک مقدمہ و پنج مباحث
وخاتمہ اندر اس رسالہ کے کہ نام اسکا از روی تاریخ آغاز **مرآت التحقیق** رکہا گیا ہی منضبط
اور مجتمع اسکے نذر تمبین برادران دینی کے ہدیہ کرتا ہے مصرعہ گر قبول افتد زہی عز و شرف

مقدمہ

بیان مین ان امور کے جنکا اظہار قبل از آغاز مقصود مناسب اور ضرور معلوم ہوا اور اسمین تین کلام ہین

کلام اول اظہار حقیقت عقل مین اور جو کچہ اوس سے متعلق ہی

واضح ہو کہ عقل ایک قوت ہے قوای نفس ناطقہ یعنی روح نفسانی سی کہ مراد انسان با صلاۂ اوسی روح سے ہی
اور اوس قوت کو جس سے عقل مراد ہے قوت ناطقہ کہتے ہین کہ جسکے ذریعہ سے ادراک کیے جاتے ہین وہ امور جو
قابل تعقل عقل ہون اور جسکے وسیلہ سے تجویز اور تمیز کئی جاتے ہین حسن و قبح اقوال و افعال و اشیا وغیرہ
اور نیز مدرکات حواس کے جبکہ قاعدۂ تمیز سے خلاف نکیا جاے اور حواس بیرونی و درونی نزدیک
عقل کے ایسے ہین جیسے کارگذاران و آلات ہوتے ہین نزدیک صانع کے پس جسطرح صدور فعل
صانع بغیر کارگذاران و آلات کے دشوار ہی اوسیطرح صدور فعل عقل بغیر حواس بیرونی و درونی
مشکل ہی اور جسطرح نقص و انعدام کارگذاران و آلات باعث نقص و انعدام صنعت ہوتا ہے اوسیطرح
نقص و انعدام حواس باعث نقص و انعدام فہم و تمیز ہو ممکن اسلئے مناسبت معلوم ہوا کہ پہلی تفصیل
اور کار متعلقہ ہر ایک حواس کے اور اونکی قابل ضروری ظاہر کئی جاتے تاکہ وجہ نقص فہم و تمیز بخوبی
سمجہ مین آجاے آگاہ ہو کہ حواس بیرونی جو بمنزلہ کارگذارون کے ہین پانچ ہین اول باصرہ

یعنی دیکھنے والی قوت + دوم سامعہ یعنی سننے والی قوت + سوم ذائقہ یعنی وہ قوت
جو ادراک مزی کا کرتی ہی + چہارم شامہ یعنی وہ قوت جو ادراک بو کا کرتی ہی پنجم لامسہ یعنے وہ قوت
جو ادراک سختی و نرمی وغیرہ کا کرتی ہی + اور حواس درونی جو بمنزلہ آلات کی ہین وہ بہی پانچ ہین +
اول حس مشترک اور وہ محسوس کرنیوالا اون چیزونکا ہی جو حواس خمسہ بیرونی کو حاصل ہون +
دوم متخیلہ اور وہ محفوظ و قایم رکہنی والا اون صُوَر اور کیفیات و کمیات کا ہی جو حس مشترک سے
محسوس اور بعض حواسون سے پیدا ہون سوم متصورہ اور وہ بضرورت تصور کرنیوالا اون
چیزونمین ہے جو حس مشترک سے محسوس یا اندر خیال کے محفوظ ہون اور قایم کرنا دلایل و قیاسات کا
تعلق اسی کے ہے + چنانچہ اسی سبب سے بعضی اسی حواس سے عقل مراد لیتی ہین اور نام اوسکا مدرکہ کہتے ہین +
وَهُوَ خلاف ط چہارم واہمہ اور وہ بضرورت توہمات مناسب پیدا کرنیوالا ہی تصورات اور
دلایل متصورہ مین بنا بر تمیز صحت و سقم اونکی اور بعض واہمہ بعد متخیلہ و قبل متصورہ کے جانتے ہین +
مگر یہہ رای غلط ہی حسب ترتیب فصیل حکما پنجم حافظہ اور وہ نگاہ رکہنی والا اون معانی و مطالب کا ہے
جو بعض حواسون و تجویز و تمیز عقل سے حاصل ہون + مگر تجویز و تمیز و ادراک اس امر کا کہ فلان تصور
صحیح ہی یا غلط + قیاسی ہے یا یقینی + باعانت واہمہ متعلق بعقل ہے جیسا اکثر حکما حالیہ متفق ہین +
کہ عقل حواس خمسہ درونی سے علحدہ ہے اور قوت مجوزہ و ممیزہ و مدرکہ اوسمین ہے نہ مدرکہ بجای خود کوئی
حواس ہے + اور علل حواس او پر دو قسم کے ہین + اول ضعف و دوم اختلال + اور ضعف و اختلال مین
یہہ فرق ہے کہ ضعف سے افعال حواسون کے بغیر تغیر بحالت خود قایم رہکر ضعیف ہو جاتے ہین + اور
اختلال سے افعال اونکے متغیر و غیر صحیح و غیر واقع ہو جاتے ہین + اختلال حواس بدتر ہی ضعف حواس سے اور

اس ضعف و اختلال کے لئے درجے ہین تا بہ انعدام و قبول تناقض و اسباب ضعف و اختلال کے بہت ہین یہہ رسالہ اونکی شرح کی گنجایش نہین رکہتا مگر تردد و اضطراب و تعصب و اغراض و تکبر و غرور عقل بہی دو تین سبب ہین اسباب اختلال سے پس ضعف و اختلال حواس ہر صورت باعث ضعف و اختلال عقل متصورہ ہے بخصوص ضعف و اختلال حواس درونی علی الخصوص ضعف و اختلال متصورہ و واہمہ + کیونکہ متصورہ بحالت ضعف تصورات مشکلات مین عاجز رہتا ہی و بحالت اختلال تصورات غیر صحیح کرتا ہے اور واہمہ بحالت ضعف پیدا کرلے ہین توہمات واقعی کے مجبور رہتا ہی اور بحالت اختلال توہمات خلاف و غیر واقع پیدا کرتا ہے + اس صورت مین عقل او پر دو قسم کے منقسم ہوتی ہے + اول سلیم جو مع اپنی کل حواسوں کے صحیح و سالم ہو + دوم غیر سلیم جو مع اپنی کل حواسونکے صحیح و سالم نہو + اور ظاہر ہے کہ حاصل ہونا ایسے عقل سلیم کا جو ہمیشہ اور ہر وقت سلیم رہی محال ہے + پس جہانتک عقل کی سلامتی مین فرق ہوگا وہین تک فہم و تمیز ناقص ہوگی حتّٰی کہ یقین کو وہم و قیاس سے اور وہم و قیاس کو یقین سے فرق نکر سکے گا +

اقسام مفہومات و ممیزات عقلی

واضح ہو کہ کوئی امر بغیر وسیلہ عقل فہم و تمیز مین آ نہین سکتا ہی اور جتنے امور قابل فہم و تمیز عقل کے ہین او پر دو قسم کے ہین بدیہی و نظری + اور جو علاوہ انکے ہین محال ہے ادراک اونکا عقل سے + پس بدیہی اوسکو کہتے ہین جو محتاج بدلیل نہو یعنی وہ امر جسپر قلب کو کچھ تعجب واقع نہو اور بغیر دلیل فوراً قبول کرلے چنانچہ انہین مفہومات کو حکما یقینیات و اولیات و وہمیات کہتے ہین + اور نظری اوسکو کہتے ہین جو محتاج بدلیل ہو یعنی وہ امر جسپر قلب کو تعجب

واقع ہوا در بغیر کسی دلیل کے قبول کرے+ پس مفہوماتِ بدیہی سہل و آسان ہین+ ہر شخص سمجھ سکتا ہے+ اور فضل ہین مفہوماتِ نظری سے+ یقین کرنے کے لئے+ اور جن امور پر کوئی دلیل قابلِ قبول قایم ہونا ممکن نہو+ وہ محال ہین عقل پر+ مگر امورات متعلقۂ دین مین اقوالِ مسلّم خدا و رسولؐ واسطے اہل دین و ملت کے داخل بدیہیات و یقینیات کے متصور ہین +

اقسامِ دلایلِ نظری

جملہ دلایلِ نظری+ کہ کلیۂ کلام و حجت و تکرار تعلق اونسی ہے+ اوپر دو قسم ہین+ قطعی+ و غیر قطعی+ دلیل قطعی جسکو حتمی و یقینی بہی کہتے ہین وہ ہی کہ استدلال جسکا بدیہیات اور تجربات اور مسلمات وغیرہ یقینیات پر ہو+ اور امورات متعلقۂ دین مین واسطے اہلِ دین و ملت کے اقوالِ مسلّمِ خدا و رسولؐ و معصومین یقینی پر+ اور اونکی استدلال مین کسی وہم مناسب کے گنجایش نہو+ مگر چونکہ یقین اس امر کا کہ کسی وہم مناسب کے گنجایش ہے یا نہین+ یا یہ کہ جو وہم کیا جاتا ہے وہ مناسب ہے یا نہین+ بغیر عقل سلیم کے بہت دشوار ہے+ لہذا کوئی دلیلِ نظری خالی از حجت و تکرار نہین رہ سکتی+ مگر نزدِ صاحبانِ عقلِ سلیم و منصف مزاجان+ اور دلیلِ غیر قطعی وہ ہے کہ استدلال جسکا بدیہیات و تجربات و مسلمات وغیرہ یقینیات پر نہو+ یا ہو تو اسکی استدلال مین کسی وہم مناسب کی گنجایش ہو+ اور اسی کو قیاسِ متعارف یعنی ظنِّ غالب بھی کہتے ہین+ اور اس قیاس کے لئے درجے بہت ہین+ تا بقرب و یقین+ مگر دلیلِ قطعی افضل ہے دلیل غیرِ قطعی سے اور فقط دلیلِ غیر قطعی یقین کے لئے کافی نہین ہو سکتی+ اور نہ رد یقین کا کر سکتی ہے+ مگر تائید+ اور وہم وہ ہے جو درجۂ قیاس یعنی ظنِّ غالب تک بہی نہ پہونچے+ اس صورت مین ظاہر ہے کہ عقل کے

دو راستے ہین + ایک یقینی + دوسرا قیاسی + راہِ یقینی مثل راہِ راست ایک سے زیادہ نہین
ہوسکتی + اور راہِ قیاسی مثل راہِ کج ہزار + بلکہ قیاس مورث کلمہ و کلام غیر فیصل و ناتمام ہے لہذا بغیر
تجربہ قیاس کا اعتبار نہین + اور تجربہ اکثر امورِ دین مین محال + اور جہان محال نہین وہان ناجایز
اس سبب سے کہ تجربہ کے لئے اول اختیار کرنا امورِ باطل کا ممکن ہے + اور دین مین ہر وقت امورِ باطل کا
اختیار کرنا قبیح + لہذا امورِ دینی کا یقینی ہونا ضرور ہے + بخلاف امورِ دنیاوی یعنی مفیدِ دنیا کی کہ
ان مین قیاس کو دخل دینا مضایقہ نہین + کیونکہ امورِ دنیاوی زیادہ تر بذریعہ تجربہ کی اخذ کئے جاتے
ہین اور تجربہ کے لئے اول قیاس کر لینا ضرور ہے ورنہ بغیرِ قیاس کے تجربہ مین بقصور کہ بہت دشواری
ہوتی ہے پس اگر تجربہ مطابق قیاس کے درست ہوا تو فبہا اور نہ بجز ضایع جانے محنتِ تجربہ کے کوئی
اور ضرر متصور نہین + اور امورِ دینی ہر وقت خلاف پڑنے کے صورتمین موجب عقاب و عذابِ آخرت
متصور ہین + اس صورت مین اموراتِ دین مین خصوص اموراتِ اصلی دین مین (کہ ایمان اصلی متعلق
اون سے ہے) وہم و قیاس پر چلنا یا عمل کرنا بالکلیہ جایز نہین ہوسکتا + بلکہ بغیر یقین کے نہ امورِ قابلِ اعتبار کا
اختیار کرنا روا ہے + نہ امورِ قابلِ ترک کا ترک جایز + کیونکہ ہرگاہ قیاس کی انتہا و اعتبار نہین
تو بصورتِ جوازِ استخراجِ امورِ اصلی دین بقیاس دو حال سے خالی نہین یا جملہ مذاہب حق و باطل جو
بذریعہ قیاسات مستخرج ہون حق متصور ہین و ہو خلافٌ عند العقل و النقل + یا تکلیف ما لا یطاق
اور ظلم متصور ہے جو خدا پر قبیح ہی + چنانچہ لکھا ہی کہ اول جسنے قیاس پر عمل کیا شیطان ہے پس
قیاس راہِ شیطان متصور ہے تا بہ وہم چہ رسد + اس صورت مین ظاہر ہے کہ بمقابلہ دلایلِ بدیہی و
یقینی + دلایلِ وہمی و قیاسی قابلِ لحاظ و جواب نہین + کیونکہ قیاس خود مقاومت یقین کی

کر نہین سکتا پس جو لوگ یقین و قیاس و وہم مین فرق نہین کر سکتے یا اپنے اور دوسری کے
قیاس ہی کو یقین سے بڑھ کر سمجھتے ہین اونکو راہ اصلی دین پر عبور حاصل کرنا دشوار ہی اسلیے
ہر شخص کو لازم ہے کہ اول یقین و وہم و قیاس مین تمیز حاصل کری بعد ازان دین کو راہ یقین مین
ڈھونڈھی نہ راہ وہم و قیاس مین جب یہ معلوم کیا تو اب جاننا چاہئی کہ جملہ امور دین اوپر دو قسم کے
ہین + اصولی و فروعی + اصولی عقلی و نقلی دونون ہین + اور فروعی صرف نقلی + امور
فروعی سے اس رسالہ مین چندان بحث نہین ہے مگر امور اصولی سی جو عقلی و نقلی دونون ہین
لیکن ظاہر ہے کہ دلایل عقلی مفید عام ہین اور دلایل نقلی مفید خاص فرقہ کی لئی پس امور عقلی کے لئی
ایسا ثبوت ضرور ہے جو بدیہی ہو یا ایسا نظری ہو جو ہر طرح حتمی ہو تا کہ حد یقین کو پہونچے + اور
امور نقلی وہی یقینی ہو سکتے ہین جو پیغمبر برحق یعنی صادق و معصوم یقینی سے ماخوذ ہون اور بذریعہ
صادق و معصوم یقینی کے پہونچین اور بصورت نہین رہنے کسی صادق و معصوم یقینی مسلم کی وہ امور
یقینی ہونگے جنکی صحت پر اتفاق و اجتماع ہو فرقہ ہاے مختلفہ کا جنسے اوسکی بحث
متعلق ہو + اور بنا بر استدلال بالخصوص کسی خاص فرقہ یا خاص امت کی وہ امور جنپر
اتفاق و اجتماع ہو اوس خاص فرقہ یا خاص امت کا + مگر اس اتفاق و اجتماع سے وہ اتفاق
و اجتماع مراد نہین ہے کہ کسی غیر پیغمبر یا غیر معصوم کی رای یا قول یا فعل پر بغیر استمداد
دلیل عقلی یقینی کر لیا جا کیونکہ جب اصل ہی اوسکی یقینی نہین تو نقل و فروع کسی طرح
یقینی نہین ہو سکتی اور ایسا اتفاق باطل پر فرقہ ہای باطلہ مین صریحا موجود ہے بلکہ اس اتفاق
و اجتماع سے یہہ مراد ہی کہ جملہ اشخاص فرقہ اوپر صحت اوس امر کے جو کسی صادق و معصوم مسلم سے

دو نقلی جسکی قاعدہ جایز ہے تصحیح نقل متفق و مجتمع ہون یعنی اول جسکی قاعدہ تصحیح عقلی یعنی
اندرونی تواتر جایز ہے اور تواتر جایز سے یہ مراد ہے کہ زیادہ لوگ کسی قول یا فعل کی نسبت
کسی صادق و معصوم مسلم سے متفق اللفظ روایت کرین اور کوئی شبہ سازش کا اونکی
پایا نجاسے + یا یہ کہ کوئی امر مختلف طور سے زیادہ روایتون سے ثابت ہو اور اغراض اون
راویون کے سرّاً و کنایتاً اوس امر سے متعلق نہون دوم مطابق حدِ مقررۂ شرع یعنی وہ قول
یا فعل پیغمبر یا معصوم کا ہو لیکن یا دو ہی ثابت ہو اگرچہ یہ حد احکام فروعی کے واسطے ہے
نہ واسطے احکام اصولی کے تاہم اگر یہ روایت نقیض نہو دوسری روایتِ صحیحہ متواترہ
یا متفق العام یا خاص سے ہی ہے تو قابلِ قبول ہو سکتی ہے مگر اس صورت مین عمل عادلین کو رکا
یقینی یعنی متفق علیہ ہونا ضرور ہے پس چونکہ اسوقت کوئی صادق و معصوم مسلم موجود نہین ہے
اسلئے اسوقت واسطے استخراج و قایم کرنے امور اصولی کے کہ ضرورت اوسکی کل فرقہای اسلام سے
متعلق ہو اور دین و ایمان اصلی اوسپر موقوف و منحصر ہے وہی یعنی آیاتِ الٰہی اور وہی متن و معنے
احادیث پیغمبر بعینہٖ بے چون و چرا قابلِ یقین و تسلیم متصور ہین جو باتفاق و اجماعِ امت مسلم ہون
یعنی جنپر تمام فرقہای مختلفِ اسلام سے کہ ازروی اختلاف اصل اصول کے دو فرقہ سنی اور شیعہ کے
ہین اتفاق و اجماع کیا ہو اور بصورت اختلاف کل امورِ مختلفہ مین رجوع کرنا طرف
دلایلِ عقلی کے جو مفید تمام ہین ضرور ہے لیکن دلایلِ استدلالیہ عقلی وہی قابلِ یقین متصور
ہونگی جو ضروری و بدیہی ہون یا وہ نظری کہ استدلال جنکا بدیہیات و تجربات یا مسلمات
یعنی آیات و احادیثِ صحیحہ متفقہ پر بطور حتمی ہو اور بمقابلہ دلایلِ عقلیہ یقینیہ دلایلِ قیاسیہ

وہ ہمیشہ کافی و قابل لحاظ متصور ہونگے + گو رد اوس ہم و قیاس کا ذہن مین آئی یا نہ + کیونکہ
اذہان و افہام انسانی کل مفہومات کی فہم پر محیط نہین + اور علاوہ اسکے ہر مسئلہ کے لئی ایک
اصول ہے + جب اصول اوسکا غلط کر دیا جاتا ہے تو اوسکے متعلق کے توہمات کا جواب قابل یقین
مشکل ہو جاتا ہے + اس صورت مین جب تک ہر مسئلہ کے اصول کو بدلایل یقینیہ فیصل و قایم نکر لیا جاے
اوسوقت تک ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ غیر منفصلہ کے توہمات سے رد کرنا ہرگز جایز نہین ہو سکتا +
جیسا اہل سنت مسئلہ جبر و اختیار و قضا و قدر وغیرہ کے اصول کو غلط کرکے + اوسکے متعلق کے
توہمات کو ہر مسئلہ کے دلایل یقینیہ مین پیش کیا کرتے ہین + پس اونکو لازم ہے کہ اول مسئلہ جبر و
اختیار وغیرہ کے اصول مین بحث کرکے اوسکو فیصل کرین + اور جب تک اونکی اصول کو بدلایل
یقینی فیصل و قایم نکر لین + اوسوقت تک اونکی متعلق کے توہمات کو دوسرے مسئلہ کے دلایل یقینیہ
مین پیش نفرمائین + ورنہ اس صورت مین جواب اوسکا بجز اوسی قسم نظیر کے دوسرا نہین ہو سکتا +
یا وہ جواب جو پروردگار عالم نے اونلوگونکو دیا + جن لوگون نے کہا تھا کہ خدا مکڑی کے مثال
کیون دیگا + اور جب اصول مسئلہ بطور صحیح قایم ہو جائیگا تو وہ توہمات خود بخود رد و دفع ہو جاینگے +
اور کوئی احتیاج بحث و مباحثہ کی اونمین باقی نہین رہیگی +

کلام دوم بیان معنی دین و اصول دین مین

چونکہ یہ رسالہ مشتمل ہے اوپر معرفت و طریق معرفت اصول دین کے + لہذا ضرور ہے کہ پہلی معنے
دین اور اصول دین کی ظاہر کئی جائین + پس دین نیکخوئی کو کہتے ہین + چنانچہ اخلاق جلالی مین
لکھا ہے کہ ایک صحابی آنحضرت صلعم کے روبرو کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ دین کیا ہے + حضرت نے

فرمایا کہ نیکخوی + پھر وہ داہنی طرف آیا اور یہی سوال کیا پھر حضرت نے وہی جواب دیا + پھر وہ
بائین طرف آیا اور وہی سوال کیا + پھر حضرت نے وہی جواب دیا + پھر پیچھے جا کر وہی سوال کیا
تب حضرت نے فرمایا کہ تو نہین سمجھ سکتا کہ دین غصہ کا روکنا ہے + اور دوسری حدیث مین
آیا ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ دین نیکی کرنا ہے + لوگون نے پوچھا کس لئے + فرمایا خدا کے لئے
اور رسول کے لئے اور سب مومنون کے لئے انتہی ترجمہ حدیث + اور نیکخوی تہذیبِ اخلاق کو کہتے ہین +
مگر یہان اوس تہذیبِ اخلاق سے مراد ہے جو مطابق شرعِ الٰہی کے ہو + اسلئے پھر ضرور ہوا کہ پہلے
ظاہر کیا جاے کہ تہذیبِ اخلاق کسکو کہتے ہین اور شرعِ الٰہی سے کیا مراد ہے تاکہ معنی دین کے بخوبی تمام
سمجھ مین آجائین + بعد ازان اصولِ دین کی تفصیل و تشریح کیجای + پس واضح ہو کہ تہذیبِ اخلاق
اون فضایل کا ملکہ حاصل کرنا اور عادت پکڑنا ہے جو نفسِ انسانی کو واسطے حصولِ شرف اور
کسبِ سعادت کی ضرور ہین + اور وہ فضایل اصلاً تین ہین + بتعداد قوای نفس انسانی + یعنی ایک ایک
متعلق ساتھ ہر قوت کے + اول **فضیلتِ حکمت** متعلق بقوتِ ناطقہ کہ یہ قوت عنایت
ہوئی ہے نفسِ انسانی کو واسطے نظر کرنے کے حقایقِ امور مین + اور یہی قوت مبدا ہے فکر و تمیز کا
چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ جس شخص کو حکمت دی جاے پس تحقیق کہ دی گئی اوسکو خیر کثیر + **دوم**
فضیلتِ شجاعت متعلق بقوتِ غضبی + کہ یہ قوت مرحمت ہوئی ہی نفسِ انسانی کو
واسطے دفع اضرار اپنے + کہ بغیر اس قوت کے ممکن نہ تھا اور انسان محتاج اوسکا ہے + چنانچہ آنحضرت نے
فرمایا ہے کہ اللہ دوست رکھتا ہے شجاعت کو اگرچہ ایک سانپ کو مارے + **سوم فضیلت**
عفت متعلق بقوتِ شہوی + کہ یہ قوت دی گئی ہے نفسِ انسانی کو واسطے جذب منافع اپنے کے +

نہ بغیر اس قوت کے دشوار تہا اور انسان ضرورت شدید رکہتا ہے اوسکی + چنانچہ خدا فرماتا ہے
کہ جو آدمی اپنے پروردگار کے عظمت سے ڈرا اور اپنی کو ہوا و حرص سے بچایا اس نے لئے بہشت اوسکا
مکان ہے + لیکن اختلاط سے ان تینون فضیلتون کے ایک فضیلت اور پیدا ہوتی ہے کہ اتمام او اکمال
ان فضیلتون کا اوسپر ہے + اور وہ فضیلت عدالت ہے مگر فضیلت عدالت افضل ہے
ان تینون فضایل سے + کیونکہ فضایلِ مذکورہ سے غرض یہی ہے کہ قوتِ غضبی و قوت شہوی
جو بضرورت انسان کو عنایت ہوئے ہین + قوتِ ناطقہ کے مطیع اور منقاد رہکر اپنی اندازہ اور
پایہ کار ضروری سے تجاوز نکرین + اور حاصل ہونا اس امر کا بغیر حصولِ فضیلت عدالت کے
ممکن نہین + تو بغیرِ حصول فضیلت عدالت وہ فضایل ہرگز کامل ہو نہین سکتی + اور جب فضیلت عدالت
حاصل ہوجاتی ہے تو وہ تینون فضایل معاً کامل ہوجا سکتے ہین + لہذا فضیلتِ عدالت افضل ہے
اون تینون فضایل سے + چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ اور بہیجی اوسکے ساتہ کتاب اور میزان اسلیے
نازل کی کہ انسان عدالت پر قایم رہے + اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ ایک گہڑی کی
عدالت بہتر ہے ستر برس کی عبادت سے + تو اس صورت مین یہ چارون فضایل اصل ہوے
نفس انسانی کے لیے + یعنی حکمت و شجاعت و عفت و عدالت + اور جب معلوم ہوا کہ تکمیل
ہر فضیلت کی موقوف ہے اوپر فضیلتِ عدالت کے + اور عدل اوس حدِ وسط کو کہتے ہین کہ جسکے
دونون اطراف برابر ہون + تو اس رو سے ہر فضیلت وسط ہوے دو رذایل یعنی افراط و تفریط کا +
چنانچہ حدیث شریف خیر الامور اوسطہا شاہد عدل ہے اس مدعا پر + اس صورت مین ہر فضیلت
ایک حد سے زیادہ درجہ نہین رکہ سکتی + اور اسکے دونون طرف کے رذایلِ افراطی و تفریطی کے مدارج

کثیر ہو سکتے ہین + چنانچہ داناؤن نے اس وسط کی تشبیہ اوس خطِ مستقیم کے دی ہے جو دو حدون کے درمیان نکالا جائے کہ ایک سے زیادہ نہین ہو سکتا اور اوسکی دو طرف خطوطِ غیر مستقیم کثیر و غیر محصور نکل سکتی ہین + پس وہ خطِ مستقیم بمنزلۂ فضیلت کے ہے + اور کل خطوطِ غیر مستقیم دونون طرف کے درجہ بدرجہ بمنزلۂ رزایل افراطی و تفریطی کے ہین + پس حکمت کے افراط کا نام جربزہ یعنی گربزی ہے + اور تفریط بلاہت یعنی بیوقوفی + اور افراطِ شجاعت تہور یعنی امور خطرناک مین جان کا لحاظ نکرنا + اور تفریط جبن یعنی خوف + اور افراطِ عفت شرہ یعنی بُری خواہشین + اور تفریط خمود یعنی بیخواہشی + اور افراطِ عدالت ظلم + اور تفریط انظلام یعنی مظلومیت پر راضی رہنا + اور ہر تحت ہر چہار فضایل مذکورہ کے فضایلِ کثیر غیر محصور داخل ہین + کہ جنکے بیان کی یہ رسالہ گنجایش نہین رکھتا جسکو شوق ہو کتب اخلاق ملاحظہ فرمائے + یہان چند فضایل ضروری ہر جنس کے اجناسِ چہارگانہ سے بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھدیجاتی ہین + اور رزایلِ افراطی اور تفریطی اونکی خود تصور سے معلوم ہوسکتے ہین + **فضایل تحت حکمت** ذکا سرعت فہم صفائی ذہن سہولت تعلیم حسن تعقل تحفظ و تذکر **فضایل تحت شجاعت** کبرِ نفس نجدت علم ثبات سکون تحمل تواضع حمیت رقت **فضایل تحت عفت** حیا رفق صبر قناعت وقار ورع انتظام سخاوت عفو مروت **فضایل تحت عدالت** صداقت الفت وفا شفقت صلہ رحم مکافات حسن قضا تودد تسلیم توکل عبادت + اور چونکہ معلوم ہوا کہ ہر فضیلت وسط ہے رزایلِ کثیرہ کا مثل اوس خطِ مستقیم کے جو درمیان دو نقطون کے کھینچ ہین خطوطِ غیر مستقیم کے نکالا جائے مگر خیال از روئے علم ہندسہ کے عرض نہین رکھتا ہے

اس صورت مین عملاً قایم کرنا خطِ مستقیم حقیقی کا محال ہے + پس جسطرح قایم کرنا خطِ وسطی یا
حقیقی کا دشوار ہے + اوسیطرح فضایل کا وسطِ حقیقی دریافت کرنا اور اوسپر قایم ہونا مشکل ہے +
سوا خدا کی کوئی وسطِ حقیقی پر قایم نہین ہے اور نہ ہوسکتا ہے + اسلیے ضرور ہوا کہ ہر فضیلت کیلیے
حسبِ وقت و زمان ایک وسطِ فرضی ایسا مقرر کیا جاے + کہ جسپر قایم ہونا ہر وقت و زمان کے انسان کی وسع و امکان سے
باہر نہو اور یہی باعث نہو کسی فساد کا + پس اوس وسطِ فرضی کو قانون کہتی ہین + اور اوسپر قایم و عادی ہونے کو
تہذیبِ اخلاق یعنی نیکوئی + لیکن چونکہ یہ کام یعنی قایم کرنا ایسے وسط کا جسکا ذکر اوپر کیا گیا بغیر داناے
مصلح کی بخوبی انجام ہو نہین سکتا + لہذا پروردگارِ عالم کہ داناتر و مصلح تر ہی لایق تر ہے
واسطے انجام اس کام کے + نظر بران وسطِ مجوزہ و مقررہ خدا کو (کہ کلام شریف مین حدود اللہ
تعبیر اوس سے ہے) شرع الٰہی کہتے ہین + پس اختیار کرنا تہذیبِ اخلاق کا مطابق شرعِ الٰہی کے
دین ہے + پس ہرگاہ معنی دین کے معلوم کیئے تو اب جاننا چاہی کہ چونکہ واسطے اختیار کرنے
دین کے پہلے پہچاننا صاحبِ دین یعنی شارع کا ضرور ہے + اور وہ خدا ہی + اسلیے معرفتِ خدا
اصلِ اول ہے + اصولِ دین سے + اور چونکہ شرع مشتمل ہے اوپر اوامر و نواہی خدا کی + اور واسطے
تعمیل کرانے اوامر و نواہی کے سیاست درکار ہے + اور واسطے سیاست کے عدل ضرور ہے +
اسلیے عدل اصلِ دوم ہی + اصولِ دین سے + اور چونکہ شرع نازل ہوتی ہی بذریعہ معرفت پیغمبر کے + تو اس
صورت مین قبلِ قبولِ شرع پہچاننا پیغمبر کا ضرور ہے + اسلیے رسالت اصلِ سوم ہی اصولِ
دین سے + اور چونکہ زندگانی انسانی مدامی نہین + لہذا بعد از رسول مروج و شارح و محافظ
شرع کا درکار و ضرور ہے + اسلیے امامت اصلِ چہارم ہے اصولِ دین سے + اور چونکہ شرع کے لیے

سیاست درکار ہے + اور سیاست کے لئے عدل مطلوب جیسا ظاہر ہوا + اور عدل کے لئے ثواب و عقاب لازم + اسلئے معاد اصلِ پنجم ہے اصولِ دین سے + پس یہ ہین اصولِ دینِ اسلام مطابقِ مذاہبِ امامیہ اثنا عشریہ + مگر اہل سنت عدل و امامت کو اصولِ دین سے تصور نہین کرتے +

کلام سوم بہ ثبوت اس بات کے کہ طریقہ معرفت امورِ واجب المعرفتِ دین سہل و آسان ہونا چاہئے نہ دشوار و مشکل

چونکہ پروردگارِ عالم نے معرفت اپنی اور اپنے دین کی امورِ ضروریہ کی اوپر کل انسان کے یکسان اور ایک طرح پر ضرور و واجب کی ہے جیسا اہلِ ہر دین و ملت اس امر مین متفق ہین + تو ضرور ہے کہ جن امور کی معرفت اوس نے کل انسان پر یکسان واجب کی ہو وہ امور سہل ترین مفہومات کی ہون یعنی بدیہی نہ از قبیل مشکلات یعنی نظری نہون + یا اور کوئی طریقہ اونکی معرفت کا آسان تر رکھا ہو نہ دشوار + کیونکہ ظاہر ہے کہ عقل و فہم انسانی یکسان اور ایکطرح نہین یعنی کل انسان برابر عقل نہین رکھتے + ہزارہا درجہ کم و بیش ہین + اقل درجہ کل انسان از روے عقل و فہم کے ان تین تقسیمون سے کم نہین ہوسکتے اذکیا + متوسط العقل + کم عقل + اور ظاہر ہے کہ جو امر متعلق و مطابق فہم اذکیا ہو اوسکو متوسط العقل و کم عقل ہرگز سمجھ نہین سکتے + اور جو امر مطابق فہم کم عقل ہو اوسکو متوسط العقل و اذکیا بدرجہ اولی سمجھ سکتے ہین + اس صورت مین اگر معرفتِ امورِ ضروریہ دینِ خدا متعلق و مطابق فہم اذکیا تصور کیجاے تو کم عقل البتہ اوسکے معرفت مین مجبور و معذور تصور ہوتے ہین + تو پھر تکلیف اوسکی کم عقلو نپر تکلیفِ مالایطاق متصور ہے + اور تکلیف مالایطاق صریح ظلم ہے + اور ظلم قبیح ازحکیم

اور ارتکاب قبح خدا پر قبیح + جیسا بعد ازین ظاہر ہوگا + انشاء اللہ تعالی + اس صورت مین
ضرور ہے کہ پروردگار عالم نے امور ضروری المعرفت دین کو سہل ترین مفہومات کا بنایا ہو
یعنی بدیہی یا کوئی طریق اونکی معرفت کا ایسا آسان رکہا ہو کہ کم سے کم عقل والے جلد اور
بخوبی سمجھ لین + جیسا کہ یقین کے لئے کافی ہو + تا کہ کسی کو کوئی جگہ حجت یا عذر کی اوسکی احکام
واجبی مین باقی نرہے + اور یہی خلاف ہوا وسکے عدل کے + چنانچہ اسی سبب سے اوس عادل
مطلق نے دیوانون اور لڑکون کو کہ وہ کسی مفہوم کی فہم کا طاقت نہین رکہتے ہین کوئی تکلیف
ندی + اور خود فرماتا ہی کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہین تکلیف دی اللہ نے
کسی کو مگر بقدر وسعت اوسکے + اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم عمل کرو کیونکہ وہ چیز
آسان ہی اوسپر جسکے لئے وہ خلق ہوا ہے + باقی رہا اسکا ثبوت عملی + وہ خاتمہ مین لکہا جائیگا
انشاء اللہ تعالی + اس صورت مین جو لوگ فہم امور دینیہ کا صعب و مشکل جانکر بالکلیہ مہمل
چہوڑ دیتے ہین اور کل امور دین چہ از اصول چہ از فروع تقلید پر چلتے ہین صریح بیجا ہی + کیونکہ
تقلید اصول مین جایز نہین اور در صورت نادرست ہونے اصول تقلیدی کے مقلد معاف
و معذور ہو نہین سکتا + اور ظاہر ہے کہ ساری بخشش و بخشایش و رحم و عفو و ثواب اعمال کے
موقوف ہے اوپر درستی ایمان کے + اور درستی ایمان موقوف ہے اوپر یقین و تصدیق اصول دین کے +
پس درستی ایمان کی فکر نکرنا اور اوسمین سہل انگاری کو راہ دینا حصول عقبیٰ سے بالکلیہ
ہاتہ دہونا ہے + کیونکہ پوشیدہ نہین کہ در صورت اختلاف کثیرہ و مذاہب متعددہ کوئی ایک ہی
مذہب ... پر ہوگا ... راہ راست و حق ایک سے زیادہ نہین ہو سکتی + اور جیسا آنحضرت صلعم نے ہی

فرمایا ہے ستفترق امتی علی ثلثۃ وسبعین فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ
یعنی ہفتاد وسہ فرقہای دین اسلام میں سے ایک ناجی ہوگا باقی ناری ہونگے + اور کوئی
فرقہ ایسا نہیں کہ جسمیں عاقل و عالم نہوں پس عاقلوں و عالموں سے بھی دانستہ یا بہ نادانی +
راہ خلاف اختیار کرنا عجب نہیں + اور ظاہر ہے کہ باعث ہونے ایمان اصلی متعلق باموز قلبیہ
اوپر ایمان اور بے ایمانی کسی کے وقوف حاصل کرنا قدرت انسانی میں نہیں بنا بر این تقلید
عالمان غیر معصوم اصول میں کہ ایمان موقوف اوپر اوسکے ہے کیونکر جایز ہو سکتی ہے + ہر شخص کو
چاہیے کہ دلایل اصول کو ایمانا اور انصافا غور کرے وحقا ویقینا راست و درست سمجھے کہ بسبب غور کے
با ایمان و انصاف خدا بھی مدد و ہدایت کرتا ہے + مگر فروع میں کہ اجتہاد کا اختیار دیا گیا ہے +
و مجتہد خاطی بھی از روی حد مقررہ شرع خاطی نہیں تقلید جایز متصور + اس صورت میں
ظاہر ہے کہ جسکا اصول درست اوسکا فروع بھی درست وباللہ التوفیق +

مبحث اول بہ معرفت خدا جسقدر عقل سے ممکن و ضرور ہے اور اسمیں تین بحثیں ہیں

بحث اول ثبوت وجود واجب پروردگار میں

واضح ہو کہ انسان کو سب سے پہلے جس بات کا دریافت کرنا لازم ہے + اور از روی دین اول
جس امر کی معرفت واجب ہے + وہ وجود ہی پروردگار عالم کا + گویا یقین وجود خدا واسطے دین کے
بمنزلہ تخم کے ہے + واسطے درخت کے + یعنی جیسے بغیر تخم کے درخت کا قایم ہونا دشوار ہے +
چہ بیخ چہ شاخ + اوسیطرح بغیر یقین وجود خدا کی دین کا قایم ہونا محال ہے چہ اصل چہ فرع +

کیونکہ جو شخص خدا کی وجود کا قایل نہو وہ امورِ متعلقۂ دین سے کسی امر کا قایل ہو نہین سکتا +
نہ صفاتِ خدا کا + نہ اوسکے پیغمبر و نبی کا + نہ اوسکے احکام کا نہ معاد کا + کہ یہ سب امور بعد قبول کرنے
وجودِ خدا کے قایم و ثابت ہو سکتے ہین نہ قبل + اور معرفتِ وجودِ خدا متعلق ہے صرف عقل
و فہم سے + اور سوائے اوسکی اور کوئی وسیلہ اسکے معرفت کا نہین + اسی لئے عقل کو پیغمبر اول کہتے ہین
چنانچہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اِنَّ اللہَ عَلَی النَّاسِ حُجَّتَیْنِ
حُجَّۃٌ ظَاہِرًا وَ حُجَّۃٌ بَاطِنًا فَاَمَّا الْحُجَّۃُ الظَّاہِرَۃُ بِالرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَالْاَئِمَّۃِ
عَلَیْہِمُ السَّلَام وَ اَمَّا الْحُجَّۃُ الْبَاطِنَۃُ بِالْعُقُوْلِ یعنی اللہ کی دو حجتین ہین اوپر
انسان کے + حجتِ ظاہر اور حجتِ باطن + حجتِ ظاہر رسول و انبیاء اور ائمہ ہین + اور حجتِ باطن
عقول + پس معرفتِ خدا یعنی معرفت جسکی عقل سے ممکن و ضرور ہے وہ وجود ہی اوسکا + اور
مجموعی صفات + کہ وہ بعد یقینِ وجود خود بخود متیقن ہو جاتے ہین + جیسا بعد ازین ظاہر ہوتا ہے
انشاء اللہ تعالی + لیکن وجودِ خدا خود بدیہی و صریح و واضح تر ہے جملہ مفہوماتِ عقلی سے +
بلکہ عقل مجبول پیدا کی گئی ہے اوپر قبول کرلنے وجوبِ وجود اوسکے + کیونکہ جو شخص تھوڑی
سی بھی عقل رکھتا ہے + اس عالم ایجاد اور اوسکے درمیان کی صنعت ہای نگارنگ کو
دیکھکر بغیر بتلائی اور سکھلائی سمجھ لیتا ہے + کہ یہ عالم کسی کا بنایا + اور یہ جہان کسی کا پیدا کیا ہوا ہے +
اور جب اوروں سے بھی ایسا ہی سنتا ہے تو فوراً قبول کر لیتا ہے کوئی حجت پیش نہین لاتا +
اور نہ کوئی تعجب اوسکو گذرتا ہے + اور نہ کوئی شبہہ پیش آتا ہے + اور نہ کوئی دلیل اس مدعا پر
چاہتا ہے + اور نہ کسی طرح کی تجسس مین پڑتا ہے + گویا اپنے مدعاء مفہومہ محتومہ کے موافق پاتا +

اور اگر خلاف اسکے سُنتا ہی تو ہرگز قبول نہین کرتا + بلکہ تعجب کرتا ہی اس بات پر + اور پوچھتا ہے کہ کیونکر یہ مکان
آپ سے آپ بنا + اور کوئی دلیل چاہتا ہی واسطے ثبوت اس مدعا کے + اور تجسس مین پڑتا ہی اس بات کے + کہ کوئی شئی
آپ سے آپ صورت پکڑ سکتی ہی یا نہین + گویا کہ اپنی عادت معہود محتومہ کے خلاف سُنتا + چنانچہ یہ مسئلہ حکمیہ بہت
متفقہ ہی + کہ وجود صنعت بے صانع محال ہے + اور یہ مسئلہ ایسا بدیہی اور موافق ہے ساتھ ہر عقل کے + کہ اگر کسی پانچ
سات برس کے لڑکی سے بھی کہی کہ ایک مکان آدمیون نے بنایا ہی + تو کچھ تعجب نکریگا + اور فوراً قبول کریگا +
اور اگر کہی کہ ایک مکان آپ سے آپ بن گیا ہی تو بیشک متعجب ہوگا + اور اگر کچھ ہوش زیادہ رکھتا ہوگا تو ہرگز
قبول نکریگا + جبتک کہ کہنے والا معتمد تر نہو مثل باپ دادا وغیرہ کے + کیونکہ صورت پکڑنا یا شکل تبدیل کرنا کسی
شئی کا بغیر کسی صورت پکڑانے والے یا شکل تبدیل کرانے والے کے محالِ عقلی ہے + یعنی صدور کسی فعل کا بغیر فاعل کے
ہرگز قبولِ عقل نہین + اور اسیطرح صدور فعلِ عقلی کا بغیر فاعلِ دانا + جیسا بحث اسکا بعد مین ظاہر ہوگا + انشاء اللہ تعالی
اس صورت مین ظاہر ہے کہ معائنہ صنعت کا واسطے قایم کرنے وجودِ صانع کی ایک ایسی دلیل قوی و برہان
قاطع ہی کہ کوئی دلیل رد اسکا کر نہین سکتی + چنانچہ پروردگارِ عالم خود بھی کلام شریف مین بہ ثبوت وجود اپنے
کے صرف صنعت ہای عجیبہ و قدرت ہای غریبہ اپنی دکھلاتا ہی + باقی رہا ثبوتِ واجب الوجودی + پس واضح ہو کہ
ہرگاہ ثابت ہوا کہ ہر صنعت کے لئے کسی صانع کا اور ہر فعل کے لئے کسی فاعل کا ہونا عقلاً ضرور و لازم ہے یعنی کوئی
شئی بغیرِ فعل کسی فاعل کے صورت نہین پکڑ سکتی + یا شکل تبدیل نہین کرسکتی + تو اس صورت مین ہر شئی
اور ہر صنعت بنابر اثباتِ واجب الوجودی پروردگار دلیلِ کامل ہے + یعنی ہرگاہ ہر صنعت کے لئے
وجودِ صانع ضرور ہے + تو پس وہ صانع دو حال سے خالی نہین + یا حادث ہو + یا قدیم + اگر حادث ہو
تو وہ بھی ایک صنعت متصور ہے + اور پھر اوسکے لئے بھی کسی دوسرے صانع کا ہونا ضرور و لازم ہی +

اسیطرح جب تک کہ ایک صانعِ قدیم فرض نکیا جای سکون حاصل ہو نہین سکتا + اور دوسرے تسلسل قایم ہوجاتا ہے جو باتفاق محال و ممتنع ہے + لہذا ہوجب مۂ حکمیہ بدیہیہ متفقہ کہ ہر شی کے لیئے ایک حد + اور ہر سلسلہ کے لئے ایک انتہا لازم ہی ضرور ہے + کہ سلسلۂ خالقیت بھی آخر کسی ایک خالق پر منتہی ہو + پس ظاہر ہے کہ جو اس سلسلۂ خالقیت کا نہایت ہے + وہی صانعِ قدیم و واجب الوجود متصور ہے + اور جو صانعِ قدیم و واجب الوجود ہے + وہی خدای برحق متصور ہے + دوسرا + چنانچہ جامع الحکایات مین لکھا ہی + کہ لوگون نے جناب امام جعفرِ صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ دلیل او پر ہستیِ صانع کی کیا ہی + آپنے فرمایا کہ بزرگ ترین دلیلے بر ہستیِ او ہستیِ من ہست + زیراکہ ہستیِ من اگر از من ہست + از دو حال بیرون نباشد + یا من خود را انگاہ ہست کردم کہ ہست بودم + واین محال ہست کہ ہست کردن ہست محال بود + واگر گویم کہ انگاہ ہست کردم کہ نیست بودم اینہم محال بود + زیراکہ از نیست ہست کردن محال بود + چون ہر دو شق باطل شد + معلوم شد کہ من ہستی کردۂ ہستی ام + کہ نیستی بر وی محال بود + واضح ہو کہ فحوای لفظ من مین جملہ محدثاتِ موجودہ داخل ہین + جنکی ہستی از خود محال متصور ہے + اور جب کہ ہستی بود کی ہستی از خود ممکن تصور نہین ہوتی + تو وجود ایک صانعِ قدیم واجب الوجود کا بہر حال لازم و واجب ہے + اور چونکہ ضرور ہے کہ ابتدا ہر سلسلہ کی کسی ایک ہی موجد سے ہو + اسلیئے ضرور ہے کہ وہ واجب الوجود واحد ہو + اب غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے + کہ پروردگارِ عالم نے اپنی وجود کی معرفت کی نسبت کیسا اہتمام بلیغ فرمایا ہی + یعنی اول پیدا کرنا ان سب صنعتہای رنگارنگ کا + اور ظاہر کرنا ان سب قدرتہای گوناگون کا + صرف اسی غرض سے ہے + ورنہ دلایلِ عقلی و نقلی سے ثابت ہے +

که انسان افضل مخلوقات اور حاصل موجودات ہے بسبب رہنی باسم جمیع قدرت و رکہنی
قوت کمال بہ ذات کے پس اگر معرفت (جو حاصل خلقت جہان و باعث فضیلت انسان ہے)
انسان کو بغیر معاینہ دیگر موجودات کے ممکن ہوتی تو خلقت دیگر موجودات کی ضرور نہوتی +
کیونکہ افضل کے آگے کمتر بیکار و عبث متصور ہے + چنانچہ توریت مین آیا ہے + کہ ای ابن آدم
مینے تجھکو اپنی لئے پیدا کیا + اور تمام اشیا کو تیری لئے + اسکے مطلب یہی ہین کہ مینے تجھکو اپنی
معرفت کیلئے پیدا کیا اور تمام اشیا کو اسلئے کہ تو انکو دیکھکر معرفت حاصل کرے تا باعث
تیرے شرف کا ہو ورنہ ظاہر ہے کہ تمام اشیا سے انسان کو کوئی غرض خاص متعلق نہین ہے +
دوم یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بغرض معرفت اس وجود کے ایسا پیغمبر بھیجا جو تا دم مرگ ہر وقت
و ہر مقام مین ساتھ رہے اور کسی وقت اور کسی مقام مین جدا نہو کہ وہ عقل و فہم ہے جو عنایت
ہوئے ہین انسان کو + چنانچہ اسی سبب سے کوئی فرقہ از فرقہ ہای دنیا منکر وجود نہین و نہ اختلاف
کرتا ہے بلکہ جملہ فرقے وجود صانع عالم مین متفق ہین + حتی کہ فلاسفہ اور دہریے وغیرہ بھی + کیونکہ
اہل ملت ظاہر ہے کہ خود وجود خدا کے قایل ہین + صرف مشرک غیر از خدا کو خدا کہتے ہین +
پس وہ منکر وجود نہین + باقی رہے فلاسفہ و دہریے وغیرہ + وہ بھی وجود کے منکر نہین + بلکہ تشخیص مین
ڈانوان ڈول ہین + کس لئے کہ معنی وجود کے یہی ہین + کہ کوئی صانع واجب الوجود یعنی قدیم ہے
خواہ وہ کوئی یا کیسا ہی ہو + مگر بعض فلاسفہ آسمان خواہ ستارگان کو قدیم و باعث وجود
جملہ موجودات جانتے ہین + اور دہریے دہر کو + اور مادی مادہ کو + اور عنصری عناصر کو + علی ہذا +
پس ان سب مین کوئی منکر وجود نہین + بلکہ تشخیص مین اختلاف رکھتے ہین + اس صورت مین ظاہر ہے

اگر کسی کا منکر وجود ہونا ایسا گناہ ہو سکتا ہی کہ کوئی گناہ اوسکی مقابلہ مین برابری نکری اور بیشک وہ کافر مطلق ہے +

بحث دوم رد دلیل تشخیص ماہیت وحقیقت پروردگار عالم کی +

بعد قایل ہونے وجود خدا کے جس امر کی فکر انسان کو دامنگیر ہوتی ہے + اور انسان کو ضلالت مین ڈالتی ہے وہ تشخیص ہے قادر مطلق کی + اور معنی تشخیص کے یہ ہین کہ صانع جہان اور خالق کون و مکان جسکا وجود واجب عقلاً ثابت و قلباً مقبول ہے وہ کون ہے اور کیسا ہے + پس جاننا چاہیے کہ تشخیص یقینی صانع بمعاینہ صنعت محال عقل ہے یعنی عقل سے ممکن نہین + اور کوئی راستہ عقل کو اس تشخیص کے واسطی دیا نہین گیا + اور جو کچھ تشخیص کیا جاے بجز قیاسات و توہمات ناقص کے کچھ اور ہاتھ نہین آسکتا کیونکہ بدیہیات مین دیکھا جاتا ہے + کہ ہر صنعت دنیاوی کو دیکھکر وجود اوسکے صانع کا فوراً ذہن مین آجاتا ہی یعنی یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ چیز کسی کی بنائی ہوی ہے + آپسے آپ نہین بنی + مگر تشخیص صانع بمعاینہ اوس صنعت کے ممکن نہین ہوتی + یعنی کوئی یہ نہین سمجھ سکتا + کہ وہ صانع کون ہے + اور کیسا ہی یعنی اوسکا نام و نشان کیا ہی + گورا ہی یا کالا جوان ہے یا بوڈہا علی ہذا + اس تشخیص مین عقل محض عاجز رہ جاتی ہی + گو وہ صانع سامنے کیون نہ موجود ہو + مگر یہ کہ وہ صانع خود اپنی کو ظاہر کرکے ثابت کرے + یا کسی عارف یقینی سے دریافت مین آوی + لیکن اقسام اور حسن و قبح سی صنعت کی اندازہ قدرت اور دانائی کا صانع کی البتہ کیا جا سکتا ہی و بس + پس جای غور ہی کہ ہرگاہ ایک ادنی صنعت دنیا کی صانع کی تشخیص مین عقل عاجز ہی + تو صانع عالم کی تشخیص کیونکر عقل سے ممکن ہو سکتی ہے + مگر یہ کہ وہ خود ظاہر و ثابت کرے + یا کسی مقرب صادق درگاہ احدیت سے معلوم ہو + تو جن گونگو

اس تشخیص کا سودا ہو + اونکو لازم ہی کہ پہلے کسی صنعت دنیاوی کی صانع کی تشخیص مین فکر کرین + اگر
اس سے عہدہ برآ ہوان تو آگے بڑہین + ورنہ لگے بڑہنا اپنی حد سے پاؤن نکالنا ہے + اور مفت اپنے کو
خرابی مین ڈالنا اور دیوانہ بنانا ہے + تو ہرگاہ ظاہر ہوا کہ تشخیص یقینی ماہیتِ خدا از قبیل محالات
عقلی ہے + اور عقل کو اس تشخیص مین کوئی بہرہ یا کوئی راستہ دیا نہین گیا ہی + تو اسی سبب سے
ثابت ہے کہ یہ تشخیص ہمپر واجب نہین کی گئی ہے + ورنہ ضرور تہا کہ کوئی قوتِ تشخیصی عنایت ہوتی
اس صورت مین فکرِ تشخیصِ ماہیت ایک فعلِ عبث ہے + بلکہ خالی بی عقلی و دیوانگی سے نہین کیونکہ
جب تشخیص محالِ عقلی ہے تو حقیقت پر پہونچنا اور اصلیت کا معلوم کرنا معلوم + جو کچہ فکر سے
قرار دیا جاے گا بیش از تصوراتِ باطل و توہماتِ لاطایل نہوگا + اسی جگہ سے ظاہر ہوتا ہی
کہ پروردگارِ عالم نے اون لوگون کے حق مین جنہون نے اپنی اپنی تشخیص بیہودہ سے اپنے معبود
ٹہرائی ہین اور اوسپر ہٹ رکہتی ہین + لا یعلمون اور لا یعقلون جو فرمایا ہے راست و حق ہے +
انسان کو چاہیے کہ جس امر مین فکر کرنا چاہے پہلے غور کری کہ یہ امر قابلِ فہم و تصور ہے یا نہین +
اور یہ کہ اس امر کی فکر سے کوئی فائدہ متصور ہے یا نہین + اگر ہو فکر کری + ورنہ اوسکی فکر سی کوسون
بہاگے + کیونکہ جس امر مین فکر کی جائیگی + اگرچہ محالِ عقلی ہو + لیکن واہمہ اپنی توہمات سی باز
نرہے گا + بقدرِ قوت اپنی کچہ نہ کچہ وہم ضرور کرے گا + اگرچہ وہم کا اعتبار نہین + جبتک دلیلِ قطعی
یقینی قایم نہو + قابلِ قبول و یقین نہین + لیکن چونکہ اپنی بات کیسی ہی ہو مثل اپنی لڑکون کے
پسند زیادہ ہوتی ہی + لہذا ممکن ہے کہ وہ توہمات پسند ہو کر یقین کو خلجان مین ڈالدین + اور
سبہی قبل از فکر ہر امر کے یہ غور کرنا مناسب ہے کہ راہِ معقول فکر و فہم کی اس امر کی کیا ہی + کیونکہ فکر

بیراہہ سے امور قابل الفہم بہی دور از فہم ہوکر تصوراتِ باطل سامنے آجاتی ہین + خلاصہ یہ ہے کہ
استدلالِ یقینی کو کسی حال مین ہاتہ سے دینا + اور غیر از استدلالِ یقینی کسی امر کو اختیار کرنا نہین چاہیے +
اب واضح ہو کہ جو کچہ اختلاف اہل دنیا مین پڑا ہوا ہے وہ تشخیص مین ہے پروردگارِ عالم کے یہان تک
کہ کل فرقے اس تشخیص مین مختلف ہین + جیسا کہ ظاہر ہے + اور اوسکی وجہ یہی ہی کہ باوجود محالِ
عقلی ہونے تشخیصِ یقینی کے تشخیص کے فکر نہین چہوڑ سکے + چونکہ اصلیت و حقیقت پر پہونچنا
ممکن نہین + اس سبب سے ہر شخص ایک علیحدہ علیحدہ راستہ پر چلا گیا ہی + اور ہر شخص نے ایک
جدا جدا توہم بقدرت قوت اپنی اپنی وہمون کو قایم کر لیا ہے + اور بسبب عزیز معلوم ہونے
اپنی رای کے اون توہمات پر مُصِر ہو کر اُون معتقدون کو جو دوسرے کی عقل و رای پر چلتی ہین
مُفت بگاڑ دیا ہے + حالانکہ ظاہر ہے کہ امرِ عقلی وہی ہوگا جو اصل و حق ہو + اور وہ ایک سے
زیادہ ہو نہین سکتا + اور امورِ خلاف اور وہمی ہزارون ہو سکتے + پس اس کثرتِ اختلاف
ہی سے صاف ظاہر ہے کہ جو کچہ لوگون نے تشخیص کیا ہی + بیش از توہماتِ باطل و تصوراتِ
لاطایل نہین + اور یہی ظاہر ہے کہ کل اہلِ اختلاف مین فلاسفہ قوتِ عقلی زیادہ رکہتے ہین +
اور وہ قایل ہین قدامتِ آسمان خواہ ستارگان یا دہر وغیرہ کے باین سبب کہ اونکے
تاثیرات سے وجود دیگر موجودات کی مکمل ہوتی ہین + پس یہ دلیل قطعی قابلِ یقین نہین کیونکہ
غیر مخلوق ہونا آسمان خواہ ستارگان یا دہر وغیرہ کا حتماً لازم نہین آتا + جیسا غیر مخلوق
ہونا ایک واجب الوجودِ غیر مشخص کا حتماً و یقیناً لازم آتا ہے + اس صورت مین ممکن ہے
کہ یہ تاثیرات انمین اوسنے بخشین ہون جسنے انکو خلق کیا ہو + پس یہ بات ویسی ہی ہے

کہ کوئی شخص ایک کل کے ذریعہ سے کسی چیز کو بنتی دیکھکر اوسی کل کو صانع اول اوس چیز کا سمجھ لے + اور علاوہ اسکے فلاسفہ بھی اپنی رای مین متفق نہین بہت اختلاف رکھتے ہین + چنانچہ دہریئہ مادیئہ و عنصریئہ سب داخل فلاسفہ ہین + اسلیئے رای فلاسفہ بھی خالی از وہم و قابل اعتبار نہین + تا بدیگران چہ رسد + اس صورت مین انسان کو لازم یہی ہے + کہ صانع عالم کی وجوب وجود کا بلا تشخیص حقیقت قایل رہے + کیونکہ اس اجمال مین جو کوئی صانع عالم ہو داخل ہے + اور تشخیص مین اگر تشخیص غلط پڑی + تو کوئی صورت نجات کی نہین +

بحث سوم بہ ثبوت اس بات کے کہ یقین صفات خدا ساتہ یقین وجود خدا کے لازم ملزوم ہے و بذیل آن ثبوت عدل عادل مطلق

ہرگاہ یقین کرلیا جاوے کہ اس عالم ایجاد کا کوئی صانع اور اس دار کون و فساد کا کوئی خالق ہے + تو ساتہ ہی اوسکے خود بخود یقین ہوجاتا ہے کہ وہ داناتر ہے داناؤن کا + اور قادر تر ہے قادرون کا + اور غنی تر ہے اغنیا کا + اور پھر ساتہ ہی اسکے اجمالاً یہ بھی یقین ہوجاتا ہے کہ وہ موصوف ہے جمیع صفات کاملہ سے + اور پاک و منزہ ہے جملہ اوصاف مذمومہ سے + اور ہر قبح پر اوسکے قبیح ہے + اگرچہ یہ بات بدیہی ہے + محتاج بدلیل نہین + اور قلب و عقل خلاف اسکے ہرگز قبول نہین کرتی + تو بھی ظاہر اور عیان ہے + کہ پیدا کرنا ایسے عالم کا جسکی ماہیت کے سمجھنے مین عقل دنگ و عقلا عاجز ہین + بغیر دانائی اور قدرت کاملہ کے ممکن نہین + اور ایسا قادر جسنے کل محتاج خلایق کو بدرجہ کافی و وافی صرف اپنی قدرت کاملہ سے موجود فرمایا ضرور ہے کہ غنی تر ہو + اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی مصنوع مین + مناسب علت غائی بغیر ہونے صانع دانا کے ممکن نہین + جیسے اکثر خیال ہوا کی

یا ریگ آبِ دریا کی سبب ایک جگہ جمع ہوکر ایک صورت پکڑ لیتی ہے + یا حباب باران کے
سبب [illegible] ہوجاتے ہین + یا دیواسے اڑکے اینٹ پتھر خاک ایک جگہ جمع کردیتے ہین جس سے ایک
صورت مصنوعی پیدا ہوجاتی ہے + مگر کوئی علتِ غائی مناسب اوسمین ظاہر اور ثابت نہین ہوسکتی +
خلاف اسکے مصنوعات عالم کے طرف نگاہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے + کہ ہر مصنوع بلکہ اوسکے
ہر جزو کی علت غائی حسب مناسب اور قابلِ جوازِ عقل قایم اور ثابت ہے + یہان تک کہ کوئی ذرہ بھی
خالی از تاثیر و خاصیت نہین + اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ صانع ان سب مصنوعات کا
دانا ہے + چنانچہ اسی نظر سے وہ اپنے کلام شریف مین علت غائی اپنے مصنوعات کی کہلاتا ہے +
مثلاً فرماتا ہے کہ اَفَلَا یَنظُرُونَ اِلَی الاِبِلِ کَیفَ خُلِقَت یعنی نہین دیکھتے ہو طرف
اونٹ کے کہ کیسی ہے خلقت اوسکی + یعنی جس مقام مین وہ پیدا کیا گیا ہے اوس مقام کے لئے جو کچھ
مناسب اور ضروری ہے سب اوسمین موجود ہے + یعنی بسبب اسکے کہ ریگستان و کوہستان کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے
اسلئے پاؤن اوسکے نرم رکھے گئے ہین + تاکہ ریگ مین اور پہاڑون مین بخوبی چل سکے + اور اعضا
اوسکے لمبے لمبے بنائے گئے ہین + اور باوجود اسقدر دراز ہونے کے جسیم نہین کیا گیا تا پہاڑ وغیرہ
بخوبی چڑھ سکے + اور پانچ سات روز کا پانی ایکبار پی لیتا ہے + تاکہ ریگستان مین پانی
میسر نہ آنے کے سبب کام سے معطل و ضائع نہو جائے + اور پتیان نیم اور ببول وغیرہ
کے درختون کی کہاتا ہے + تاکہ ریگستان و کوہستان مین غلہ پیدا نہونے کے سبب کہانا
اوسکا دشوار نہو + اسکے رو سے صاف ظاہر اور ثابت ہے + کہ یہ جانور اون مقامات کے لئے
کسی صانعِ دانا تر کا بنایا ہوا ہے + علیٰ ہذا القیاس + بیان اس مقام کا جسقدر طول کیا جائے کم ہے +

پس جب ثابت ہوا کہ صانع ان سب مصنوعات کا دانا ہے + تو ضرور ہے کہ وہ قادر و مختار
بہی ہو + کیونکہ فعلِ مجبورانہ یعنی بے ارادہ تا صادر ہو + دانائی کا فعل تصور نہین ہو سکتا + اور
بہی ظاہر ہے کہ وجود ان سب محدثات عالم کا محوّل ہے + ساتہ کسی سبب کے ۔ مثلاً وجودِ نباتات
بسببِ تخم کے + اور وجودِ حیوانات بسببِ توالد و تناسل کے + لیکن ظاہر ہے کہ وجود انکی
اصلِ اول کا بغیر سببے از اسبابِ مذکور لازم و ضرور ہے + ورنہ یا قدامت اوس اصل اول کی
لازم آتی ہے + یا دور و تسلسل + مگر قدامت بسبب فنا ہو جانے اوس اصلِ اول کے + اور متغیر اور
فانی ہونے اونکے فرع کی صریحی و بدیہی خلاف و باطل ہے + اور دور و تسلسل باتفاق محال
اور ممتنع + اس صورت مین پھر دو حال سے خالی تصور نہین ہوتا + یا وجود اوس اصلِ اول کا بقوت
و عادتِ دہر و غیرہ مجبورون کے تصور ہو + جیسا دہریون کا قول ہے + یا بقدرت و دانائی
کسی صاحبِ ارادہ یعنی مختار کے + لیکن اگر بقوت و عادتِ دہر و غیرہ مجبورون کے تصور ہو + تو بمقتضا
قوت و عادتِ مذکور کے پھر بھی بلکہ ہمیشہ ظہور مین آنا ضرور ہے + حالانکہ ایسا ثابت نہین ہوتا +
لہذا بنا بر وجوہ مخالفات مرقوم کے + وجود خالقِ دانا و قادر و مختار کا لازم ہے + تا کہ اوس
اصلِ اول کو بقدرتِ کاملہ اپنے خلق فرما کر + بعد ازان باختیار اپنے اوس صورت سے انحراف
اختیار کرنے کے اونکے فرع کے لیئے بدانائی اپنے کوی سببِ مناسب تعین فرمائی + پس اس دلیل سے
بھی وجود صانعِ دانا و قادر و مختار کا حتماً لازم آتا ہے + کیونکہ خلق ہونا اصلِ اول کا بغیر
قدرت کے + اور انحراف اوس سے سبب کے طرف بغیر اختیار کے + اور تعین سببِ مناسب کا بغیر دانائی کے
ممکن نہین + اور یہ بھی ظاہر ہے کہ منتظم ہونا تمامی عالم کا مطابق انتظامات ضروری و لازمی کے

(کہ تشریح جسکی مطوّل تر ہے + اور ہر شخص بقدرِ فہم اپنے غور کر لے سکتا ہے) بغیر دانا و قادر
و مختار ہونے صانع عالم کے ہرگز ممکن متصور نہین بلکہ دشوار و محال ہے + اور بھی وجود نفوس
و عقول و قوی و تاثیر وغیرہ اشیاء غیر مادی کا جو باصلہ باعثِ امکان خلقِ عالم دوار و مادہ
خلقِ خلقتِ مختارہ تھی اور بجز امرِ پروردگار کے کوئی دوسری چیز متصور نہین ہو سکتے
دیتی زیادہ تر دانائی و قدرت و مختاریِ صانع عالم کی ثبت ہین چنانچہ یہ دعوی ظہورِ اعجازِ
پیغمبران سے ہے کہ نبی ہوتے ہین اور پر خرق عادات کے بدیہاً و یقیناً و حتماً تو یعنی حسبِ فہم خاص و عام
خلایق ثابت ہو جاتا ہے + کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے + کہ خرقِ عادات برطبقِ حکم خالق
بغیر ہونے کسی قادر و مختار کے ممکن نہین اور ہر قادر و مختار کے لئے بقدرِ قدرت
و اختیار اپنی دانا ہونا لازم ہے + تو چونکہ خرقِ عادات پیغمبران بحکم پروردگار ظہور مین آتی ہیں
لہذا ہر طرح ثابت ہے کہ صانع عالم دانا و قادر و مختار ہے + اور جب یہ ثابت ہوا کہ صانع عالم
دانا و قادر و مختار و غنی مطلق ہے تو ضرور ہے + کہ بہ جمیع صفاتِ کمال موصوف ہو + اور ہر قبیح
او پرا اوسکے قبیح ہو + کیونکہ برے کام انہین تین وجہون سے کیے جاتے ہین + یا جہل و نادانی سے
یعنی یہ کہ قبح و بدی سے اوس فعل کے آگاہ اور عالم نہو + یا مجبوری سے + یعنی یہ کہ باوجودِ علم بدی
اوس فعل کے ترک پر قدرت نرکھتا ہو + یا احتیاج سے + یعنی یہ کہ باوجودِ علم بدی و قدرت
ترک محتاج ہو اوس فعل کا یعنی بغیر اوس فعل کے احتیاج اپنی رفع نکر سکتا ہو تو اس صورت مین
ظاہر ہے کہ جو دانا و قادر و غنی مطلق ہوگا + وہ ہرگز افعالِ مذمومہ اختیار نکریگا + اور جو
پاک و مبرا ہوگا قبایح سے وہ ضرور موصوف ہوگا صفات مین + کیونکہ فضایل در صورت

نہین ہینے رزائل کے لازم ہین + جیسا کلام دوم مین مقدمہ کے ظاہر ہوا + پس چونکہ
ثابت ہوچکا کہ خدا دانا وقادر وغنی تر ہے + تو ضرور ہے کہ موصوف ہو جمیع صفات
حمیدہ مین + اور ہر قبیح اوپر اوسکے قبیح ہو + اس صورت مین جمیع صفات لازم ملزوم
ہوئی خدا کے لئے + یعنی جو صانع عالم ہو + ضرور ہے کہ دانا تر وقادر تر وغنی تر ہو + اور جو
دانا وقادر وغنی مطلق ہو + ضرور ہے کہ ہر قبیح اوپر اوسکے قبیح ہو + اور جسپر ہر قبیح قبیح ہو +
ضرور ہے کہ وہ موصوف ہو جمیع صفات حمیدہ مین + اور جو موصوف نہو جمیع صفات مین +
ہر قبیح اوپر اوسکے قبیح نہین + اور جسپر ہر قبیح قبیح نہین + وہ دانا وقادر وغنی مطلق نہین +
اور جو دانا وقادر وغنی مطلق نہین + وہ صانع عالم وخالق جہان نہین ہوسکتا + اور
چونکہ کلام دوم مین مقدمہ کے ثابت ہوچکا + کہ صفت عدل اکمل صفات وجامع صفات ہے +
اور بغیر حصول صفت عدل + کوئی صفت کامل ہو نہین سکتی + اور اس بحث مین ثابت
ہوا کہ پروردگار عالم بجمیع صفات کمال موصوف ہے + لہذا ضرور ہے کہ سب سے پہلے
عادل ہو + جیسا وہ خود فرماتا ہے + قولہ تعالیٰ + شَهِدَ اللهُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ +
قایم بالقسط سے مراد قایم بالعدل ہے + اور بھی فرماتا ہے اِنَّ اللهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ +
یعنی تحقیق کہ اللہ نہین ظلم کرنیوالا ہے واسطے بندون کے + علیٰ ہذا دیگر احادیث وآیات متعدد
بہ ثبوت اس مدعا کے موجود اور کتب مبسوطہ مین مندرج ہین + پس ہرگاہ اس بحث کے رو سے ثابت ہوا
کہ پروردگار عالم دانا وقادر ومختار بلکہ بجمیع صفات کمال موصوف ہے + تو ظاہر ہے کہ جملہ مذاہب

مشخصان عقلی یعنی دہری وغیرہ جو منکر ہیں غیر دانا و قادر و مختار وغیر موصوف کے قائل ہیں باطل مقصود ہوا + اور چونکہ ظاہر ہے کہ اس عالم میں دو قسم کے اشیاء پائے جاتے ہیں مادی یا غیر مادی اور وجود اشیاء مادی جو محسوس بحواس ظاہری و خیال ہیں بالجسم والصورت وغیرہ یعنی بکم و کیف ہے + اور وجود اشیاء غیر مادی جو محسوس بحواس ظاہری و خیال نہیں بالقوی و الصفات یعنی بافعال ہے یعنی جسکے روسی وجود انکا ذہنا قبول کیا جاتا ہے + پس جس طرح وجود غیر مادیات بالقوی والصفات یعنی بافعال ظاہر اونکے ذہنا قبول کیا جاتا ہے + اوسیطرح وجود واجب پروردگار بھی بقدرت وصفات ظاہر اوسکے یعنی جو صریحاً و بدیہاً ظاہر و ثابت ہیں واجب القبول ہے چنانچہ اسی جگہ سے ہے جو کہا ہے کہ + من عرف نفسه فقد عرف ربه + وباللہ التوفیق

مبحث دوم بیان میں اون امورات کے جنکا دریافت کرنا بعد یقین وجود خدا و قبل از اقرار رسالت ضرور ہے اوسمیں چار بحثین ہین

بحث اول مسئلہ جبر و اختیار میں

چونکہ مسئلہ جبر و اختیار و قضا و قدر بسبب نہ رجوع رہنے کل اہل دین کے طرف شارحان تمبر و معتمد یعنی صادق و معصوم کی ایسا پریشان و مشکل ہوگیا ہے کہ جسکے فکر و غور انسان کو ہزار دن توہمات مین بتلا کر دیتی ہے + اور توہمات جسکے اثبات مین ہر مدعا اور ہر مقصود اصلی و تحقیقی کے رخنہ زن و خلل انداز ہوتے ہین اسلئے خلاف اصول مقررہ اس رسالہ کے بیان اوسکا ضرور ہوا + مسئلہ قضا و قدر بحث مابعد مین بیان کیا جائے گا انشاء اللہ تعالی + لیکن جبر و اختیار تحقیق کرنا اس امر کا ہے +

اگر یہ انسان اپنے افعال میں مختار خلق کیا گیا یا مجبور + پس واضح ہو کہ واسطے دریافت اصلیت
اس مطلب کے اور بنا بر انسداد توہمات ابتدائی کے پہلے معلوم کرنا اس تمہید کا ضرور ہے کہ
خداوند تعالی کل شی پر قادر ہے یعنی اون کل قدرتوں پر قدرت رکھتا ہے خواہ [illegible]
جنکو اذہان انسانی احاطہ کر سکیں یا نہ جیسا وہ خود فرماتا ہے ان اللہ علی کل شیء قدیر
اور جمیع صفات کمال موصوف ہے + اور کوئی قبیح اوسمین نہیں ہے [illegible] جیسا کہ دلائل مین
ثابت ہو چکا + تو چونکہ ظاہر ہے کہ وجود شی بہتر ہے عدم سے اوسکے + اور یہ بھی ظاہر ہے کہ چھوڑ
دینا ان سب قدرتوں کا جسمین اوسکی خوبی ہے [illegible] ترک کرنا نہیں شریعت بخل عظیم ہے + یا بخل
اختیار اظہار و اثبات جملہ محامد و صفات + لہذا اوسکو ضرور مقصود ہوا کہ اپنی کل قدرتوں کو
جو اوسکی ذات مستجمع الصفات میں موجود ہیں بطور یکہ نسبت متعلق از جہت ذات [illegible] صفحہ عرصہ
وجود اور ظہور میں لائے + نہ کہ عدم میں رکھے + ورنہ بسبب پسند کرنے عدم و ترک محامد کی لہ بدلے ذم
ثابت ہوتا ہے + لہذا وہ [illegible] حق و قادر مطلق اس لیے پیدا اور اس دار کون و فساد کو عرصہ
وجود اور ظہور میں لایا + اور دار آخرت کو لائیگا + مگر یہان یہ شبہ پیدا ہوگا کہ بہت سی قدرتیں
جنکو اذہان احاطہ کر سکتے ہیں وجود اونکا اس دنیا میں ظاہر نہیں ہوتا + پس وہ سب قدرتیں متعلق
اظہار دار آخرت کے مقصود ہیں + اور دار آخرت میں ضرور ظاہر ہونگے + بلکہ اسی رو سے وجود دار
آخرت کا ثابت ہوتا ہے + جیسا بحث معاد میں ظاہر ہوگا + انشاء اللہ تعالی + پس چونکہ ثابت ہوا
کہ پروردگار کو بتقاضای صفات ذاتی اپنے کل قدرتہای رنگارنگ و صنعتہای گوناگون کا باعتبار
و مرضی وجود و ظہور میں لانا ضرور تھا + اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ظہور صناعت متعدد او مختلف کا دلیل ہے

ذہن پر اثر دیا داور کمال قدرت صانع سے کہ + نظر بر این اس خالق برحق و قادر مطلق نے کہ
عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیر ہے اپنی مخلوقات بیحد و شمار میں بغرض اثبات ہر قدرت کے و اظہار
ہر شیئ کے ہر مخلوق کو ایک قاعدہ جدا اور ایک اصول علیحدہ پر حسب مشیت و مقصود ضروری اسکے
خلق فرمایا + اور بعد اوسکے ہر خلق کے ساتھ حسب قاعدہ و اصول مقررہ اوسکے خلقت کے
پیش آتا ہے و معاملہ کرتا ہے + تا کہ اصول غلط ہو کر خلاف مشیت و مقصود اور بھی خلاف عدل
و انصاف کے واقع نہو جو صریح مذموم ہے + اور ظاہر ہے کہ فرع اور طرح اور صورت و قاعدہ
و اصول خلقت میں خالق و صانع مختار ہے مخلوق و مصنوع کو استحقاق تکرار نہیں کہ باوجود
قدرت ہمکو فلان اصول پر کیون نہین بنایا یا ہمارے ساتھ مطابق فلان قاعدہ کے کیون
نہین پیش آتا + لہذا انسان کو واسطے دریافت کرنے اس مسئلہ کے اتنی ہی فکر و غور
درکار ہے کہ آیا ہمکو پروردگار نے ہمارے کس اصول پر خلق فرمایا ہے + یعنی مختار یا مجبور +
نہ یہ کہ مختار کیون پیدا کیا اور مجبور کیون نہین پیدا کیا + یا بالعکس + یا علاوہ اسکے + اور اسقدر کا
دریافت کرنا بذریعہ اپنے افعال بدیہی کے جو پیش نظر ہین + اور بھی بغور اقوال و احکام عادل
مطلق کے (جو مطابق اصول مقررہ ہونگے نہ خلاف) مشکل نہین + یعنی ہم اپنے افعال
کی طرف نگاہ کرنے سے معلوم کرتے ہین کہ بعض افعال و حرکات ہمارے مختارانہ ہین +
اور بعض مجبورانہ + اور جو مجبورانہ ہین ان میں بعض مشق و محنت علومی و فنونی وغیرہ سے
اختیار میں آجاتے ہین + اور بعض کسیطرح نہین اور فرق بینہم بخوبی ہمپر ظاہر ہے + مثل
حرکت کتابت کے کہ اختیاری ہے + جبتک چاہتے ہین لکھتے ہین + اور جب چاہتے نہین لکھتے +

خلاف حرکت رعشہ کے کہ ہزار قصد پر بھی موقوف نہین کر سکتے + اور مثلاً چلنا پھرنا کہ جب
چاہتے ہین چلتے ہین اور جب چاہتے ہین کھڑے ہو جاتے ہین یا بیٹھ رہتے ہین اور اوچکنا چھوٹی
چھوٹی دیوارون کا کہ باوجود مجبوری مشق و محنت سے حاصل کر لیتے ہین بخلاف اوڑنے کی
کہ ہزارہا قصد و مشق و محنت پر بھی ممکن نہین ہونا علی ہذا اس سبب سے ہم بخوبی سمجھ سکتے ہین
کہ ہم مختار و مجبور دونون پیدا کئے گئے ہین اور بھی سمجھ سکتے ہین کہ کون کون افعال مین
مختار ہین اور کون افعال مین مجبور ہین چنانچہ ایک شخص نے جناب امیر علیہ السلام سے سوال کیا
کہ ہم مختار پیدا ہین یا مجبور + آپ نے فرمایا کہ ایک پاؤن اپنا اوٹھا او سنے اوٹھایا + پھر فرمایا
کہ دوسرا پاؤن بھی اوٹھا + اوسنے عرض کیا کہ دونون پاؤن ساتھ نہین اوٹھ سکتے + فرمایا کہ بس
یہانتک تو مختار پیدا کیا گیا ہے اور یہان تک مجبور + اور بہی بطرف اقوال و احکام الہی کے غور کرنے سے
ظاہر ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انسان کو بہت امرون کی تکلیف دیکر اوسپر ثواب و عقاب کا
وعدہ فرمایا ہے + اور ہزارون مقام پر نیک کارون کی تعریف اور بدکارون کی مذمت فرمائی ہے
جیسا کتب مبسوطہ مین تفصیلاً درج ہے + پس اگر افعال تکلیفی اختیاری نہوتی تو اوپر وعدہ ثواب
و وعید عقاب یا صفت و مذمت جایز نہوتی خصوص پروردگار سے کہ افعال لغو اوس سے
ممکن نہین علی الخصوص عقاب کہ فعل غیر اختیاری پر ظلم عظیم ہے صریحاً و بدیہاً اس سے
صاف یقین ہوتا ہے کہ افعال تکلیفی (کہ اصل غرض و بحث اون سے ہے) نیک ہون یا بد اختیاری ہین
یعنی انسان مختار پیدا کیا گیا ہے اونکی کرنے اور نہ کرنے پر + نہ مجبور + لیکن چونکہ مدد سنا کرنا
کار نیک مین برحمت خاص یا بوجہی من الوجوہ عیب نہین بلکہ نوعی از شفقت و لطف متصور ہے

لہذا پروردگارِ عالم کارِ نیک مین جب چاہتا ہے بقدرِ مناسب اور بمقام جایز حسبِ لیاقت
واستعداد مدد فرماتا ہے جیساکہ خود ہدایت فرماتا ہے کہ کہو وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن مگر چونکہ
علم اس بات کا کسی طرح حاصل نہین ہوسکتا کہ کارِ حسنۂ مخصوصہ باعانت ہوا۔ یا بغیرِ اعانت
لہذا منسوب کرنا کل کارِ حسنہ کو بطرفِ توفیقِ خدا ایک خُلق متصور ہے اخلاق حمیدہ سے جسکے سبب
عُجبِ عبادت نزدیک آ نہین سکتا + اور بسبب اس عجز وانکسار کے ایاتِ حسنہ اور قایم ہوسکتا ہے
نہ کہ شرکت واعانت بکارہای بد + جو باعثِ عقاب وعذاب ہین ہر آئینہ ظلم عظیم متصور ہے + اور
ایسا ظلم ہرگز اوس عادلِ مطلق سے ممکن نہین کہ جس فعل کو خود کرے یا خود کرادے + اوسپر بندگان
ضعیف بیچارہ کو مبتلا عقاب وعذاب فرمائے + حالانکہ خود فرماتا ہے + کہ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ
لِلْعَبِیْدِ اور یہی ہے اعتقاد مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا نسبت اس مسئلہ کے بحسب کلام معصومین
علیہم السلام + جیساکہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ابوحنیفہ امام اعظم سنیان نے حضرت امام موسی کاظم
علیہ السلام سے اس مسئلۂ دقیقہ مین سوال کیاکہ یا غلام مِمَّنِ الْمَعْصِیَۃ یعنی ای پسر معصیت
از کیست + آنحضرت نے جواب دیا کہ تین حال سے باہر نہین ہے + یا یہ کہ معصیت از جانب خدا ہے
اور بندہ کو اسمین کچھ دخل نہین مگر اس صورت مین سزاوار نہین ہے + خدای کریم کو کہ عذاب کرے
اوپر بندون کے بسبب اوس فعل کے کہ اون سے صادر نہین ہوا + یا یہ کہ بشراکت بندہ وخدا کے
صادر ہوتی ہے + تو اس صورت مین بھی سزاوار نہین ہے شریکِ قوی کو کہ ظلم کرے شریک
ضعیف پر + لہذا ضرور یہی کہ معصیت فعلِ مخصوصۂ بندگان ہو اور یہی حق ہے پس حقتعالے کو
اختیار ہے کہ چاہے عذاب کرے اوسپر یا عینِ کرم سے اپنی عفو فرمائے + اور حضرت امام رضا علیہ السلام سے

منقول ہے کہ نزدیک آنحضرت کے مذکور ہوا مذہب جبر و تفویض کا + پس فرمایا کہ ہم اس
بات مین تم لوگون کو ایک اصل و قاعدہ کلیہ تبلا دیتے ہین کہ اگر کوئی مخاصمہ کرے تم سے
اس مسئلہ مین تو غالب آ ؤ اوسپر + لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا ہے + فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اطاعت
نہین کیا جاتا ہے باکراہ کہ اوسپر جبر کرے + اور معصیت نہین کیا جاتا ہے ساتھ غلبہ کے کہ باز
نہین رکھہ سکتا ہے بندون کو اوس معصیت سے + اور نہ مہمل چھوڑا ہی بندون کو اپنی ملک مین
بلکہ وہ مالک ہے اوس چیز پر جسپر بندون کو مالک کیا ہی + اور قادر ہی اوس چیز پر جسپر بندونکو
قادر کیا ہی + اگر اطاعت کرین تو نہین ہے خدا صرف کنندہ اون سے + اور اگر معصیت کرین +
تو اگر چاہے تو حایل ہو درمیان اوس معصیت کے + اور اگر حایل نہو + تو اوسنے اونکو اوس کام مین
داخل نہین کیا + پس فرمایا کہ اگر کوئی ضبط کرے حدود کو اس کلام کے + تو بیشک غالب آوے
ہر مخاصمہ کنندہ پر + مگر اہل سنت اس مسئلہ مین مختلف ہین بعضے فرقے اونکے مثل اشاعرہ کی کہ
کُل اہل سنت اس زمانہ کے محسوب اونہین ہین کل افعال نیک و بد کو طرف خدا کے منسوب کرتے ہین
اور بندہ کو محض مجبور جانتے ہین مگر اون مین سے حنفی خالق ہر نیک و بد کا خدا کو کہتے ہین
اور کاسب بندہ کو + اور معنی مین اس خالق اور کاسب کے بہت اختلاف رکہتے ہین آپسمین
الغرض ان اعتقادون کی علت اصلی گو کوئی ہو مگر جو وجوہ ظاہر کیئے جاتے ہین وہ یہ ہین
کہ گروہ اول کہتے ہین کہ بصورت مختاری بندگان مجبوری خدا ثابت ہوتی ہے + اور یہی
تعدد خالق معیوب ہے + اور ثانی صرف تعدد خالق معیوب جانتے ہین اور ہزارون آیات و احادیث
اور بھی معاینہ بدیہیات سے آنکہین بند کر کے بعض آیت و حدیث متشابہ کو بہ ثبوت اس مدعا کے

دلیل گردانتے ہین+ حالانکہ یہ رای اون لوگون کی صریح خلاف اور باعث فسادہاے کثیرہ کی ہے+ کیونکہ اول مجبوری خدا+ پس ظاہر ہے کہ یہ اختیار جو بندون کو حاصل ہے بقدرت ذاتی مستقل نہین بلکہ عطا کیا ہوا اوسی پروردگار کا ہے اگر وہ نچاہتا تو نہ حاصل ہوتا+ اور جب چاہے سلب کرسکتا ہے+ اس صورت مین ظاہر ہے کہ بسبب اس اختیار بندگان کے کوئی مجبوری خدا کی ثابت نہین ہوتی ہے+ بلکہ خلاف اسکے بصورت نہین پیدا کرنے ایسی خلقت یعنی خلقتِ مختار کی نقصِ قدرت ومجبوری خدا کی ثابت ہوتی تھی+ کیونکہ شایانِ قدرتِ کاملہ یہی ہے+ کہ ایک امر کی جتنین شقین ہون اون کل شقون پر قادر ہو+ ورنہ جس شق پر قادر نہ کہا جاے+ اوس شق پر مجبور تصور ہوگا+ پس خلقت کی دو شقین ہین یا مجبور و مختار+ اور ثابت ہوچکا کہ پروردگار کل قدرتون اور اونکے جملہ شقون پر قادر ہے+ اور بھی ظاہر ہے کہ انکار اس امر کی قدرت کا بسبب انکارِ آیۂ وافی ہدایہ کہ وَاللّٰہُ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ داخلِ کفر ہے+ لہذا ضرور متصور ہوا کہ پروردگار ان دونون شقونپر قادر ہو+ اور حسبِ بیانِ مندرجۂ تمہید بحثِ ہذا اوسکو ضرور منصور ہے+ کہ بنظرِ اظہارِ جملہ شقوق ان دونون قسم کے قدرتون کو وجود وظہور مین لاے+ مگر بدیہیات مین دیکھا جاتا ہے کہ پروردگار عالم نے خلقت ہای مجبور بہت خلق فرمائی ہین+ مثل ستارگان و زمین و آسمان و نباتات وجمادات وغیرہ کے+ اور جو خلقتین متعلق دارِ آخرت کے از روی آیات واحادیث ثابت ہوتے ہین وہ بھی مجبور متصور ہوتے ہین+ اس صورت مین وجود کسی خلقت مختار کا بھی ضرور و لازم ہے+ ورنہ نقصِ قدرتِ ذات مین اوس قادرِ مطلق کے باقی رہ جاتی ہے+

اور بھی خلاف ہوتا ہے اوس اصول کے جو تمہید بحث ہذا مین بدلایل یقینی ثابت ہو چکا +
اور علاوہ اسکے قدرت صناعت مجبور الانسان یعنی بندگان کو بھی عنایت ہوئی ہے +
مخصوص بخدا نہین رکھی گئی ہے + خلاف صناعت مختار کے + کہ انسان کے قدرت مین نہین +
پس اگر اس صناعت یعنی صناعت مختار پر خدا بھی قادر نہ پایا جاے + اور اوس سے بھی اوس
صناعت کا صادر ہونا ثابت نہو + تو انسان بجمیع وجوہ خالقیت مین شریک خدا متصور
ہوتا ہے + اور ایسا شرک خدا کے لئے نا جایز + اور اوسکو پسند نہین ہوسکتا + تو ہر گاہ پروردگار نے
قدرت صناعت مجبور الانسان کو عطا فرمائی + تو ضرور ہے کہ وہ خلق خلقت مختار پر بھی قادر ہو +
اور بنا بر اظہار قدرت کاملہ + و خالقیت غیر مشترکہ اپنے کوئی خلقت مختار بھی کہ افضل و عمدہ
کل خلقتون مین + اور جامع ہے کل قدرتون کے خلق فرمائی + تا معنی عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کی +
ذات پر اوس قادر مطلق کے بخوبی صادق آئین + اور شرکت خالقیت ذات مین اوس خالق
برحق کے شریک نہ سمجھی جاے + اور علاوہ اسکے ظاہر ہے کہ وجود موجودات سے غرض اصلی پروردگار
یہی متصور ہے + کہ صفات ذاتی اوسکی جو قلباً مقبول اور عقلاً ثابت ہین + عملاً بھی بدرجہ اثبات کے
پہونچین + لیکن یہ امر بطور مناسب و جایز و بدرجہ اَتَم و اکمل بغیر خلق خلقت مختار ناممکن و دشوار ہے +
یعنی بغیر خلق خلقت مختار بسیاری صفات آلہی عملاً ثابت نہین ہوسکتی + جیسا تھوڑی
غور سے ظاہر ہوسکتا ہے + یہ رسالہ اسکی تفصیل مطوّل کی گنجایش نہین رکھتا + پس صورت مین
ظاہر ہے کہ اگر کوئی خلقت مختار خلق نہو تو علت غائی وجود موجودات مین نقص لازم آتا ہے +
چنانچہ انہین وجوہون سے پروردگار نے حیوانات کو کمتر مختار و زیادہ مجبور + اور انسان کو برابر مختار

اور برابر مجبور پیدا کیا کہ بوجہ شرافت وفضیلت واسطے انسان کے مختاری متوسط بسبب
قاعدہ ثنایاں ضرور متصور ہے + جیسا کہ از روی بدیہیات ودلایل یقینی مندرجہ بالا ثابت ہو چکا ہے
اور جنات کو زیادہ مختار وکم مجبور خلق فرمایا + وانبیا وائمہ علیہم السلام کو بہت چیزون کی
قدرت دی ہی + جو اورون کو نہین دی + اور زیادہ تر مختار خلق فرمایا نہ مختارِ کامل + کہ یہ صفت
مخصوص ذاتِ پروردگار کے لئے ہے + دوسرے کے واسطے روا نہین + کما لا یخفی علی الماہرین
چنانچہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول ہے + کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام نے
ایک جماعت پر اہل کوفہ کے گذر کیا + کہ وہ لوگ خصوصیت مین اس مسئلہ کے مخاصمہ کرتے تھے +
پس پوچھا متکلم سے کہ باللّٰہِ یستطیع ام مع اللّٰہ ام من دونِ اللّٰہ وہ کچھ جواب نہ دے سکا +
پس فرمایا کہ اگر گمان ہے تجکو کہ بسبب اللہ کے استطاعت وقدرت رکھتا ہے + تو پس نہین ہے +
کوئی قدرت تجکو باستقلال + اور اگر گمان ہے کہ ساتھ خدا کی استطاعت رکھتا ہی تو گمان کرتا ہی کہ تو ساتھ خدا کی اوسکی
ملک مین شریک ہے + اور اگر گمان ہے کہ بغیر اللہ کے استطاعت رکھتا ہی تو تو نے دعوی الوہیت کیا + پس اوسنے عرض کیا
کہ یا امیر المومنین ایسا نہین ہے + بلکہ ہم کہتے ہین کہ بسبب اللہ کی مستطیع وقادر ہین بواسطہ آنکہ اوسنے تعالی نے ہملو توانائی
بخشی + اور اسباب وآلات عطا فرمائی + پس جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تو سوا اس کلام کی کہتا تو
بسبب قتل ہوتا + پس اس بیان سے بخوبی ثابت ہے کہ خلق کرنا خلقت مختار کا کچھ باعث مجبوری خدا
نہین ہو سکتا + بلکہ امر بالعکس سے مجبوری اوسکی ثابت ہوتی ہے + بلکہ او تعالی بنظر اختیار
واظہارِ محامد وصفات + باختیار ومرضی اپنے مجبوری ظاہری کو اختیار کر سکتا ہے + یعنی
جسکو ظاہر مین تعبیر بمجبوری کرتے ہین + مثلاً جیسے صبر کرنا ظلم بندگان پر + یا جیسے واجب کرنا

لطف یعنی تعلیمِ تکلیفات کو اپنے اوپر تکلیف ہی واجبی بنظرِ اظہار و اثباتِ عدل + یا واجب کرنا
ایفائے وعدہ کو اپنے اوپر بوعدہ نمائے لازمی بنظرِ اظہار و اثباتِ صدق + مگر ظاہر ہے کہ یہ
مجبوری باصلہ مجبوری تصور نہیں ہوسکتی + کیونکہ مجبوری فکِ قدرت کو کہتے ہین + اور اسمین
فکِ قدرت لازم نہین آتا + لہذا یہ مجبوری باصلہ مجبوری نہین ہے + بلکہ اختیارِ مصالح
و محامد منصور ہے + دوم تعدد خالق + پس ظاہر ہے کہ لفظِ خالق ایک صفت ہے صفاتِ الٰہی سے
اور اکثر صفاتِ الٰہی متعدد ہین + یعنی بندون کو بھی بقدر مناسب عنایت فرمائے گئے ہین +
مثل رحم و عدل و عفو و حلم و سخا وغیرہم + کہ انسان مین بھی ظاہر و ثابت ہین + تو اس
صورت مین تعدد اس صفت کا ، یا بنظرِ بدیہیات معلوم ہوسکتا ہے + یا باظہارِ خدا + پس اگر
بدیہیات کی طرف نگاہ کی جائے + تو انسان بھی موجد و صانع صناعتِ متعددہ اور کثیرہ کی
پائی جاتے ہین + اور ظاہر ہے کہ ایجادِ صنعت بیرون از خلق نہین + اور اگر کلام خدا کی طرف
رجوع کیا جائے + تو او تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ یعنی پس پاک ہے
اللہ کہ نیک خلق کرنے والا ہے خالقون مین سے + تو ظاہر ہے + کہ اس ایک آیت سے دونون
مقصود ثابت ہوتے ہین + اول لفظ خالقین سے + کہ جمع خالق کی ہے صاف ظاہر ہوتا ہے + کہ صفتِ
خالق خصائصِ پروردگار سے نہین کہی گئی + بلکہ دوسرون کو بھی عنایت ہوئی ہے بندون سے +
دوسرے لفظِ احسن سے اشارہ ہوسکتا ہے کہ خدا نیک و باکار چیزون کا خالق ہے + نہ بد اور عبث
چیزون کا خالق ہے + تو ضرور ہے کہ بد اور عبث چیزونکی خالق دوسرے ہون بندون سے + اور علاوہ اسکی ظاہر ہو چکا
کہ ذات پروردگار مین بجز صفاتِ حسنہ قبیح نہین + اسلیے صادر ہونا افعالِ بد کا اوس سے غیر امکان اور ظاہر ہے +

کہ جو فعل جس سے وجود مین نہ آئے + وہ خالق اوس فعل کا تصور نہین ہو سکتا + اور جس سے
وجود مین آئے + وہ اوسکا خالق و فاعل دونون متصور ہوگا + پس ہرگاہ خدا فاعل افعالِ بد کا
نہین ہو سکتا + تو خالق بھی افعالِ بد کا نہین ہو سکتا + مگر عالم و قادر + بلکہ خالق افعالِ بد کے
وہ ہین + جنہون نے فعل بد کا ایجاد و ارتکاب کیا + شیاطین سے ہون + یا انسان سے + اور ہرگز قلب
و عقل کو گوارہ نہین ہوتا + بلکہ قلب و عقل بھی کہتے ہین کہ مصلحت سمجھ مین آئے + یا نہ او تعالی نے
کوئی چیز عبث و بیفائدہ خلق نہین فرمائی + مثلاً خلق آتش کہ صفتِ سوختگی رکھتی ہے پس ظاہر ہے
کہ ہزارہا منافع اس صفت سے متعلق ہین + اور جو کچھ ضرر متصور ہے + وہ بے احتیاطی و عصیانِ بندگانِ
مختار سے ہے نہ حتمی و بذاتہٖ + حتّی کہ اسیطرح خلقِ شیطان تک خالی از مصلحت نہین + اگر اس
اصول کو قایم رکھکر غور کیا جائے کہ اظہار ان سب قدرتون کا صرف بغرض اثباتِ کمالِ جملہ
صفات کے ہے + مثل صفت قدرت و عدل و رحم و عفو و بخشش و حلم و صبر و کبر و قہر و غیرہ کے +
تو منافع و مصالح بہت سے امور کے سمجھ مین آجا سکتے ہین + یہ رسالہ اس تشریح کی گنجایش نہین رکھتا +
اور نہ تشریح اسکی ضرور ہے + بلکہ اس مسئلہ مین زیادہ فکر کرنا ناجایز و ممتنع ہے + کیونکہ منافع و مصالح
جملہ امور کے عقلِ ناقص انسانی سے نکل نہین سکتے ہین + اور جو کچھ نکالا جائے + اوسکی بھی حسب واقع ہونے کا
یقین نہین ہو سکتا + مگر در بارہ بدیِ شیطان اسقدر سمجھنا کافی ہے + کہ وہ برائیان مثلِ
انسان باختیار خود کرتا ہے + نہ بجبر خدا + صرف اسقدر ہے + کہ او تعالی نے شیاطین کو
بہ نسبت انسان کے زیادہ تر ذی اختیار خلق کیا ہے + سو یہ قبیح نہین + بلکہ مثبتِ کمالِ قدرت ہے
جیسا ظاہر ہوا + الغرض خدا خالقِ فعلِ بد نہین ہو سکتا + مگر خالقِ اسبابِ اصلیِ فعل + یعنی خالق قوت

اور سامان جن سے ممکن الایجاد ہو یعنی قدرت ایجاد و اصدار ہر فعل عطا کردہ پروردگار ہے
کہ یہ امر بصورت خلق خلقت مختار ضرور متصور ہے یعنی مخلوق مختار کے لئے ضرور ہے کہ اونکو
ایک ایسی قوت محرکہ افعال عطا کی جاے + اور اونکے لئے ایسے سامان خلق کردی جائین کہ جنکی رو سے
صادر کرنا ہم افعال نیک ہم افعال بد کا ممکن ہو نہ ضرور + اور اگر وہ فعل خطا قرار دیا جاتا تو ضرور تھا
کہ ہم عنایت کی جاے کہ جس سے تمیز ہر نیک و بد کی آسان ہو یا کوئی صورت آسان اوس تمیز کی قایم
کردی جاے مثلا بھیجنا رسولان وغیرہ کا + اور بعد اسکے چھوڑ دیا جاے اختیار پر اور باوجود قدرت دخل
اور انسداد نہ فعل دیا جاے نہ انسداد کیا جاے + مگر بقدر مناسب تا باختیار خود چاہین نیک کرین چاہین بد
چاہین دونون کے مرتکب ہون دو وقت مین یا نیک و بد دونون کو ترک کرین دو وقت مین
اور یہی ظاہر ہوتا ہے بدیہیات اور غور احکام آلہی سے جیسا اوپر ظاہر ہوا + تو اس صورت مین ظاہر ہے
کہ پروردگار خالق افعال بد کا قرار دیا جا نہین سکتا مگر خالق اور معطی قدرت اور قدرت رکھنا
فعل بد پر مذموم نہین خدا بھی ہر شی پر قادر ہے بلکہ پروردگار نے کوئی قوت اور کوئی سامان
ایسا خلق نہین فرمایا کہ جس سے مخصوص صادر افعال بد ضرور ہون بلکہ ممتزج و مشترک القوی
لغرض افعال نیک بکار اور امکان افعال بد و عبث جیسے مارنا و تھپکارنا کہ دونون ایک ہے
قوت محرکہ فعالہ دستی کے متعلق ہے اور مارنا بد ہے اور تھپکارنا نیک ہے + پس اگر وہ قوت عنایت نہوتی
تو تھپکارنا یعنی فعل نیک بھی ممکن نہوتا + اور جس طرح خلق آہن کہ تیغ عدل و شمشیر ظلم دونون
اوس سے بنتے ہین پس اگر آہن مخلوق نہوتا تو تیغ عدل بھی معدوم ہو جاتی + سوم آیات و احادیث
متشابہ + پس ظاہر ہے کہ باوجود ثبوت اختیار انسان از بدیہیات و ادلۂ قطعیہ اور یہی ...

بسیاری آیات واحادیثِ احکامیہ وتکلیفیہ وصفاتیہ سے آنکھین بند کر کے اور ترک صفتِ
عدل (کہ جامع اور عمدہ ترین صفات سے ہے) او تعالی پر جایز جانکر اور ارتکاب قبیح ظلم کہ
بد ترین قبیح ہے او تعالی سے روا رکھکر بعض آیات واحادیثِ متشابہ المعنی یا دقیق
المعنی پر (یعنی جنکے معنی پر تشریح نہین کی گئی) دل دینا اور خلافِ مدعا محکم معنی لگا لینا
کسی طرح قابلِ پسند وپذیرائی نہین بلکہ لازم یہی ہی کہ ایسے آیات واحادیث کے معنی مین دخل نکر
علم خدا اور رسول پر چہوڑین جیسا کہ او تعالی فرماتا ہے کہ وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ
وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یعنی نہین جانتا ہے تاویل قرآن مگر اللہ اور جو راسخ ہین بیچ
علم کے پس اس سے ظاہر ہے کہ کلامِ آلہی خالی از تاویل نہین اور یہی ظاہر ہے کہ تاویل او سکے
سوای خدا اور اون لوگون کے جنکو اوسنے علم دیا ہی کوئی دوسرا جان نہین سکتا (کہ وہ سوای
رسول صلعم وائمہ اطہار علیہم السلام کے کوئی دوسرا یقیناً ثابت نہین جیسا مبحث خلافت مین
ثابت ہوگا انشاء اللہ تعالی) اس صورت مین کل کلامِ آلہی کو ظاہر معنی مین سمجہنا یا خلاف
مدعاے محکم برای خود کوئی معنے لگا دینا کسی طرح جایز نہین ہو سکتا چنانچہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہے کہ عمل کرو محکمات پر اور چہوڑ دو متشابہات کو کہ وہ تمکو فائدہ دے نہین سکتے ہین
یعنی اونکے معنی سمجہنے مین کچہ فائدہ اور نہ سمجہنے مین کچہ نقصان نہین ہے باقی بحث اس مقام کی
کتبِ مبسوطہ مین درج ہے یہ رسالہ تشریح کی اوسکے گنجائش نہین رکہتا اب جاننا چاہیے
کہ اکثر لوگ ایسے توہمات قایم کیا کرتے ہین کہ پروردگارِ عالم نے کہ کل شئی پر قادر ہے
کوئی ایسی قوت کیون نہ عطا فرمائی کہ جسکے ذریعہ سے انسان کل امور واحکامِ غیبیہ پر او سکے

بلا واسطہ پیغمبران و علما خود بخود واقف و آگاہ ہوکر بلا شبہہ و شک مطابق اوسکی تعمیل
کیا کرتے + یا یہ کہ ہمارے دلون کو ایسا کیون نہین بنایا + یا کیون نہین بنا دیتا کہ ہم برخلاف
مرضی اوسکے خواہش و عمل نکر سکین (یعنی باوجود قدرت ہمارے مادہ کو ایسی قابلیت و استعداد
کیون نہین عطا کی کہ ہم خواہی نخواہی کارہای نیک یعنی اوسکی مرضی کے موافق کام کرتے ہین) +
یا یہ کہ جو لوگ انکار پیغمبران یا امام کا کرتے ہین یا اونکو ایذا پہونچاتے ہین یا اونکے ساتھ
جنگ و جدل کرتے ہین + اونکو یکبارگی مستاصل کیون نہین کردیتا + یا یہ کہ پیغمبرون کو
شکست وغیرہ امور مغلوبانہ کیون واقع ہوتے ہین + علی ہذا + ایسے ایسے توہمات سے یقین کو
اپنے متزلزل کیا کرتے ہین + پس واضح ہو کہ اوپر ظاہر ہو چکا ہے + کہ پروردگار عالم نے
ہر خلق کو اپنی مخلوقات کثیرہ سے + ایک ایک اصولِ علیحدہ اور مختلفہ پر پیدا کیا ہے + اور اندر
اوسی اصول کے اونمین عمل درآمد کرتا ہے + اور یہی عقلاً بھی مناسب متصور ہے + کسی کو اسمین
جای چون و چرا نہین + یعنی کوئی یہ کہہ نہین سکتا کہ کل مخلوقات کو ایک ہی اصول پر بنایا + ہمارے
خلقت کو فلان اصول پر کیون نہین خلق فرمایا (کیونکہ علاوہ اسکے کہ اس امر مین خالق مختار
و مخلوق کو استحقاقِ تکرار نہین ہے) ظاہر ہے کہ خلقِ مخلوقات سے مقصودِ اصلی اظہارِ قدرت ہے +
اور اظہارِ انواعِ قدرت + بغیر خلقِ انواعِ خلقت ممکن نہین + لہذا خلقِ انواعِ خلقت اور بر
انواعِ اصول کے ضرور متصور ہوا + اور یہی ضرور ٹھہرتا کہ او تعالیٰ مطابقِ اصولِ مقررہ اوسکے
خلقت کی معاملہ کرے + جیسا تمہید بحث ہذا مین ثابت ہو چکا ہے + اور یہی ثابت ہو چکا کہ
انسان از روے اصولِ خلقت اپنی افعالِ تکلیفی مین مختار پیدا کیا گیا ہی نہ مجبور + ایسے حالت مین

مسلط کرنا پروردگار کا ایسے عقل و فہم کو کہ کل احکام الٰہی خود بخود معلوم کرلے + یہان تک
بنا دینا قلب کا جس سے سوائے از افعال نیک کے افعال بد صادر نہو سکین + خلاف اصول خلقت +
وخلاف مقصود متصور ہے + کیونکہ اس حالت مین انسان مجبور ہوا جاتا ہے + خواہی نخواہی
صادر کرنے پر افعال نیک کے + نہ کہ مختار باقی رہتا ہے + اور علاوہ اسکے اس قسم کی خلقت مجبور
تو فرشتی مین موجود ہین + کہ بغیر وسیلہ پیغمبر از روی الہام آلہی کل احکام وقت ہاے پروردگار پر واقف ہو کر
بلا انکار و اکراہ انجام کیا کرتے ہین + اور سوای کار نیک مقررہ و مقصود آلہی کے کوئی دوسرا
فعل اون سے سرزد نہین ہوتا + جیسا او تعالی فرماتا ہی لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ
یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ تو اگر انسان بھی ایسا ہی پیدا کیا جاتا یا ساتھ اوسکے بھی ایسا ہی
معاملہ کیا جاتا تو فرشتہ ہوتا نہ انسان + حالانکہ خلقت انسان سے مقصود خلق انسان ہے +
نہ فرشتہ + کہ فرشتے خود بیحد و شمار خلق ہوئے ہین + اور اگر بحالت انکار یا ایذای پیغمبران وغیرہ
لوگ یکبارگی مستاصل کردئی جائین + تو یہ امر بغیر زور قدرتی ممکن نہین + اور دیکھانا زور
قدرتی کا گویا مجبور کرنا ہی انسان کو اوپر خواہی نخواہی اختیار کرلنے دین اور کار ہای نیک کے +
اور یہ خلاف ہوتا ہے اصول خلقت انسانی سے + کیونکہ ظاہر ہی کہ انسان مختار پیدا کیا گیا ہے
اپنے افعال مین کہ بخوشی خاطر جیسا چاہے ویسا کرے + اگر مجبور کرنا خدا کو منظور ہوتا تو مجبور
کیون نہ پیدا کرتا + چنانچہ اسی سبب سے پروردگار زور قدرتی نہین دکھاتا + بلکہ اختیار پر
چھوڑکر اندر اوسی اصول کے بحکمت و مصلحت کارفرما ہوتا ہی + مگر او بقدر جو پیغمبرون کی برحق
سمجھنے کے لئی ضرور ہو نہ اس سے زیادہ + اور بھی اسی سبب سے جن لوگون پر بسبب بد دعا پیغمبران

عذاب نازل فرمایا + اونکو پھر مہلت نہین دی کہ بعد دیکھنے اوس عذاب کے دنیا مین قایم رہکر مجبور کر دین کو اختیار کرین + بلکہ اون کو یکبار گی نیست و نابود کر دیا + اور بھی اسی سبب سے پیغمبرون کو بغیر ضرورت شدید حکم جہاد دیا نہین جاتا + اور جب دیا جاتا ہی تو گاہی شکست و گاہی فتح دونون واقع ہوتی ہے + تاکہ زور قدرتی ثابت نہو سکی جسکے خوف سے لوگ بالکلیہ مجبور ہو جائین + اختیار دین پر + اور محض خلاف اصول و مقصود ہو جاے + چنانچہ اسی وجہ سے پیغمبرون اور ہادیون کو ایذا سہنی اور مصیبت اوٹھانی ہوتی ہے + کہ بغیر اسکے اختتام ہونا حجت پروردگار کا ممکن نہین + کیونکہ بنا بر اختتام حجت پروردگار بشارت وانذار یعنی خوشخبری دینا اور خوف دلانا خلایق کا اونکو ضرور ہے + اور انسان حسب اصول خلقت اپنی اطاعت کرنی یا ایذا پہونچانی دونون پر مختار + مگر بصورت ایذا رسانی بغیر حصول قوت ظاہری بزور قدرتی یا اعجازی انسداد یا تبادلہ اوس ایذا کا باعث مجبور کرنے اونکو فعل اختیاری اونکا سے تا حصول قوت ظاہری خلاف اصول خلقت انسانی و خلاف عدل ہے + لہذا باوجود قدرت رد و بدل صبر برایذای مذکور ضرور و لازم ہے + اور ظاہر ہے کہ صبر اصلی وہی ہے کہ باوجود قدرت رد و بدل کی کیا جاے + نہ کہ وہ جو بحالت مجبوری کیا جاے لیکن بعوض اوس ایذا و معصیت کے جو باوجود قدرت رد و بدل سہی جاتی ہے اور بعوض اوس صبر و شکیبائی کے جو صرف بنظر قایم رکہنی اصول مقررہ پروردگار کے کی جاتی ہے صلہ تام و مدارج عالی اونکو عنایت فرماے جاتے ہین + واللہ اعلم بالصواب

بحث دوم مسئلہ قضا و قدر مین

واضح ہو کہ معنی قضا و قدر کے بہت ہین خصوص لفظِ قضا بمعنی متعدد کلام شریف مین آیا ہے
مثل علم و حکم و قول و ختم و فراغ وغیرہ مگر مشہور قضا بمعنی تقدیر ہے اور تقدیر اون
کل احوالِ بندگان سے مراد ہے جو خدا کو معلوم ہین یا حسبِ علم اوسکے لوحِ محفوظ اور لوحِ محو
و اثبات پر لکہی گئی ہین اس صورت مین تقدیر علمِ پروردگار متصور ہے خصوص نسبت
افعالِ بندگان کے کہ افعالِ تکلیفی اوسمین داخل ہین اور یہی اعتقاد ہے مذہبِ امامیہ
اثنا عشریہ کا نسبت تقدیر کے حسبِ اقوالِ معصومین علیہم السلام مگر اہلِ سنت خلاف اسکے
کل تقدیرات کے تعینی ہونے کا اعتقاد رکہتے ہین پس اگرچہ نسبت امورِ علاوہ افعالِ تکلیفی
مثل رزق و اولاد و موت و دیگر حادثات و واقعات اتفاقی جسمین افعالِ تکلیفی شامل نہ ہون
ممکن ہے کہ تقدیر تعینی ہو لیکن اس صورت مین ضرور ہے کہ تعین بقاعدۂ عدل و انصاف
کیا گیا ہو کیونکہ اگر بقاعدۂ عدل و انصاف تصور نکیا جاے تو بقاعدۂ ظلم و جور تصور ہوتا ہے
اور ظلم و جور خدا سے ناممکن مگر چونکہ ضرور ہے کہ وہ عالم مطلق علم اس تعین کا بہی قبل سے
رکہتا ہو لہذا نسبت امورِ مذکور بہی وہی علم تقدیر اول متصور ہے اور تعین و تحریر تقدیر ثانی
اور یہی مراد ہے علماے امامیہ کے کل تقدیر علمی ہے لیکن تقدیر ان سب امور کے بہی تعینی
ہونے مین بہت کلام ہے کیونکہ ایک قسم کی خلقت کی نسبت بلا وجہ تعین مختلف جوہر نیک
و بد بیجا ظاہر ہے اور جسمین کافر و دیندار و صالح و زیانکار و باغی و فرمانبردار یعنی کسی قسم کے
استحقاق کے بہی تفریق دیکہے نہین جاتی خلاف عدل تصور ہوتا ہے اور خلاف عدل قبیح ہے
خدا سے ناممکن الوقوع ہے اگر اس تعین کو مثل تعین فرعی کے تصور کیا جاے تو اگرچہ الہی

تعیّن مین کوئی ظلم ثابت نہین ہوتا + مگر ایسا تعیّن بسبب نہین رہنے تعیّن بالاختیار کے + داخل تعیّن تصور نہین ہوسکتا + اس سبب سے ضرور ہے کہ پروردگار نے باوجود قدرت تعیّن کے کل تقدیرات کو غیر تعیینی رکہا ہو + لیکن اوسکو اختیار ہے کہ اوس تقدیر غیر تعیینی مین حسب مناسبت و استحقاق یا بمرضی خاص اوس وقت یا بعد ازان تغیّر و تبدّل فرمایا ہو یا فرمائے + جسکا کچہ حال ہم بعد ازین شامل تقدیر دیگر محدثات ارضی پہر لکہتے ہین + انشاء اللہ تعالیٰ + مگر تقدیر افعال تکلیفی انسان کہ یہان پر اصل غرض و بحث اوس سے ہے کسی طرح تعیینی نہین ہوسکتی + کیونکہ تقدیر تعیینی مین مجبوری انسان کی ثابت ہوتی ہے + اور پر خواہی نخواہی صادر کرنے افعال معینہ کے + اور مجبوری انسان کی خلاف ہوتی ہے + اوس اصول و اختیار کے جو بحث مسئلہ جبر و اختیار مین بدلایل قطعیہ ثابت ہوچکا + اور وہی قباحت درپیش ہوتی ہے + لہذا ضرور ہے کہ نسبت افعال مذکور الصدر تقدیر علمی ہو + اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ پروردگار نے انسان کو فعّال بالاختیار پیدا کیا ہے + تو ضرور ہے کہ اوسنے باختیار خود کچہ نہ کچہ افعال صادر ہون + اور جو افعال اون سے باختیار خود صادر ہونیوالی ہون + ضرور ہے کہ علم پروردگار اون مخفیات و مقدرات پر محیط ہو + پس اوسنے حسب علم محیط اپنی دریافت فرماکر درج فرمائے + اور چونکہ علم خدا خلاف اور غلط نہین ہوسکتا + اسلئے جو کچہ اوسنے اپنی علم سے دریافت کرکے لکہدیا ہے وہی ہوگا + نہ خلاف اوس صورت مین تقدیر سے مراد وہی مخفیات و مقدرات ہین + جو بندگان فعّال بالاختیار سے باختیار خود صادر ہونے والی ہون + جنپر علم پروردگار محیط متصور ہے + تحریر کئی جائین + یا نہ +

پس ظاہر ہے + کہ انسان بوجہ اس تقدیر کے اپنے افعال مین مجبور تصور نہین ہو سکتا + بلکہ
افعال اختیاری اوسکی مندرج کئے گئے ہین + لیکن یہ عدم تعین تقدیر بضرورت خلق خلقت
مختار باختیار عرضی و مشیت پروردگار مقصود ہے + اور اسیکو فیضان الٰہی کہتے ہین + ورنہ اگر
خدا تعین فرمانا چاہتا تو قادر و مختار تھا + اور اوس حالت مین مطابق تعین واقع ہونا
نہ خلاف تعین + اور اب بھی قادر و مختار ہے کہ جس تقدیر غیر تعینی کو چاہے منسوخ کر کے
تقدیر تعینی قرار دے + یا تقدیر غیر تعینی + خواہ تقدیر تعینی مین حسب خواہش و مرضی
اپنے تبدیل و تغیر کرے + گو بوجہ عدم ضرورت یا ہونے خلاف مقصود + یا بوجہ دیگر قبایح کے
ایسا عمل وقوع مین نہ لاوے + مگر قادر و مختار ہونے مین اوسکے کسی طرح کا شک نہین ہے +
بلکہ نسبت تقدیر مندرجہ لوح محو و اثبات بدعاء و الحاح بندگان یا بوجہی من الوجوہ تغیر
و تبدل ہونے کی خبر ہے + پس اسیطرح تقدیرات دیگر واقعات انسانی یا واقعات دیگر
محدثات ارضی بھی تعینی نہین + کیونکہ ہرگاہ اس ارض پر خلقت ہا مختار مثل جن و انس وغیرہ
خلق کئے گئے ہین + اور دخل اونکے اختیار کا جملہ اشیاء ارضی مین تا حد اقتدار و قدرت
عطا شدہ ممکن و ظاہر ہے + تو اس صورت مین جس شی کی تقدیر تعینی تصور ہو اوسکے نسبت
بے اختیاری مختارون کی لازم آتی ہے + جو خلاف اصول خلقت و خلاف مقصود و خلاف عدل
مقصود ہے + لہذا ضرور ہے کہ تقدیر واقعات جملہ محدثات ارضی غیر تعینی ہو + اور ظاہر ہے کہ جو
چیز خلق کی جاتی ہے + اگر تقدیر اوسکی خالق و صانع تعین نکر سکتا ہو + یا خالق و صانع قادر
تعین نکر دے تو ساتھ ہی اوسکے ایک شدنی اوسکی بھی خلق ہو جاتی ہے + جیسے مصنوعات انسانی

طرف نگاہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ باوجود عدم تعین تقدیر ایک شدنی اونکی شامل
شخص ہوا کرتی ہے + مگر یہ شدنی بسبب آنکہ تعین کردہ قادر نہین محتوم نہین ہوسکتی + بلکہ
تابع اسباب متغیر ہوتی ہے پس اگر اسباب اوسکے متغیر ہوجاوین یا کوئی عالم قادر متغیر کردے + تو
متغیر ہوجا سکتی ہے + کیونکہ ظاہر ہے کہ اس دنیا مین یا مخلوقات مختار عاقل خلق ہے + یا مختار
غیر عاقل یا مجبور + پس شدنی مختاران متعلق بفعل اختیاری اونکے ہے + یا متعلق بفعل
اختیاری دیگر مختاران یا متعلق بحادثات وتاثیرات عالم اور شدنی مجبوران متعلق
بفعل اختیاری مختاران ہے + یا متعلق بحادثات وتاثیرات عالم تو اگر ایسے اسباب
جس سے مختاران باختیار خود فعل اختیاری سے اپنے پھر جاسکین یا حادثات رک جاسکین
موجود ہوجاوین + یا موجود کردئے جاوین تو البتہ شدنی اول متغیر ہوجا سکتی ہے + مثلاً
انسان مین بحالت جہالت جو شدنی ہو + وہ بحالت حاصل کرنے علم کے کہ فعل اختیاری اوسکا ہے
متغیر ہوجا سکتی ہے + اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ دنیا ازروی اصول خلقت اپنی فانی وحادثہ
ومحل حوادث ومقام راحت ورنج وعالم اسباب ہے تو حادثات وواقعات متعلق راحت
ورنج وفنا اوسکے محدثات کے لئے لازم ہے + اور تغیر اوسکی حادثات وواقعات کے حالتہائے
محدثات کا بتغیر اسباب ضرور + چنانچہ اسی تغیر اسباب کو تدبیر کہتے ہین + مگر بنا بر تغیر
واقعات وحادثات کے تدبیر کا مناسب ومعقول ہونا ضرور ہے + جو بغیر رہنے علم سبب
واقعی اور رکھنے قدرت تغیر سبب کے ناممکن ہے + اس صورت مین ظاہر ہے کہ انسان اپنے
افعال اختیاری پر تا حد قدرت اپنی مختار متصور ہے + اور افعال پر دوسرون کے + یا حادثات

وتاثیرات پر عالم کے بسبب نہین رکہی اوسکے علم کے قبل سے ہے اور نہین جانتے اوسکے تدبیر مناسب
دفع کی مجبور ہے + لیکن جو تقدیر نوشتہ پروردگار ہے + وہ ہر طرح محتوم متصور ہے + کیونکہ پروردگار نے
بدریافت جملہ اسباب پیش آمدنی جو فی الحقیقت باختیار خود یا باختیار دیگران یا بحادثات عالم
واقع شدنی ہے درج فرمایا ہے + مگر جن واقعات کی نسبت اوسنے دریافت فرمایا ہے کہ دعا
یا الحاح بندگان واقع ہوگا + یا برحمت خاص تغیر فرمانا اوسکا مناسب جانا ہے + اونکو لوح محو
واثبات پر درج فرمایا ہے + اور جن واقعات وحادثات کی نسبت اوسنے دریافت فرمایا ہے +
کہ دعا والحاح بندگان واقع نہوگا + یا تغیر فرمانا اونکا مناسب نہین جانا ہے + اونکو لوح محفوظ پر
درج فرمایا ہے + اس صورت مین ظاہر ہے + کہ ایسی تقدیر وتحریر کی سبب سے کسی امر مین کوئی الزام اوپر خدا کے
عاید نہین ہوسکتا + اور نہ کسی فعل اختیاری کی نسبت اختیار مین مختاران کے فرق تصور
ہوسکتا ہے + باقی رہی تشریح واقعات مندرجہ بالا کی + مثلاً رزق وروزی + پس
ظاہر ہے کہ جملہ اشیاء ضروری موجودہ عالم یعنی جو جسکا محتاج ہے + خلق کردہ پروردگار ہے +
اور بھی اوسکی تحصیل کے انواع وسائل موجود فرمودہ پروردگار + اور بھی دست وپا وقوت
تلاش وتحصیل عطا ساختہ پروردگار + مگر ممکن ہے کہ تعداد تحصیل تعین فرمودہ پروردگار نہو +
پس انسان کو اختیار ہے کہ تلاش کرے یا نہ + یا جس وسیلہ سے چاہے تلاش کرے + اگر وسائل اوسکی
بہتر ہین + اور تدبیر اوسکی مناسب ومعقول کی گئی ہے + اور اختیار دیگر مختاران یا حادثات
وتاثیرات عالم اوسکی تحصیل قرار واقعی مین موافق رہے اور حائل نہین ہوئی تو زیادہ تحصیل
ہوسکتی ہے ورنہ کم + لیکن پروردگار نے جسکو جن جن وسائل سے جسقدر روزی بلحاظ جملہ

واقعات و مانعات پیش آمدنی بعلم صادق اپنی دریافت فرماکر درج فرما دیا ہی + اوسکو
اوسیقدر اور اوسیطرح حاصل ہوگی نہ بیش و کم یا بطور دیگر + مگر اوسکو اختیار ہے کہ بدعا
یا الحاح یا برحمت خاص بیش و کم فرمائی + اور مثلاً اولاد + پس ظاہر ہے کہ سببِ اولاد یعنی توالد
و تناسل مقرر کردہ پروردگار ہے + اور قوت و خواہش جماع و استعدادِ رحم نسبت قرارِ نطفہ
بصورت پہونچنی نطفہ کے عطا فرمودہ پروردگار + مگر ممکن ہے کہ تعدادِ اولاد تعین فرمودہ پروردگار نہو
پس انسان کو اختیار ہے کہ توالد و تناسل عمل لاوے یا نہ + اور بصورت عمل مین نلانے کے اگر نطفہ
رحم مین پہونچے + اور حادثات و تاثیراتِ عالم و عوارضات جو بی احتیاطی اختیاری یا بحادثات
عالم عارض ہوسکتے ہین مانع نہون تو زیادہ اولاد ہوسکتی ہی + ورنہ کم + لیکن پروردگار نے
بلحاظ جملہ اسباب پیش شدنی جسکو جسقدر اولاد بعلم صادق اپنی دریافت فرماکر لکھدی ہے
اوسی قدر ہوگی + نہ بیش و کم + مگر اوسکو اختیار ہے کہ بوجہی من الوجوہ یا بمرضی خاص بیش و کم
فرمائی + اور مثلاً موت + پس ظاہر ہے کہ ہرگاہ انسان عالم فانی مین بہیجا گیا ہی + تو آخر فنا
اوسکے لئے لازم ہے + اور از اصولِ مقرر کردہ پروردگار + مگر ممکن ہے کہ مدت فنا تعین فرمودہ
پروردگار نہو + بلکہ اوسنے ہر شخص کو استعداد عمر طبعی تک پہونچنی کی عطا فرمائی ہو + پس اگر
اختیارِ دیگر مختارانِ عاقل یا غیر عاقل یا حادثاتِ عالم یا عوارضات جو بی احتیاطی اختیاری
یا حادثاتِ عالم سے عارض ہوسکتی ہین درمیان مین باعث فنا نہون + تو ہر شخص عمر طبعی تک
پہونچ سکتا ہی + اور اگر امورِ مذکور باعثِ فنا ہوجائین + اور اوسکی تدبیر دفع مناسب و معقول
نہوسکے + یا یہ کہ اسباب فنا ایسے لاحق ہوجاوین + جو تدبیر پذیر نہون تو درمیان ہی مین بھی موت

آسکتی ہے + لیکن پروردگار نے بلحاظ جملہ اسباب و وجوہات پیش آمدنی جسکی جسقدر مدت عمر
بعلم عادلانہ اپنے دریافت فرما کر معین فرما دی ہے اوسیقدر ہوگی نہ بیش نہ کم + مگر اوسکو اختیار ہے
کہ بوجہے من الوجوہ بامر مخفی خاص نہ بیش نہ کم فرمائے علی ہذا دیگر واقعات + لیکن چونکہ اصول خلقت
عالم و جملہ اشیائے عالم باختیار و مرضی و خواہش پروردگار ہے + جسکو قضائے الٰہی کہتے ہیں +
اور بجملی کل واقعات کا اوسکو علم حاصل اور اوسکے تغیر و تبدل پر وہ قادر + لہذا جملہ امور کو
طرف قضا و قدر الٰہی کے نسبت دینا جایز متصور ہے + اور یہی ممکن ہے کہ کوئی تقدیر تعینی ہو
یا غیر تعینی + بغیر حکم اوسکے اجرا کے نباتی ہو + چنانچہ روایت ہے کہ جب جناب امیر علیہ السلام نے
جنگ صفین سے مراجعت فرمائی + تو ایک پیر مرد نے پوچھا + کہ جانا ہملوگون کا طرف شام کو
بقضا و قدر الٰہی تھا یا نہ + آپنے فرمایا کہ قسم اوس خدا کی جسنے دانون کو شگافتہ
اور بندون کو پیدا فرمایا ہے کہ کوئی قدم نہین اوٹھایا ہمنے اور کسی جگہ نہین گئے ہم + مگر
بقضا و قدر الٰہی + پس اوس پیر مرد نے کہا کہ پس تعب و مشقت ہماری عبث ہوئی اور کوئی
مزد ہمارے لیئے نہین ہوسکتا + آپنے فرمایا کہ وائے تجھپر گمان کیا تو نے قضا کو کہ لازم ہے
اور قدر کو کہ محتوم ہے + اگر ایسا ہوتا تو کل ثواب و عقاب افعال بندگان باطل اور وعدہ
ثواب و عقاب لغو ہوتا + بلکہ قضا و قدر سے مراد حکم پروردگار ہے + اور یہ آیت تلاوت
فرمائی + قولہ تعالیٰ وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ + پس وہ مرد خوشحال اوٹھا +
اب باقی رہی تقدیر اجرام سماوی + وہ بیشک تعینی ہے + اور کسیطرح غیر تعینی متصور
نہین ہوتی + کیونکہ اونکی اوضاع ہمیشہ ایک روش پر قایم ہین + اور نہ اونمین اختیار

مختار ان کو دخل اور نہ عادات عالم سے خلل + واللہ اعلم بالصواب +

بحث سوم اثبات وجود پیغمبری مین اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے

واضح ہو کہ ہرگاہ ثابت ہوا کہ پروردگار عالم موصوف بجمیع صفات کمال ہے تو ضرور ہے کہ مصلح ہو یعنی اصلاح کنندہ خلایق حسب صلاح خلایق + مگر ظاہر ہے کہ اصلاح انسان جسمین صلاح اونکی متصور ہے منحصر ہے اوپر تہذیب اخلاق یعنی اختیار دین کے اور دین موقوف اوپر شرع کی ہے + جیسا کلام دوم مین مقدمہ سے ظاہر ہوا + لہذا ضرور متصور ہوا کہ پروردگار عالم کوئی شرع موافق صلاح قایم کرکے اور احکام اوسکی ہم انسانون پر واجب فرما کر مناسب وبطریق احسن اجرای درواج دین مین کوشش فرمائی + اور یہی جب خیالات عام ہر شخص اسطرح بھی خیال کرسکتا ہے کہ آیا ہمکو پروردگار نے ہمارے بکار پیدا کیا ہے یا بیکار + اگرچہ بیکار پیدا کرنے کے رد مین بہت دلایل قطعی قایم ہین + اور یہی ظاہر ہے کہ بیکار پیدا کرنا ایک کار عبث ہے + جو قبیح ہے + اور خدا اوس سے منزہ لیکن یہان مطابق فہم عام ہم یہی کہتے ہین کہ یہ دو حال سے خالی نہین + یا بکار پیدا کیا ہو + یا بیکار + مگر بصورت بکار پیدا کرنے کی ضرور ہے کہ وہ کام جو اوسکی خوشنودی کے موافق ہون + اور جسکی تعمیل اوسکو منظور ہو تعین فرما کر تعمیل اوسکی ہم بندون پر واجب کرے + لیکن ظاہر ہے کہ دریافت کرنا اس امر کا کہ کیا امور موافق رضای خدا ہین + اور کون امور مخالف مرضی اوسکے ہین + اور ترک اونکا ضرور ہے + یہ امور غایبہ سے ہے کہ جسکی معرفت اور دریافت یقینی کی قوت عقل انسانی کو حاصل نہین + بلکہ محال ہے عقل انسانی پر + اس صورت مین ضرور ہے کہ پروردگار جن کامون یا جن احکام شرع کی تعمیل

ہم بندون پر واجب کرے + پہلے اون کامون یا اون احکامِ شرع کا اظہار و تعلیم بطور
قابلِ یقین اپنے اوپر ضرور کر لے + ورنہ ہر تکلیف تکلیفِ مالایطاق متصور ہوگی + اور تکلیفِ
مالایطاق ظلم ہے + صریح اور ظلم قبیح از قبایح جس سے خدای تعالی مبرا و پاک ہے جیسا کہ
بحثِ سوم مین مبحثِ اول کے ظاہر ہو چکا + چنانچہ اسی جگہ سے ہے کہ علمای مذہب امامیہ
اثنا عشریہ لطف اوپر خدا کے واجب جانتا ہے + لیکن اہلِ سنت لفظِ وجوب مین کلام
رکھتے ہین + اور کہتے ہین کہ لفظ وجوب سے مجبوری خدا کی ثابت ہوتی ہے اوپر خواہی نخواہی
کرنے کار واجبی کے + اور یہ بعید از شان خدای تعالی ہے + حالانکہ یہ اعتراض کا اونکا صریح
بیجا ہے + کیونکہ بحثِ مسئلہ جبر و اختیار مین ظاہر ہو چکا + کہ مجبوری خلافِ قدرت کو کہتے ہین
نہ بحالتِ قدرت باختیار و مرضیِ خود اختیارِ محامد و ترکِ ذمایم کو + اگر اسی کا نام مجبوری کہا جاے
تو ہم کہہ سکتے ہین کہ کیا خدا قادر و مختار رہنے پر مجبور ہے + جو کسی حالت مین مجبوری اختیار
کر نہین سکتا + یعنی برین تقدیر لزوم قدرت و مختاری بھی واسطے خدا کے ضرور نہین ہوتا +
اور ظاہر ہے کہ یہ لطف پروردگار پر بوجہ عائد کرنے تکلیفِ واجبی اوپر بندون کے بتقاضاے
عدلِ ذاتی باختیار و مرضی و خواہش اوسکے واجب سمجھا گیا ہے + ورنہ مختار تہا کہ اگر تکلیفِ
واجب نکرتا + بعدم تعینِ تکلیف و عقاب + یا باختیارِ ظلم جو شاید اہلِ سنت کے نزدیک خدا پر
قبیح نہین + اور اب بھی مختار ہے کہ جب چاہے تغیرِ وجوب فرمائے + با وجودِ تکلیف و عقاب
یا باختیارِ ظلم + مگر باختیار اپنے ہرگز خلافِ مصلحت و ظلم و فعل قبیح کا مرتکب نہین ہوگا +
پس شیعون کا اعتقاد یہی ہے + کہ ہر گاہ تعینِ تکلیفِ تمام ثابت ہے + اور او تعالی عادل

تو باوجود قدرت خلاف عملی ہرگز خلاف لطف یعنی خلاف عدل عمل مین نہ لاوے گا+
اس سبب سے ظاہر ہے کہ ایسا وجوب باعث مجبوری نہیں اور ناجایز متصور ہو نہین سکتا بلکہ
انتہای عدل ثابت کرتا ہے+ اور انتہای عدل ایک بڑی تعریف کی بات ہے+ پس اگر وجوب
لطف نسبت خدا گوارا نکیا جاوے+ تو حسب دلیل مندرجہ بالا قبح ظلم ضرور گوارا کرنا ہوگا+ جو
قبیح و ناجایز تر ہے اوسکی ذات مستجمع الصفات پر عقلاً و نقلاً+ اب اہل سنت ان دو باتون مین
جسکو چاہین گوارا فرماوین+ پس ہرگاہ ضرورت تعلیم ثابت ہوئی+ تو اب جاننا چاہیے
کہ تعلیم دو طریق سے باہر نہین+ بیواسطہ+ یا بالواسطہ+ اگرچہ تعلیم بیواسطہ کی رد مین بہت
دلایل نظری ایسے قایم ہین+ جنکے رو سے تعلیم بیواسطہ اکثر اصول ضروریہ لازمہ کے خلاف
تصور ہوتی ہے+ اور بھی ظاہر ہے کہ تعلیم بیواسطہ دو صورت سے باہر نہین+ یا بطور تعلیم
خاص انبیاء کی مثل الہام وغیرہ کی جاوے+ یا بطور تعلیم عام خلایق کے+ بصورت اول ہر شخص کو
نبی ہونا ضرور ہوتا ہے+ مگر بسبب مختاری خلقت یہ لیاقت ہر شخص کو حاصل نہین+ اور
بصورت ثانی محال+ اسواسطے کہ محسوسات انسانی غیر از جسم و عرض نہین+ اور ذات مقدس
خلاق عالم برتر و بالاتر جسمیت و مشابہت اجسام سے ہے+ اور عامہ خلق کی تعلیم بجز
تعلیم حسی ظاہری کے کوئی مفید مطلب نہین+ اور خدای تعالی کا ادراک بحس ممکن متصور نہین+
چنانچہ انہین سببون و دیگر وجوہات بسیار کے سبب تعلیم بیواسطہ غیر ممکن و قبیح
تصور ہوکر مبعوث ہونا پیغمبرون کا لازم و ضرور سمجھا گیا ہے+ لیکن ہم عام فہم طور پر
یہی کہتے ہین+ کہ ان دونون صورتون کی حالت و انجام و مفاد ایک ہی ہے+ پس مختار سے

کہ ان دونون صورتون مین سے جس شکل کو چاہے اختیار کرے کیونکہ دونو مین خفاقہ کمرار
دکلام نہین اگران دونو شکلون مین سے کسی شکل سے تعلیم کرنا ظاہر و ثابت ہو تو البتہ بطور فہم
عام سمجھ سکتے ہین کہ ہم بیکار پیدا کیے گئے ہین بوجہ ضرور و لازم ہونے تعلیم کے + اور اگران دو
شکلون مین سے کسی شکل سے بھی تعلیم کرنا ظاہر ہو تو بیشک و بلا عذر سمجھنا چاہیے کہ ہم بیکار
و عبث نہین پیدا کیے گئے ہین مگر چونکہ بمرور ایام یعنی بہ تجربہ ظاہر ہوتا گیا ہے کہ پروردگار
عالم نے طریقہ تعلیم کے شق دوم کو اختیار کیا ہے + یعنی بواسطہ پیغمبران جیسا باتفاق
و اجماع جملہ اہل ملت کے ظاہر و ثابت ہے اور عقلاً بھی یہی مناسب و ضرور جیسا کہ اوپر
ظاہر ہو چکا لہذا ان دو امرون کو یعنی عبث پیدا کرنے اور بواسطہ تعلیم فرمانے کو مردود
سمجھنا ضرور ہے + مگر یہ سمجھنا کہ بیکار پیدا نہین کیا جیسا خود فرماتا ہے + افحسبتم
اَنَّمَا خَلَقنَاکُم عَبَثاً وَّاَنَّکُم اِلَینَا لَاتُرجَعُونَ + یعنی آیا گمان کرتے ہو کہ
ہمنے تمکو عبث پیدا کیا ہے اور وہ کہ بروز قیامت طرف ہمارے رجوع نکروگے + اور فرماتا ہے
کہ وَمَا خَلَقتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلَّا لِیَعبُدُونَ + اور بھی یہ سمجھنا کہ تعلیم ضروری
بندگان بواسطہ پیغمبران اختیار فرمائی ہے + مگر چونکہ تعلیم مذکور ہر زمانے کے لوگون کو
بطریق قابل یقین و اتمام حجت ضرور + لہذا ضرور ہے کہ پیغمبران و ہادیان مجوزہ و مقررہ
خدا ہر زمانہ مین قایم و موجود ہین تا کہ حجت خدا ہر زمانہ کے لوگون پر ختم متصور ہو + اور کوئی
عذر کسیکو باقی نرہے + چنانچہ اسی وجہ سے علماے مذہب امامیہ اثنا عشریہ کے ہر زمانہ مین حجت
خدا کا قایم رہنا ضرور جانا ہے + اور قایم رہنے کے قایل ہین اور کوئی زمانہ خالی از حجت

نہین سمجھتے + جیسا کوئی زمانہ پیغمبر یا نبی یا امام سے خالی نہین ہے + باقی رہا تو ہم اس زمانہ غیبت کا وہ اپنے مقام پر رفع کیا جائیگا + انشاء اللہ تعالیٰ + مگر اہل سنت حسب جحود انکار وجوب لطف ضرور نہین جانتے + پس اس صورت مین بھی وہی قباحت جو عدم وجوب لطف مین لاحق ہوتی ہے + لازم آتی ہے + یعنی جملہ تکلیف شرعی تکلیف مالایطاق و ظلم متصور ہوتے ہین + لہذا واسطے اس انکار کے بھی وہی جواب کافی ووافی ہے + اور یہ بات اس صورت مین ظاہر ہے + کہ اگر کوئی منادی ایسی ندا کرے کہ ہمکو پروردگار عالم نے پیغمبر مقرر کرکے بھیجا ہے + واسطے تعلیم بندگان کے + تو بصورت عدم یقین اختتام رسالت اوسکی طرف توجہ کرنا ضرور اور واجب ہے + یعنی سننا اوسکی باتون کا اور غور کرنا کہ وہ اپنے کلام مین سچا ہے یا جھوٹا + جنہون نے ایسا نہین کیا وہ البتہ گنہگار ہین + پس اگر ظاہر ہو کہ وہ اپنی کلام مین سچا یعنی پیغمبر برحق ہے + تو اوسکی اطاعت اختیار کرنا بجمیع وجوہ اور بجملہ امور لازم + جنہون نے ایسا نہین کیا وہ بیشک نافرمان وکافر ہین +

بحث چہارم بہ ثبوت اس بات کے کہ پیغمبرون کے لیئے کوئی نشان پیغمبری کا واضح و مستحکم ہونا ضرور ہے

جب یہ معلوم ہوا کہ پروردگار عالم نے بنا بر تعلیم احکام واجبی اپنے پیغمبرون کو واسطہ گردانا ہے + اور ظاہر ہے کہ ماموری پیغمبران جو صرف اونکے بیان سے ظاہر ہوتی ہے ایک امور غیبیہ سے ہے جسکی واقفیت یقینی کی قدرت انسان کو حاصل نہین + اور اختیار تعلیم کہ تعمیل تکلیف اوسپر موقوف ہے بغیر معرفت یقینی پیغمبر غیر گوارا + بلکہ ناجایز وناروا + کیونکہ

اس صورت مین رجوع کرنا بطرف غیر پیغمبر کے بھی ممکن تصور ہوتا ہے + لہذا ضرور ہے کہ پروردگارِ عالم جسکو مامور بہ پیغمبری کرے اوسکو کوئی نشان ماموری الیہا عطا فرمائے کہ جسکے رُو سے معرفت یقینی اوسکی خاص و عام انسان پر آسان ہو + اور کسیکو مجال انکار کی باقی نرہے + اور جو انکار کریگا وہ ہر سنا حق قرار دیا جاسکے + اس طرح کہ ہر سنا حق قرار دینا اونکا ظالم ہو پس یہی شکل ہے اختتام حجت کی + ورنہ ہر تکلیف تکلیف مالا یطاق متصور ہوگی جو ظلم ہے + اور خدا اوس سے مبرّا ہے +

مبحث سوم معرفت مین پیغمبرون کے اور جو کچھہ اوس سے متعلق ہے اوسمین پانچ بحثین ہین +

بحث اول معرفت مین عام پیغمبرون کے

واضح ہو کہ اگرچہ معرفت پیغمبرون کی بمعاینہ صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ اونکی (کہ افضل ہوتے ہین دیگر مخلوقات سے + اور اجتماع صفات اونمین ضروری ہین) ممکن ہے + لیکن یہ نشانی ایسی واضح و فیصل نہین کہ صرف یہی نشانی کفایت کرے اونکی معرفت یقینی کے لئے + خصوص واسطے عام انسان کے + علی الخصوص جلد پہچاننے کے لئے کافی ہو نہین سکتی + کیونکہ اول واسطے صفات کے ظاہر و باطن یکسان اور حضوری و غیبت برابر ہونا ضرور ہے + اور ظاہر ہے کہ انسان کو امور باطن و امور غیب کی دریافت یقینی کی قوت حاصل نہین اسلئے نسبت صفات کی یقین کامل حاصل کر نہین سکتا ہے + دوم بنا بر صفات مخصوص بنا بر تمیز افضلیت صفات فہم صحیح و عقل سلیم کا ہونا ضرور ہے + اور ظاہر ہے کہ

ایسی عقل کل انسان کو میسر نہین + سوم قاعدہ ہی کہ جبتک انسان اپنے کو دوسرے سے کسی
امر مین عاجز نہین سمجھتا ہی افضلیت دوسرے کی دل سے قبول نہین کرتا ہے اور ظاہر ہے
کہ انسان کو اپنی صفات اور اپنی اعمال زیادہ تر بہتر اور عمدہ معلوم ہوتے ہین دوسری
اس صورت مین یہ جبلت صفات پیغمبر کے فہم و تمیز کے لیے بیشک مخل ہو سکتی ہے اور ا
کلمہ و کلام پیش آسکتے ہین جنکا فیصل ہونا اور تصفیہ پانا کبھی ممکن نہین چہارم بنا بر تغیر
صفات عرصہ دراز درکار ہے تا کل صفات دریافت مین آجاوین اور یہ امر باعث ہونا
اور تعطیل رسالت کے + اور تعطیل رسالت صریح قبیح ہے + اس صورت میں پیغمبر کے
بنا بر ثبوت پیغمبری کسی ایسی نشان کا ہونا ضرور ہے جو عام فہم و بدیہی و صاف و صریح و واضح و
مستحکم اور جلد پہچان لینے کے واسطے کافی ہو + جیسا کہ بحث چہارم مبحث دوم مین
ثابت ہوا جسکے ذریعہ سے پیغمبرون کو جلد پیغمبر برحق جانکر اونمین کل صفات کا موجود ہونا
خود بخود بغیر دیکھے اور تمیز کئے قبول و منظور ہو جاوے + پس وہ نشان معجزہ ہی جو پیغمبرون کو منجانب اللہ
بہ ثبوت پیغمبری و ماموری اونکی عطا فرمایا گیا ہے + اس سے بدیہی اور واضح اور فیصل
و مستحکم تر جیسا کہ یقین کے لئے کافی ہو کوئی دوسرا نشان نہین ہو سکتا + چنانچہ او تعالی خود فرماتا ہے
کہ کیا ہمنے نہین بھیجے پیغمبران ساتھ حجت کے + علما متفق ہین کہ حجت سے مراد معجزہ ہے اگرچہ شرح
معجزہ کی بعد ازین بحث خاص مین کی جاوے گی + انشاء اللہ تعالی + لیکن یہان معجزہ کی تعریف
اسیقدر لکھی جاتی ہے + کہ معجزہ ظاہر کرنا اوس امر غیب کا اور صادر کرنا اوس فعل غریب کا ہے
جو قوت انسانی سے باہر ہو + اور مخصوص ہو ساتھ قدرت پروردگار کے یعنی کل اہل دنیا

متفق ہون کہ وہ فعل بجز قدرت پروردگار کے کسی کے اختیار مین نہو نہ بذریعہ قدرت

قوت خاص نہ بذریعہ علوم و فنون متعارف مثل طلسم و سحر و شعبدہ وغیرہ آور از ابتدائے

قیام دنیا تا حال ویسا فعل کسی سے دیکھا نہ گیا ہو مگر پیغمبران و مقربان درگاہ الٰہی سے

مثل حیات موتی وغیرہ کے پس اس تعریف ہی سے خود روشن و مبرہن ہے کہ معجزہ ایک دلیل مستحکم

اور برہان قاطع ہی واسطے ثبوت پیغمبری کے اور بدیہی اور موافق ہے ساتھ فہم ہر شخص کے خاص و

چہ عام اور سیکو اسمین مجال انکار و حجت کی نہین کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے و یقین کر سکتا ہے

کہ جو امر صرف پروردگار کے اختیار مین ہے وہ سوا پیغمبر یعنی فرستادۂ خدا و مقرب

درگاہ احدیت کے کسی دوسرے کو حاصل ہو نہین سکتا جیسا بحث اعجاز مین ظاہر ہوتا ہے انشاء

اللہ تعالےٰ پس معجزہ ایک آیت مستحکم اور واضح اور بدیہی ہے آیات الٰہی سے اور ایک نص قاطع و صریح

و عام فہم ہے نصوص خدا سے بذریعہ جسکے فوراً یقین پیغمبری ہوکر پیغمبر مین کل صفات کا موجود رہنا

خود بخود یقین ہو جاتا ہے کیونکہ ہر گاہ فعل معجزہ تقرب ثابت کرتا ہے صاحب اعجاز کا

خدا سے تو چونکہ تقرب خدا بغیر موجودگی جملہ صفات ممکن نہین لہذا ضرور ہے کہ صاحب اعجاز

بجمیع صفات معمور ہو چنانچہ کتاب معارج النبوت مین بآغاز باب معجزات لکھا ہی کہ معجزات

آنحضرت کہ دلایل و آیات صحت و ثبوت اصدق رسالت اوینہ صلعم اس صورت مین

جو شخص باوجود معاینہ خواہ اقبال و یقین ایسی معجزہ کے انکار کرے پیغمبری سے پیغمبر دن کے

اور اختیار نکرے اطاعت اونکی تو وہ بیشک گنہگار و کافر ہے مگر یہان پر یہ شبہہ گذرتے

کہ ہنود وغیرہ بھی اپنی دیوتاؤن سے افعال اعجازی یعنی احیاء موتی وغیرہ کا صادر ہونا

ظاہر کرتے ہیں + اس سے اتفاق اہل دنیا اس بات پر ثابت نہیں ہوتا کہ افعال مذکور غیر از اختیار
خدا و رسول نہیں + واضح ہو کہ یہ توہم صریح غلط دیجا ہے + کیونکہ خود ہنود جن لوگوں کی ساتھ
افعال مذکورے نسبت کرتے ہیں اونکو یا خدا یا مقرب درگاہ خدا کہتے و سمجھتے ہیں + غیر
مقرب + اور کسی کے پاس ایسا ثبوت نہیں کہ ہنود خواہی نخواہی سچ کہتے ہیں + یا یہ کہ وہ دیوتا
مقرب درگاہ خدا نہ تھے ضلالت ہنود دنیا بر رد تقرب اونکی کافی نہیں + کیونکہ ممکن ہے کہ وہ
مقرب خدا ہوں اور ہدایت راست کی ہو + مگر ہنود بعد مرور ایام خود ضلالت مین پڑ گئی ہوں +
اس صورت مین اتفاق اہل دنیا باطل نہیں ہوتا بلکہ زیادہ تر ثابت ہوتا ہے کہ ان افعال
کی نسبت غیر از خدا یا مقربان درگاہ الٰہی دوسرے کے ساتھ نہیں دی جاتی + اور اہل دنیا ان افعال کا
صادر ہونا غیر از خدا یا مقربان خدا دوسرے سے ممکن نہیں سمجھتے + باقی دیگر شکوکات معجزہ و
بحث اعجاز مین صاف کی جاوینگے انشاء اللہ تعالیٰ + باقی رہا یہ اعتراض کہ ہرگاہ معرفت و
تصدیق رسالت پیغمبران منحصر ہے اوپر معجزات اونکی + تو پیغمبرون کو اپنی معرفت اور اپنی
رسالت کی تصدیق اور احکام آلہی کی دریافت یقینی کے لئے کیا سبیل ہے + اگر بالواسطہ
فرض کی جاوے تو اوسکے لئے کوئی دوسرا پیغمبر صاحب اعجاز درکار ہے مگر اس صورت مین
دور و تسلسل لازم آجائیگا + جو قطعاً ممتنع العقل ہے اور اگر بیواسطہ تصور کیا جاوے تو تصدیق و
دریافت بیواسطہ کیونکر قابل یقین ہو سکتی ہے + پس واضح ہو کہ از روی اخبارات دینی
ظاہر ہے کہ پیغمبرون کو احکام آلہی اور اخبار اونکے رسالت کی منجانب پروردگار بواسطہ
فرشتگان و وحی آلہی پہونچتی ہین اور ظاہر ہے کہ فرشتگان معرفت آلہی اور دریافت یقینی و تعمیل

لازمی ہین احکام الٰہی کے خود مجبور خلق کئی گئی ہین + اور بھی تمام قدرت بابے پروردگار جو اوسکے
معرفت بدیہی و یقینی پر حاوی ہین اونکی پیش نظر ہین جنکے سبب اونکو کوئی ضرورت واحتیاج
دوسرے پیغمبر کی متصور نہین + لہذا شبہہ دور تسلسل باطل ہوا + باقی رہی صورت یقین پیغمبران
اوپر اون اخبارات و احکامات الٰہی کے جو بواسطہ فرشتگان و وحی اونکے پاس ہونچتی ہین +
اور صورت تصدیق یقینی اپنی رسالت کی جو بذریعہ اون اخبارات و احکامات کے اونکو
دریافت مین آتی ہے + سو واسطے تصدیق و دریافت یقینی کے اونکو خود اپنی معجزات کافی تر
متصور ہین + کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ لوگ اپنی قدرت ذاتی و علمی وغیرہ سے زیادہ تر آگاہ ہوسکتی ہین
نسبت دیگر خلایق کے + لہذا ظاہر ہے کہ اونکو معجزات اونکے واسطے دریافت یقینی احکام
الٰہی و تصدیق رسالت اپنی زیادہ تر کافی متصور ہین نسبت دیگر خلایق کے + اور بھی ممکن ہے
کہ پیغمبران واسطے اس تصدیق و دریافت یقینی کے کوئی معجزہ خاص اپنی ہاتھ پر طلب فرماتی ہون
یا پروردگار وقت مبعوث فرمانے اونکے کوئی آیت خاص واسطے اس تصدیق و دریافت یقینی کے
ظاہر فرمادیتا ہو + جس طرح آنحضرت صلعم کو قبل وقت مبعوث ہونیکے اشجار و احجار وغیرہ بلقب
رسالت سلام کرتے تھے + اس صورت مین بخوبی ظاہر و ثابت ہی کہ پیغمبر دن کے لئے تصدیق
اپنے رسالت و دریافت یقینی احکام الٰہی کے ناممکن متصور نہین + وباللہ التوفیق

بحث دوم صفات ضروریہ پیغمبران مین

پیغمبر کے لئے ضرور ہے کہ افضل الناس ہو جمیع صفات حمیدہ مین + اور پاک ہو جمیع صفات
ناپسندیدہ سے + اور یہ امر واسطے پیغمبری کی ایسا لازم و ملزوم ہی کہ جبتک یقین صفات نہین ہوتا

پیغمبری قبول نہین کی جاتی اور جب یقین پیغمبری ہوجاتا ہے تو کل صفات خود بخود قبول ہوجاتے ہین اور کوئی شک یا شبہہ اوسمین باقی نہین رہتا اور کیون نہو کہ اول کوئی عقل قبول نہین کرسکتی کہ جبکہ خدا انتخاب برگزیدہ کرے واسطے نیابت اپنی اور سرداری عالم کی اوس سے دوسرے افضل ہون اور جب کوئی اوس سے افضل ہوا تو بس وہ افضل ہوا سب سے + دوسرے ظاہر ہے کہ پیغمبر مامور ہوتا ہے واسطے سرداری عالم کے ازجانب خدا + تو اس صورت مین اگر دوسرا اوس سے افضل ہون تو ترجیح بلامرجح یعنی تفضیل مفضول لازم آتی ہے کہ وہ ناجایز اور قبیح ہی صریحی + پس ارتکاب ناجایز و قبیح کا خداسی ممکن نہین + اسلئے ضرور ہے کہ پیغمبر افضل ہو جمیع اہل دنیا سے + تیسرے موصوف ہونا پیغمبر کا کل صفات حمیدہ مین خود واسطے انجام خدمت پیغمبری کے ضرور اور درکار ہے یعنی بغیر اجتماع صفات حمیدہ انجام خدمت پیغمبری دشوار و محال ہے + جیسا عنقریب ظاہر ہوتا ہے + ان شاء اللہ تعالے + تو اس صورت مین خدا سے ممکن نہین کہ جسکو کسی خدمت کے لئے انتخاب کرے وہ لیاقت انجام کی نرکہتا ہو + یا اسباب انجام اوسکو عطا نفرماسے + اسلئے ضرور ہے کہ پیغمبر موصوف بجمیع صفات حمیدہ ہو + اب چند صفات جو پیغمبری کے لئے ضرور ہین تفصیلاً و اجمالاً لکھی جاتے ہین + اول پیغمبر کے لئے ضرور ہی کہ صادق کامل ہو ہر کلام مین + کیونکہ پیغمبر ظاہر کرنے والا ہے احوال و احکام غیب کا + تو جبتک صادق کامل نہو اوسکی کہنے پر اعتماد و اعتبار ہو نہین سکتا + اور جب اعتبار نہین ہوا تو رسالت اوسکی بیکار ہوئی + دوم پیغمبر کو ضرور ہے کہ معصوم ہو کل مذموماتسے + کیونکہ پیغمبر منع کرنیوالا ہے اور رد کرنیوالا ہے

روکنی والا ہی + تو جبتک خود مذموات سے پاک نہو دوسرے منع اوسکا اثر پذیر ہو نہین سکتا + اور جب
اثر پذیر نہین ہوا تو کوئی فایدہ نہین ہوا اوسکی رسالت سے + سوم پیغمبر کو ضرور ہے
کہ داناتر و عالم تر ہو جمیع خلایق سے + کیونکہ پیغمبر الزام دینے والا ہے خلاف و بدراہ چلنے والونکو
تو اگر داناتر و عالم تر نہو گا تو عاجز رہجا یگا کلام مین اون لوگون سے جو اوس سے افضل ہین
علم و دانائی مین + اور جب عاجز رہ گیا تو ترک نہین ہو سکتی وہ راہ + اور جب ترک نہین ہوی
وہ راہ + تو کچہ فایدہ نہوا اوسکی رسالت سے + چہارم پیغمبر کو ضرور ہے کہ عادل تر ہو جملہ
خلایق سے + کیونکہ پیغمبر آتا ہی واسطے خلافت دنیا کے منجانب خدا + تو اگر عادل تر نہو تو کچہ
خصوصیت نہین ہوی خلافت خدا مین پادشاہت پادشاہان دنیا سے + تو خلافت اوسکی
قلباً قبول نہین ہو سکتی بمقابلہ اونکے جو اوس سے عادل زیادہ ہون + اور جب خلافت اوسکی
قلباً قبول نہوی تو کچہ فایدہ نہوا اوسکی رسالت سے + پنجم پیغمبر کو ضرور ہے کہ جامع ہو
کل اخلاق پسندیدہ کا + کیونکہ کلام دوم مین مقدمہ کے ظاہر ہوا کہ دین تہذیب اخلاق کو
کہتے ہین + اور پیغمبر تعلیم کرنیوالا ہے امور دین یعنی اخلاق نیک کا + تو جبتک خود اخلاق
پسندیدہ نرکہتا ہو دوسرے کو تعلیم کر نہین سکتا + اور جب تعلیم کر نہ سکا تو پیغمبری اوسکی
بیفایدہ ہوی + ششم پیغمبر کو ضرور ہے کہ پاک ہو جمیع عیوب ظاہری و باطنی سے +
کیونکہ پیغمبر مرجع ہی کل خاص و عام خلایق کا + اور عیوب باعث ہین نفرت خلایق کی +
اور جب نفرت ہوی خلایق کو تو انجام کار رسالت کا اوس سے دشوار و محال ہے +

بحث سوم حقیقت اعجاز مین

واضح ہو کہ جو عجائبات پیغمبروں خواہ نبیوں وغیرہ سے صادر ہوتی ہین اونکو اعجاز
کہتے ہین مگر چونکہ اکثر عجائبات مثل سحر و طلسم و شعبدہ وغیرہ کے علوم و فنون کے
ذریعہ سے بھی صادر ہو سکتی ہین اسواسطے تعریف معجزہ مین یہ قید لگائی گئی ہے کہ جو عجائبات
ساتہ دعوی پیغمبری خواہ نبوت وغیرہ کے صادر ہون اعجاز ہین و الا فلا + اور وجہین
اس قید کی تین ہین اول یہ کہ پیغمبر کو صادق کامل ہونا ضرور ہے + اور تصدیق دعوی بیان
بصورت صدق تصدیق کذب مصدق لازم آتا ہے + اور بصورت صدق مصدق
کذب تصدیق + چنانچہ نقل ہے کہ ہارون رشید نے بہلول دانا سے واسطے قبول کرنے خدمت
قضا کے استدعا کی + اونہون نے فرمایا کہ مین لیاقت اس خدمت کی نہین رکہتا + خلیفہ نے کہا
کہ آپ بخوبی اس خدمت کی لیاقت رکہتے ہین فرمایا کہ اگر مینے سچ کہا تو ظاہر ہے کہ لیاقت
نہین رکہتا ہون اور اگر جہوٹ کہا تو بس جہوٹہا لائق خدمت قضا کے نہین مگر خلیفہ نے
نہ مانا + آخر صبح کو اونہون نے بطور دیوانون کے اپنے کو ظاہر کیا + جب خلیفہ کو خبر ہوئی کہا کہ
بہلول دیوانہ نہین ہے بلکہ دانا ہے + اوسی روز سے بہلول دانا مشہور ہے + دوم ظاہر ہے
کہ پروردگار عالم ہر شخص و ہر علم و ہر فن پر قادر ہے + پس ہر گاہ اوسنے معاینہ عجائبات کو
ثبوت و نشان رسالت و نبوت وغیرہ کا قرار دیا ہے تو جو شخص ساتہ دعوے دروغ پیغمبری
وغیرہ بذریعہ سحر وغیرہ عجائبات کا اظہار چاہیگا تو ہر گز خدا اوسکو پورا ہونے نہ دیگا اور ضرور ہے
کہ اوسکو جہوٹہا کر دے اور اکثر ایسا دیکہا بھی گیا ہے + چنانچہ نقل ہے کہ مانی جو ایک نقاش تہا
ملک چین مین اوس نے بغیر پرکار کے ہاتہ سے دایرہ کہینچنے کی ایسی مشق بہم پہونچائی تہی کہ

جو دایرہ کھیچتا تہا وہ از روی قاعدہ علم ہندسہ درست اور ٹھیک اوترتا تھا اور کبھی خطا نہین ہوتی تھی + اوسپر اوسنے دعوای پیغمبری کرنے کے واسطے دینے امتحان کے ایک مجلس آراستہ کی + اوس مجلس مین جو دایرہ کھیچا وہ نا درست آیا آخر پشیمان ہوا + اسیطرح مُسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلعم کے وقت مین دعوای پیغمبری کیا تہا + بہت نقلین اعجاز مقلوب کے کتب اہل اسلام مین مندرج ہین + آخر کذاب مشہور رہا + اگر ساحر اور شعبدہ باز وغیرہ دعوای پیغمبری کرکے اپنا کام انجام کرسکتے تو سب دعوای پیغمبری کرلیا کرتے + سوم ہرگاہ بذریعہ اعجاز تقرب خدا ثابت ہوتا ہے اور اثبات تقرب سے صدق تو ظاہر ہے کہ دعوی یعنی کلام صادق سے بڑہکر کوئی دلیل یقینی نہین + چنانچہ اسی دعوی کے سبب جناب امیر علیہ السلام اکثر منبر پر فرمایا کرتے تھے سَلُونِی مَا دُونَ العَرش یعنی سوال کرو مجھسے ماورای عرش کے + کہ تحقیق کہ اس سینہ مین میرے علوم بسیار ہین + جسپر ناقصان ایمان بتصور غرور معترض ہوا کرتے تھے اور رہتے ہین + اور یہ نہین سمجھتے کہ جسکے لئی دعوی کرنا ضرور ہے اوسکو عجز کسیطرح جایز نہین + اب جاننا چاہیئے کہ اگرچہ اعجاز و سحر وغیرہ مین فرق بیّن ہے چنانچہ علما نے اکثر تشریح اسکی کی ہے + لیکن عام ناواقف اونکے تفریق کو سمجھ نہین سکتے + اسلئے چند دلایل جو بنا بر رفع ان اشتباہ کے کافی ہین درج کیے جاتے ہین +

اول ظاہر ہی کہ انسان کو کوئی چیز بغیر سیکھے نہین آتی + تو سحر وغیرہ علمون کے لئے اوستاد کا ہونا ضرور ہے + اور جب سلسلہ بسلسلہ اوستاد ہونگے تو وہ چیز عام اور مشہور ہوجاوےگی دنیا مین + اور اکثر لوگ اوسکے جاننے والے نکلینگے مخصوص پیغمبر نہ رہینگی + اور جو چیز اوسوقت مخصوص

پر پیغمبر نہین وہ اعجاز نہین دوم سحر و طلسم وغیرہ دیکہانے کے لئے اونکے لوازمات مقررہ
و معینہ کا ہونا ضرور ہے کہ بغیر اسکی چل نہین سکتی + اور معجزہ کی لئے صرف دعا بدرگاہ
باری تعالی کافی ہے + سوم سحر وغیرہ علمون کی ایک حد ہے + پس وہ اپنی حد کے اندر انجام
ہو سکتے ہین + اسلئے ہمیشہ سچا رہنا ساحر وغیرہ کا ممکن نہین + اور قدرت پروردگار کی کوئی
حد و انتہا نہین + اسلئے پیغمبر کبہی جہوٹھا نہین ہو سکتا + اور جو کسیوقت بہی جہوٹھا ہو جاے
وہ پیغمبر نہین + چہارم سحر برے کامون مین چلتا ہے اور شعبدہ کہیل اور تماشا ہے
اور اوسکو قیام نہین + اور معجزہ ان سب سے بری ہے + پنجم پیغمبر وغیرہ کو موصوف
بجمیع صفات حمیدہ ہونا ضرور ہے + اور ساحر وغیرہ مین اجتماع کل صفات کا ممکن نہین +
پس بدالت سیر ظہور معجزات باجتماع صفات دلیل کامل ہے اوپر صدق معجزہ اور
صدق دعوے دعوی کنندہ کے + اگرچہ دلایل مندرجہ بالا بنظر تفریق و امتیاز معجزہ از سحر
وغیرہ لکہی گئین + لیکن معجزہ اصلی جو واسطے ثبوت یقینی پیغمبری کے کافی ہے اور جسکے
ذریعہ سے ہر کس و ناکس پر حجت ختم سمجہی جا سکتی ہے وہی ہے کہ تعریف جسکی بحث اول مین
اس مبحث کے کی گئی یعنی دکہلانا اوس امر عجیبہ کا جو باتفاق اہل دنیا سواے قدرت پروردگار کے
دوسرے کی قوت مین سمجہا نہ جاتا ہو اور غیر مشتبہ ہو سحر وغیرہ علمون سے + جیسے حضرت نوح کے
ایک چہوٹی سی کشتی کا ویسی طوفان عظیم مین قایم و ثابت رہجانا اور حضرت ابراہیم کا
ویسی انبار آتش سے سلامت نکلنا اور بذریعہ افواج کثیر نمرود کا برباد کر دینا + اور حضرت
موسی کا شق نیل کر کے سلامت عبور کر جانا اور ایک عصا سے صدہا عجایبات دیکہلانا + اور حضرت

عیسیٰ کا احیائے موتی کرنا اور آنحضرت صلعم کا سایہ نہونا اور شق قمر و رجعت آفتاب فرمانا
اور سوسمار وغیرہ جانوروں سے نسبت رسالت اپنے گواہی دلوانا اور مثل اسکی ایسا معجزہ
گو ایک ہی ہو + بنابر ثبوت پیغمبری کے دلیل کافی و حجت وافی ہے کل خلایق پر + چہ جاے دیگر
اور باقی معجزات ساتھ ایسے معجزات کے صحیح و صادق ہیں + کما لا یخفیٰ +

بحث چہارم عقیدت و مسالک لازمی اہل دین نسبت پیغمبر

واضح ہو کہ امورات دین میں ادراک جن امور کا محض عقل سے ضرورت او
جن باتوں کی معرفت عقل سے متعلق ہے وہ معرفت وجود خدا ہے + اور بعد ازان پہچاننا او
پیغمبرون کا + کہ وہ خود بدیہی و سہل و آسان تر ہے جملہ مفہومات سے + جیسا ظاہر ہو چکا + اور بعد
اقبال و یقین وجود خدا و تصدیق بالیقین پیغمبر پھر کوئی ضرورت ضروری عقل سے باقی
نہین رہتی + بلکہ بحالت موجودگی پیغمبر یا جانشین موصوف بصفات پیغمبر عقل محض بیکار و
محکوم و فرمانبردار اونکی متصور ہے عقلاً و نقلاً + کیونکہ بعد ازین جو امور قابل دریافت و آگہی ہین
چہ متعلقہ اصول وچہ از فروع کل بوجوہ وغیر وجوہ جیسی ضرورت ہو خود پیغمبر سے بوجہ احسن
دریافت اور معلوم ہو سکتے ہین غور عقلی درکار نہین بلکہ بمقابلہ قول پیغمبر نظریات عقل کا
اعتبار نہین + کہ پیغمبر بجمیع وجوہ عقل سے افضل و معتمد زیادہ ہی اور یہ امر بحث دوم بحث ہذا
مین ثابت ہو چکا ہے + کہ اول پیغمبر کو افضل الناس ہونا ضرور ہے علم دانش میں + اس
صورت مین کوئی کسی قدر عاقل و عالم ہوگا عقل و علم اوسکا علم و دانش پیغمبر تک ہرگز
نہین پہونچیگا + اور علاوہ اسکے خود حکیم مطلق و علیم برحق ہر وقت معین و مددگار پیغمبرون کا

رہتا ہے لہذا جو حقایق امور پیغمبر سے دریافت و معلوم ہو سکینگے عقل سے ہرگز ممکن نہین
دوم پیغمبر صادق کامل ہوتا ہے اور عقل اہل دنیا بسبب لاحق رہنے علل و شمایل ہو جانے
قیاسات کے صادق نہین کیونکہ صادق نہی تصور کیا جاسکتا ہے جس سے نقیض و تضاد
ان اقوال ہو صادق نہین ہین ظاہر ہے کہ پیغمبران از سلف تا خلف اپنے اقوال اصلی مین متفق ہین
مخالف نہین ہین تا بتقلید ... اور یہی معلوم ہے کہ جملہ اہل دنیا ہین جو اقوال ہر ایک
مشہور ہین حالانکہ ہزارہا اقوال و مسایل عقلیہ جنکی نقیض متضاد ہین مثلاً ایک حکیم کہتا ہے کہ
زمین ساکن ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ زمین کو گردش ہے پس ان دو اقوال متضاد مین
ضرور ہے کہ کوئی ایک ہی راست ہو اور دوسرا ناراست یہ کسیطرح ممکن نہین کہ دونون
راست ہون حالانکہ دونون حکیم اپنے اپنے مدعا پر دلایل عقلی قایم کرتے ہین اور دونون اپنے
اقوال کو راست سمجھتے ہین طرفہ یہ کہ کل ریاضی اور فلاسفہ حکمای متقدمین کا اس زمانہ تک
پہونچتے پہونچتے بدل گیا اور وہ بھی اپنے فہم و دانش پر مغرور تھے اور یہ بھی مغرور ہین ایسی
صورتمین صاف ظاہر ہے کہ عقل اہل دنیا سلیم و صادق و قابل اعتبار نہین مگر امورات
بدیہی و یقینی ہین سوم پیغمبر معصوم مطلق ہوتا ہے اور عقل بہ نسبت شامل ہو جانے
اغراض و نفسانیت کے اور عزیز معلوم ہونے اپنے باتون کی معصوم نہین جیسا کہ ظاہر و ہویدا ہے
کہ لوگ مغلوب رہنے و معقول ہو جانے پر بھی جنگ و جدال یعنی ہٹ دہرمی سے باز نہین رہتے
اور دلایل وہمی و تصورات قیاسیہ پیدا کرکے اوسپر ناز کرتے ہین اور بدالنسبت اپنے اوسکو
دلایل قطعیہ سے بڑھکر جانتے ہین غرض کہ ہر حال مین پیغمبر بہ نسبت عقل کے افضل تر اور معتمد زیادہ ہے

چنانچہ او تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ یعنی نبی بہتر و افضل ہے
مومنوں کو نفسوں سے اونکے پس لفظ النفس مین نفس ناطقہ یعنی عقل و اصل مقصود ہے
اس صورت مین قول پیغمبر بنسبت نظریات عقلی زیادہ تر یقین کے قابل ہے اور نظریات عقلی
بمقابلہ قول پیغمبر بیشک خلاف و باطل بلکہ نظریات عقلی بغیر ثبوت از قول پیغمبر غیر قابل
یقین کامل لہذا اہل دین کو بھی لازم ہے کہ جو کچھ پیغمبر کہے اوسکو بصدق دل او بالیقین
راست اور حق سمجھین اور نظر عقلی اوسپر نکرین کہ بسبب افضلیت پیغمبر از عقل نظر عقلی
عبث اور غیر ضرور ہے بلکہ شایان عقل و ایمان یہی ہے کہ پیغمبر کو عقل کل بلکہ بہ از عقل کل
جانین اور اوسکے قول پر بغیر نظر عقلی نظریات عقلی سے بڑھکر یقین و اعتماد کرین اور جو
نظریات عقلی اوسکے قول و فعل سے ثابت نہو اوسپر حتما اعتبار و یقین نفرمایئن اور یہی معنی
یقین کے ہین اس صورت مین ضرور ہے کہ بعد تصدیق یقینی پیغمبر کے تفصیل جملہ صفات ثبوتیہ
و سلبیہ او تعالیٰ کی اور جملہ احکام فرایض و واجبات و جملہ امور قابل الاختیار و الترک کو کلام
خدا سے جو بذریعہ پیغمبرون کے پہونچتا ہے اور بیان و اخبار صادق پیغمبران سے دریافت
کرین نہ کہ از عقل کیونکہ اکثر امور خود عقلی نہین اور جو عقلی ہین اونمین اکثر حتمی نہین اور
جو حتمی ہین اونمین اکثر بدیہی و سریع الفہم نہین اور جو بدیہی و سریع الفہم ہین اونبر
بسبب دریافت ہونے از زبان معجز بیان پیغمبر کے نظر عقلی کی کوئی ضرورت نہین مثلاً
اگر پیغمبر فرماتا ہے کہ خدا احد و صمد لم یلد و لم یولد دانا قادر مختار عادل عالم حی قایم قدیم
حلیم مدرک فاعل بالارادہ رحیم حلیم سمیع بصیر خبیر علیم صابر صادق شاکر غفور و لاشریک ہے

اور جسم وصورت و لون وغیرہ کم وکیف نہین رکھتا ہے یا اوسکا مثل وضد نہین
یا اوسکو مکان وجہت نہین یا وہ محسوس حواس ظاہری وخیال نہین اور اوسکو کوئی
دیکھ نہین سکتا یا وہ قابل حلول اجسام اور محل حوادث نہین + یا اگر پیغمبر فرمائی کہ خدا نے افضل کیا ہے
پیغمبرون کو جمیع مخلوقات پر ہر امر مین + اور واجب کیا ہے اطاعت اونکی بندون پر +
یا اگر پیغمبر فرمائی کہ خدا نے نماز وروزہ زکوٰۃ حج جہاد فرض کیا ہے بندون پر + اور
واسطے حاصل کرنے تہذیب اخلاق کے حکم دیا ہے یا اگر پیغمبر فرمائے کہ خدا نے پیغمبرونکے
لئے جانشین قرار دئے ہین + اور اونکی اطاعت واجب کی ہے + یا اگر پیغمبر فرماے
کہ خدا نے مومنون کے لئے بہشت اور کافرون کے لئے دوزخ خلق کی ہے + اور ایک روز قیامت کا
قایم کرکے سب کو اوٹھائیگا اور اعمال نیک وبد کا حساب کرے گا و ثواب وعقاب دیگا +
یا اگر پیغمبر فرماے کہ خدا نے دونون جہان اور زمین وآسمان کو اور جو اوسکے اندر ہے +
خلق کیا ہے ایک لفظ کن سے علی ابتدا + تو بصدق دل یقین کرکے کہنا چاہئیے کہ آمنا وصدقنا
اور کچھ نظر عقلی اوسپر کرنا نہین چاہیئے + بلکہ جو اقوال خلاف عقاید یا متشابہ یا محتمل
المعنی پاے جایئن اونکے معنی مین سکوت لازم ہے + مگر غیبت پیغمبران مین
اونکے اقوال کی تصحیح حسب قاعدہ تصحیح نقل یعنی بتواتر جایز وغیرہ کرنا ضرور ہے +
اگرچہ اقوال صادق پیغمبران پر باین یقین کہ ہرگز خلاف عقل نہونگے گو ہمارے عقلون سے
وجوہ عقلی قایم ہون یا نہ غور کرنا اس طرح پر کہ بصورت قایم ہونے اور نہ قایم ہونے
وجوہ عقلی کے یقین برابر رہے مومن کے لئے کچھ مضایقہ معلوم نہین ہوتا + مگر یقین

کامل کے خلاف ہے اگر بنظرِ الزامِ مخالفین ہو لیکن پیغمبرون کے اقوال کو بجنسہٖ اونکی بطورِ نظر یعنی بنظرِ عقلی دیکھنا + یا غیبت مین خلافِ قاعدہ تصحیح نقل صرف باستدلالِ عقلی جانچنا البتہ خلاف ایمان کے ہے + بلکہ نفاق ثابت کرتا ہے + کیونکہ بطورِ نظر یعنی بنظرِ عقلی دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس قول کے راست و حق ہونے مین کچھ شک ہے اور جب قول کے راست و درست ہونے مین شک ہے تو پیغمبر کے صادق کامل ہونے مین شک ہے + اور جب پیغمبر کے صادق کامل ہونے مین شک ہے + تو پیغمبر کے پیغمبرِ برحق ہونے مین شک ہے + اور جب پیغمبر کے پیغمبرِ برحق ہونے مین شک ہوا + تو اظہارِ ایمان خالی از نفاق نہین + اور بھی اس صورت مین درصورت نہین قایم ہونے وجوہِ عقلی کے + شک زیادہ ہو کر بیشک ایمان مین فتور پڑ جائیگا + پس جن لوگون نے رای اپنی بمقابلہ رای پیغمبر کے ظاہر کی + یا اقوال و افعال پیغمبر کے کسی طرح کا شک لائے + یا معترض ہوئے + مثل معترضان و شک کنندگان صلح حدیبیہ وغیرہ کے + وہ اسمین داخل تصور ہونگے + اب جاننا چاہیے کہ بعض مغروران عقل السبا کہتے اور سمجھتے ہین + کہ ہم خود عقل سے خدا کو پہچانتے ہین + اور تہذیب اخلاق کو جانتے ہین + ہمکو پیغمبر کی احتیاج نہین ہے + جیسا کہ علمای موحد کا قول ہے + پس ایسے لوگون کو حکیم و عاقل سمجھنا محض نادانی و خلاف عقل ہے + بلکہ وہ لوگ غرورِ عقل کے نسبت دیوانے اور مجنون ہو گئے ہین + کیونکہ اگرچہ تسلیم کیا جاے کہ وہ لوگ اپنی عقل کے زور سے خدا کو پہچانتے ہین + اور تہذیب اخلاق کو بخوبی جانتے اور اوسپر عمل کرسکتے ہین + لیکن طریق عبادت کو جو حاصلِ معرفتِ خدا اور سر دفترِ تہذیب اخلاق کا ہی کیونکر

سمجھ سکتے ہین کہ عبادت فرائض سے ہی عقلی نہین کیونکہ عبادت بندگی کو کہتے ہین
اور بندگی بجالانا احکام تکلیفی کا ہے بلا افراط و تفریط نقلاً و عقلاً جیسا بعد ازین
مبحث مابعد مین مفصل ظاہر کیا جاویگا انشاء اللہ تعالے اور احکام تکلیفی اور اوسکی انداز
و مقدار و قیود کا دریافت کرنا عقل سے محال ہے اس صورت مین عبادت کی فرض و تعین
کرنے کا اوسیکو اختیار ہے جسکی عبادت ہو یعنی معبود کو نہ عابد کو اور یہی وقتاً
فوقتاً حسب مصلحت وقت و زمان اندر وسعت انسان اوسکے سہل و شدید کرنے کا
وہی مختار ہے نہ کسیکو اوسکی شدید کی ہوئی کو سہل کرنیکی مجال اور نہ کسیکو اوسکی
سہل کئے ہوئے کو شدید کرنیکا مقدور ہے ورنہ خلاف داب خدائی متصور ہے اس صورت مین
تہذیب اخلاق کو بھی خلاف بندگی اختیار کرنا فائدہ مند ہو نہین سکتا لہذا کیا
عاقل اور کیا جاہل سبکو پیغمبر کی ضرورت ہے کوئی دنیا مین اس ضرورت سے خالی نہین مگر
مشرک و کافر لیکن اس بحث کی کسی مقام سے یعنی یہان کہا گیا ہے کہ اکثر امور دینی
عقلی نہین اور دریافت اونکی مخصوص بہ بیان پیغمبر کے گئی ہے اوس سے یہ تصور نہو
کہ امری از امور دین خلاف عقل ہے یعنی امور واجب الاختیار کوئی حسن عقلی یا امور
واجب الترک کوی قبیح عقلی نہین کہتے یا یہ کہ خدا اور رسول سے امر قبیح امکان ہے
جیسا اہل سنت کہتے ہین کہ امور دین محض شرعی ہین حسن عقلی نہین کہتے بلکہ اوس
کلام سے مراد ہماری یہ ہے کہ عقل انسانی کل مفہومات کی فہم پر محیط نہین اور نہ بسبب مختلف ہونے
عقلون کے اور لاحق ہونے عوارض و اغراض کے کل امور قابل الفہم کے فہم اصلی واقعی واحدة

محیط ہے + کیونکہ ظاہر ہے کہ جملہ امور از روی حسن و قبح اوپر چند قسم ہین بعض کا
حسن و قبح صریحی و بدیہی ظاہر ہے + اور بعض محتمل بحسن و قبح + اور بعضی مشترک + اور بعض
حسن یا قبح خفیف رکھتے ہین + اور بعض کثیر + اور بعض ظاہر اً کوی حسن خفیف رکھتی ہین +
اور باطناً قبح عظیم + اور بعض ظاہر اً کوی قبح خفیف رکھتے ہین + اور باطناً حسن عظیم +
اور بعض ظاہر اً نہ حسن رکھتی ہین نہ قبح + اور باطناً حسن رکھتے ہین یا قبح + اور بعض ظاہر اً
نہ حسن و قبح رکھتے ہین + نہ باطناً + اور بعض کے حسنات مفید تر ہین + اور بعض کے چندان
مفید نہین + اور بعض کے قبحات مضر تر ہین + اور بعض کے چندان مضر نہین + اور بعض مفید
خاص ہین + اور مضر غیر ہین + اور بعض مفید غیر ہین اور مضر خاص + اور بعض مفید دنیا اور مضر آخرت ہین +
اور بعض مضر دنیا اور مفید آخرت + اور بعض کا ترک و اختیار انسان سے سہل و ممکن ہے +
اور بعض کا دشوار و مشکل ہے + اور بعض ایک زمانہ اور ایک ایام اور ایک وقت مین بوجوہات
خاص حسن رکھتے ہین + یا قبح + یا مفید ہین + یا مضر + یا قابل الاختیار ہین + یا قابل الترک +
اور دوسرے زمانہ اور ایام اور وقت مین بے حسن + یا بے قبح + یا غیر مفید + یا غیر مضر + یا غیر
قابل الاختیار + یا غیر قابل الترک + علیٰ ہذا + اور ان کل اقسام کا بعض کا حسن و قبح
مفید و مضر حقوق پروردگار ہے + اور بعض کا مفید و مضر حقوق عام خلایق + اور بعض کا
مفید و مضر ذات خاص + اور بھی ان کل امور کے لئے مدارج ہین + یعنی کسی خاص درجہ تک
حسن رکھتے ہین + اور بعد متجاوز ہو جانے اوس درجہ سے داخل قبحات ہو جاتے ہین + اس
صورت مین علاوہ اون امور کے جنکا حسن و قبح صریحی و بدیہی ظاہر ہے + باقی

کل امور کے حسن و قبح کی ترجیح و تحقیق و تفریق و تعین و تحدید ضرور ہی + جو عقل انسانی سے بطور اصل و واقع + اور قابل اعتماد و یقین دشوار و محال ہے + اور اسیطرح صفات آلہی + اگرچہ عقلی ہین + مگر چونکہ جملہ تفصیل اوسکی بدیہی نہین + اسلیئے دریافت کرنا اونکی جملہ تفصیل کا عقل انسانی سے بطور اصل و واقع + و لایق یقین و اعتماد + غیر امکان ہے + لہذا کوی ایک عقل کل درکار و مطلوب ہے + تاکہ امور محتمل و مشترک الحسن و قبح کو اصلاً محقق + و مفید و مضر کو اصلاً متفرق + و مفید و مضر دوامی و زمانی و دنیاوی و اخروی کو اصلاً معین + اور ممکن الاختیار و الترک + و غیر ممکن الاختیار و الترک کو + بلحاظ تکلیف مناسب اصلاً محدود کرکے + لوگون کو اختلافات قبیحہ سے امن مین رکہی + مگر ظاہر ہے کہ اس عقل کل ہونیکی لیاقت و قابلیت و استحقاق بجز اوس علام الغیوب + و واقف جملہ صلاح و عیوب + یعنی پروردگار کی + دوسرے کو حاصل نہین + یا اوسکو حاصل ہو سکتی ہی + جسکو وہ تعلیم فرماکر عقل کل بنا دے + کہ وہ پیغمبر ہے + لہذا جملہ صفات آلہی و جمیع امور قابل الاختیار و الترک کو + بذریعہ اقوال یقینی خدا و رسول بدیہی و یقینی ترکرکے + اختیار و ترک کرنا لازم ہی + اور علاوہ اسکے ظاہر ہے کہ نفع دینی موقوف ہے اوپر خوشنودی پروردگار کے + اور خوشنودی پروردگار کی منحصر ہے اوپر تعمیل حکم و واجبات آلہی کے مطابق حکم و وجوب + جسمین وہ سہل و دشوار کرنے کا اور قابل عفو و غیر قابل عفو قرار دینے کا مختار و مجاز ہے + اور خلاف اسکے باعث سخط و غضب + اور بصورت نہونے کسی حکم کے نہ خوشنودی متصور + نہ غضب اسلیئے امور دین کو نقلی ہون یا عقلی + بدیہی

ہوا۔ یا نظری۔ بدریافت اقوال و حصول احکام خدا و رسولﷺ کے۔ واجب الاختیار و الترک کو بحسب قواعد مقررہ دین اختیار اور ترک کرنا واجب ہے۔ اور خلاف اسکے ناروا ہے و باعث خسران دنیا و آخرت ہے۔ لہذا ہم فیصلہ اس بحث کا اس طرح کرتے ہین۔ کہ امور دینی بسبب دانا و عالم و حکیم مطلق ہونے پروردگار کے حقیقتاً یعنی ازروی حسن و قبح عقلی سے معمور ہین۔ مگر واسطے اہل دین کے کہ جملہ صفات ذاتی پروردگار کا یقین کرچکے اور پیغمبر کو عقل کل و اصدق الناس جان چکے ہین۔ جو لازمہ ایمان ہے۔ اور اعتماد و یقین رکھتے ہین کہ خدا و رسول سے امر بخلاف عقل و قبیح غیر امکان ہے) شرعی ہین۔ یعنی اہل دین کو اوسمین کوئی چون و چرا جایز نہین۔ لیکن قول اہل سنت اس مقدمہ مین خالی از اضطراب و اختلال نہین۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر خدا سے امر بخلاف عقل و قبیح و ظلم وغیرہ حسب اعتقاد اہل سنت ممکن تصور ہو۔ تو ضرور ہے کہ اون امور کے نسبت وہ معاذ اللہ نادان و ظالم تصور کیا جاے۔ جو اوسکی ذات ستو دہ صفات پر بسیج در قبیح۔ اور مذموم در مذموم۔ اور خلاف اقوال خدا و رسول ہے۔ اور یہ کہ وہ دانا و حکیم و موصوف بجمیع صفات و عادل تبھی تصور کیا جاے۔ اور بھی امر بخلاف عقل و قبیح و ظلم ممکن تصور ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ صریحی و بدیہی قبول النقیضین و متضاد خبطگی ہے۔ تو جب یہ دونو نقیضین غلط ہوئین۔ تو بخوبی ثابت ہوا کہ او تعالی دانا و حکیم و موصوف بجملہ صفات و عادل مطلق ہے۔ اور امر بخلاف عقل و قبیح و ظلم ہر آئینہ اوس سے غیر امکان ہے اور یہی مختار مذہب امامیہ کا۔ جیسا کہ او تعالی خود فرماتا ہے کہ وَاِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً

مَا لَوْا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ + یعنی جب کوئی قبیح عمل ہین لاتےہین تو کہتے ہین کہ اسی حال پر پایا ہے ہمنے آبا و اجداد کو اپنے + اور خدا نے ہمکو حکم کیا ہے + پس کہہ ای محمد صلعم کہ خدای تعالی امر نہین فرماتا ہے واسطے قبایح و مذموم کے + کیا نسبت دیتے ہو ساتھ خدای عز و جل کے اوس امر کو کہ نہین جانتے ہو + اور بھی فرماتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ یعنی کہ ای محمد صلعم کہ سوا اسکے نہین ہے کہ حرام کیا ہے پروردگار میرے نے ہمارے امور قبیحہ کو جو کچھ ظاہر ہے قبح اوسکا اور جو کچھ پوشیدہ ہے علی ہذا

بحث پنجم بہ ثبوت رسالت خاص آنحضرت صلعم

چونکہ بمرور ایام یعنی بتجربہ قایم و جاری ہونا سلسلۂ رسالت کا + ظاہر و معلوم و مشہور ہے کسی کو اون لوگون سے جنسے اس مقام کی بحث متعلق ہے + اس سے انکار یا اسمین تکرار نہین اور نہ ہو سکتی ہی + اور ظاہر ہے کہ ہر سلسلۂ جاری شدہ کا تا یافتہ اختتام جاری رہنا ضرور و لابد ہے + اور کسی دین و ملت مین خبر اختتام رسالت تا اوس دین و ملت کے ثابت نہین اور نہ کوئی قایل و دعوی دار ہے + لہذا بعد از پیغمبران سابق بھی رسول کا مبعوث ہونا عجب نہین بلکہ ضرور متصور ہے + اس صورت مین بعد پیغمبران سلف بھی اگر کسی کا دعوی پیغمبری کرنا ظاہر ہو + تو حسب دلیل مندرجہ بحث سوم مبحث دوم اہل دنیا کو اوسکے طرف توجہ کرنا + یعنی معلوم کرنا اوسکے کلام کو اور دریافت کرنا اوسکے حال کو ضرور و واجب ہے + اور بصورت ثبوت صدق دعوی اطاعت اوسکی لازم ہے چنانچہ

مطابق اسی اصول کے اہل اسلام بر طبق دعوی رسالت + آنحضرت صلعم آپکے کلام
کی طرف توجہ کرکے + اور معاینہ معجزات و صفاتِ ضروری کا کافی صادق جانکے
ایمان لائے اور مطیع ہوئے + اور جو لوگ متوجہ نہین ہوئے + یا بصورتِ توجہ خلاف بدیہ ایمان
نہین لائے + وہ بیشک کافر مطلق متصور ہین + کیونکہ کل اہل دین و ملت متفق ہین کہ پیغمبر کی
شناخت اعجاز و صفات سے ہوتی ہے + اور کل پیغمبر اعجاز و صفات سے پہچانی گئی + تو
اس صورت مین یہان بھی بصورتِ توجہ اس اطمینان کا راستہ بند نہ تہا + بلکہ ایک
بہت بڑا معجزہ کافی جسکا معاینہ بغیر طلب ممکن تہا + یعنی سایہ نہونا جسم مبارک کا + ہمیشہ
اور ہر وقت آپکے شامل موجود تہا + اور اب دعوی کرنا آپکا بہ نسبت رسالت اپنی وجود دین
اسلام سے + اور صادق برآنا اور صادق رہنا اپنے دعوی مین اجرای دین و قیام دین و ترقی
دین و خوبی دین و کثرت شیوع دین سے + ظاہر و ثابت ہے + اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جن ملتون سے
اس مقام کی بحث متعلق ہے اسوقت دو قایم ہین موسای و عیسای + یعنی یہود
و نصارا + تو چونکہ بحثِ سوم مبحثِ دوم مین عقلاً ثابت ہو چکا + کہ بنظر تبلیغ و تعلیم
احکام الہی کے + اور بنا بر رفع اختلاف و تردد و اضطراب اہل دین کے + ہر زمانہ مین
کسی حجت خدا یعنی ہادیان منجانب خدا کا قایم و موجود رہنا ضرور و لازم ہی + ورنہ
ہر تکلیف تکلیف زاید و ناروا متصور ہو گی + جیسا تجربتاً بہی دیکہا جاتا ہے + کہ پروردگار
عالم نے از ابتدای پیدایش حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام ۔۔۔ کوئی زمانہ انبیا سے
خالی نہین چہوڑا + اور پانچ سات سو برس کے اندر کوئی رسول یعنی پیغمبر اولی العزم

یعنی صاحب دین وکتاب برابر مبعوث فرماتا رہا + تو اس صورت مین بعد زمانہ حضرت
عیسی علیہ السلام کے خلاف عقل وتجربۂ مذکور کے اس اٹھارہ سو برس کے زمانہ تک کسی نبی یا
رسول کا مبعوث ہونا + خلاف مصلحت بندگان وترک لازم اور قبیح متصور ہے + جس سے
خدا مبرّا و پاک ہے + اس صورت مین دعوای رسالت آنحضرت صلعم کا واسطے عیسائیون کے
بخوبی ثابت ہے + اور واسطے یہودیون کے ثابت تر ہے + اور اسیطرح بعد دعوائی رسالت
آنحضرت صلعم کے اس تیرہ سو برس کے زمانہ تک کسی نبی یا رسول کا دعوی نبوت
یا رسالت کرکے صادق نہ بر آنا بخوبی مبنی ہے اوپر اثبات اختتام رسالت آنحضرت صلعم کے
لہذا ہر شخص کو ہر زمان مین آپکے اقوال واحوال کی طرف ایمانا توجہ کرنا + اور اگر خدا
ہدایت کرے تو رسول صادق وپیغمبر برحق جاننا واجب لازم ہے + لیکن معجزات آنحضرت صلعم
کہ دلیل فیصل وبرہانِ مستحکم ہین واسطے ثبوت پیغمبری کے + پس واضح ہو کہ چونکہ آنحضرت صلعم
اشرف رسل وخاتم الانبیاء ہین + اسواسطے پروردگار عالم نے بنا بر ثبوت رسالت آپکے
از ابتدای پیدائش حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام تا زمان بعثت آپکے + معجزات
باہرہ ومتواترہ واعجازِ واضحہ متکاثرہ مقرر فرمائی + تا کوئی دقیقہ اختتام حجت کا
باقی نرہجاے + چنانچہ کل معجزات مذکورہ کہ ہزارہا ہوئی ہونگے بتفصیل وبروایت صحیح
بقید نام واحوال راویان کتب مبسوطۂ اہل اسلام مین درج ہین + جسکو شوق ہو ملاحظہ
فرماے + یہ رسالہ گنجایش اونکے تفصیل کی نہین رکھتا ہے + مگر بطور اجمال مشتے نمونہ از خروارے
دکھلایا جاتا ہے + اوّل نور آنحضرت صلعم کو پیشانی مین حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے

جلوہ گر فرمایا + اور اوس نور کو برابر پیشانیون مین آپکے آبا و اجداد کے منتقل کرتا رہا
تاکہ کل خاص و عام خلایق واقف و آگاہ رہین کہ اشرف رسل خاتم الانبیا مبعوث ہونیوالے ہے
اور قصہ بطور ذکر و تذکرہ تا زمان بعثت برابر ورد زبان خاص و عام رہے + تاکہ بنگام
بعثت امر جدید پیدا تصور ہو کر اقبال رسالت مین آپکے تعطل و توقف واقع ہو + دوم
کل کتب سماویہ کو آپکے احوال و صفات و نشان و وقت پیدایش و بعثت سے مملو کر دیا
اور زبان سے ہر ایک پیغمبر کے ظاہر کروایا + تاکہ کل اہل دین و ملت آپکی رسالت سے خبردار ہوین
کہ وقت بعثت کوئی شک و شبہہ آپکی رسالت مین پیش نہ لاوین + چنانچہ نشانات
کتب سابقہ کی معارج النبوت وغیرہ کتب اسلام مین درج ہین + سوم بزمانہ قرب
پیدایش و وقت پیدایش آیات کثیرہ ظاہر فرما + تاکہ چشم غافل شدگان کو انگشت
ہوشیاری ہوجاے + مثل شکست کنگرہ قصر نوشیروان و انقیاد ربطی کاہن از حال بعثت
آنحضرت صلعم وغیرہم + چہارم بعد تولد و قبل بعثت آیات متواترہ دکھلائی + مثل
سایہ ابر و سرسبز ہو جانے اکثر اشجار کے + از مقدم آنحضرت صلعم وغیرہ + اور صفات
حمیدہ و اخلاق پسندیدہ بیش از طاقت انسانی عطا فرمائی + تاکہ لوگ واقف و
آگاہ ہو رہین + کہ کوئی برگزیدہ خدا و پسندیدہ خالق جل و علی ہے + پنجم بعد بعثت
معجزات باہرہ اور واضحہ وافرہ متکاثرہ مرحمت کی + جو کتب مبسوطہ مین بتفصیل تمام
درج ہین + مثل شق القمر اور رجعت آفتاب اور گواہی سوسمار و دیگر جانوران برسالت
آنحضرت صلعم اور اخبار غیب اور اطاعت اشجار و احجار وغیرہم + ششم مہر نبوت

آپکی پشت مبارک پر عطا فرمائی + جسکا نقش یہ تہا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اور سایہ آپکے جسم مبارک کا بقدرت کاملہ اپنے معدوم فرمایا + ہشتم افضل ترین
معجزات قرآن آپ پر نازل فرمایا جو کہ قایم د جامع ہزارہا معجزات کا ہے + اور
جسمین دعوی کیا گیا ہی فصاحت کا دعوا سخت + یعنی کہا گیا ہی کہ جو شخص اسکو کلام خدا
نہ سمجھے وہ اسکی ایک چھوٹی سورت کے برابر بھی کوئی سورت بمقابلہ اسکے لائے + پس ممکن
نہین ہے کہ سوائے خدا اور رسول کے کوئی ایسا بڑا دعوی کرکے عہدہ برا ہو یعنی صادق
رہے اپنے دعوی مین + اور اہل ہر وقت و زمان کے بمقابلہ اوس دعوی کے گردن
خجالت خم کئے رہین + اس صورت مین ظاہر ہے کہ پروردگار نے کار ضروری اپنا بطور
ضرور و بوجہ اتم یعنی جس طرح واسطے اختتام حجت کے کافی ہو انجام و انصرام فرمایا اگر
اہل دنیا حسب واجب اپنے خیال و توجہ نکرکے فکر و کار ہاے دنیا مین غارت غول رہین
تو یہ انکا قصور ہے نہ نا توجہی خدا کی + وَبِاللہِ التَّوْفِیق ؛

مبحث چہارم تشخیصات ضروری مین جو بعد از پیغمبر بنا بر تفریق راہ حق و صواب درکار رہین اور اوس مین سات بحثین ہین +

بحث اول تشخیص ایمان و نفاق مین

پوشیدہ نرہے کہ ایمان اقرار کرنا اصول دین اور اونکے متعلقات کا ہی زبان سے
اور تصدیق کرنا قلب سے + اور نفاق اقرار کرنا امور مذکور کا ہی زبان سے اور تصدیق
نکرنا قلب سے + اور اسلام اقرار کرنا امور مذکور کا ہی زبان سے + اور تصدیق کرنا یا نکرنا قلب سے

چنانچہ مولوی عبد العزیز دہلوی اپنے تفسیر مین بہ تفسیر الذین یومنون بالغیب کے
لکھتے ہین + کہ اقرار محض را بی تصدیق مذمت فرمودہ اند + در ہمین سورہ در آیۂ و
مِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ +
یعنی از جملہ مردان کسانیکہ ہستند کہ میگویند کہ ایمان آوردیم بخدا و بروز آخرت +
و نیستند ایشان از ایمان آوردگان + پس معلوم شد کہ اقرار محض حکایت ایمان است +
اگر حکایت بمحکی عنہ مطابق افتاد فبہا + والا از خداعی و تزویر بیش نیست + یعنی
نفاق است + و محکی عنہ نیست مگر تصدیق + الی آخرہ + اور جو شخص اقرار باللسان
نکرے گو تصدیق بالقلب کرتا ہو یا نہ + کافر ہے + جیسے اکثر یہود ان حقیت دین آنحضرت صلعم کو
بخوبی جانتے تھے + مگر بحسد اسلام قبول نہین کیا + چنانچہ اکثر احادیث اس مدعا پر
دال ہین + یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ یہود مجکو اوس طرح پہچانتے ہین کہ جیسے لڑکے
اپنے ماؤن کو + مگر ایمان نہین لاتے + تو اون لوگ کو تصدیق قلب حاصل تھی + مگر
بسبب نہین کرنے اقرار لسانی کے کافرون مین داخل ہین + پس دین آنحضرت صلعم کو
دین اسلام اس وجہ سے قرار دیا ہے کہ اس دین مین مومن و منافق دونون کو جگہ دی گئی ہے +
جای مومن ظاہر ہے کہ ہو المقصود + وجای منافق بنظر رفع فسادات اونہون کے +
وبنا بر چند مصالح دیگر کہ اپنی جگہ پہ ذکر کی جاینگی انشاء اللہ تعالی + چنانچہ اسی سبب سے
خدا اور رسول نے باوجود مذمت کثیر منافقین کی کسی منافق کو دین سے خارج نہین کیا +
ورنہ نفاق کسی کا علانیہ ظاہر فرمایا + اگر منافقین اس دین مین شامل نہوتے یا خارج

کردی جائے + تو اس دین کو دینِ ایمان کہتے نہ دینِ اسلام + اب جاننا چاہیئے کہ ہر گاہ ایمان
اقرارِ باللسان و تصدیقِ بالقلب کو کہتے ہین اور نفاق اقرارِ باللسان غیر تصدیقِ بالقلب کو +
اور ظاہر ہے کہ امورِ قلبیہ پر وقوف بجز خدا اور رسول کے کسیکو حاصل نہین لہذا تصدیق
بالقلب یا عدم تصدیقِ بالقلب کا معلوم کرنا یعنی ایمان خواہ نفاق کا دریافت کرنا +
انسان سے محال و غیر ممکن ہے + اس صورت مین ہم کسیکو یقیناً مومن خواہ منافق کہہ و سمجھ
نہین سکتے ہین + بیش ازین نیست کہ مسلم جانین یعنی ایمان و نفاق کے
درمیان گمان رکھین اور حقیقت حال کا عالم خدا کو سمجھین + اور یہ جو عرف مین
اسلام قبول کرنے کو ایمان لانا اور اہلِ دین و مذہب کو مومن کہتے ہین یہہ کہنا
مجازاً و اخلاقاً ہے + نہ حقیقتاً و یقیناً + اس صورت مین ظاہر ہے کہ مجرد اسلام
قبول کرنا کسی کا + یا دینِ اسلام پر رہنا + بنا بر اثباتِ ایمان اوسکی حجتِ کافی و وافی نہوگا + بسکتا
جبتک ایمان بتصدیقِ قلب ثابت نکیا جائے + اور ایمان بتصدیقِ قلب قابل یقین بجز
گواہی خدا اور رسول کسیطرح ثابت ہو نہین سکتا + کما لا یخفی + اس سے صاف ظاہر ہے کہ
بغیر گواہی خدا اور رسول ایمان خواہ مومن کو تشخیص کرنا محال و غیر امکان ہے + مگر ہان
اول بذریعہ اون اعمال و اقوال و اطوار کے جو امورِ قلبیہ پر قیاس یعنی ظن غالب
کرنے کے لئے موثر ہین حسن ظن یا ظن بد کر سکتے ہین + مثلاً اگر کوئی شخص ذوق و تمنا
جہاد مین لڑکر شہید ہو جائے تو یہ قیاس کر سکتے ہین کہ یہ شخص البتہ ایمان دار تھا +
اگر ایمان دار نہوتا + تو باین شوق و تمنا جان نہ گنواتا + مگر یہ مزد و یقین کیلئے کافی نہین +

کیونکہ اکو انِ منافق ہونے سے بشرمِ شجاعت اپنے جہادِ احد مین جان دی + اسیطرح اگر کوئی
شخص جہاد مین فرار ہو جاے + تو کہ سکتی ہین کہ اس شخص کا ایمان درست معلوم نہین ہوتا + اگر
ایمان درست ہوتا + تو باوجود جاننے نفعِ عظیمِ شہادت وگناہِ عظیم قرار کی + جان کو عزیز رکہتا
مگر یہہ بھی ضرور نہین + کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے لوگون کو بہاگتے دیکھکر بے اختیاری
بحالتِ اضطراب مین بہاگ جاے + دوم بوسیلۂ علت ہاے ایمان ونفاق + وجود وعدمِ وجود
وکثرت وقلتِ مومنین ومنافقین پر قیاسِ غالب قایم کیا جاسکتا ہے + کیونکہ کوئی امر
خالی از علت نہین ہوتا + اور ہر علت کے لئے معلول درکار + اور ہر معلول کے واسطے علت
مطلوب ہے + پس جسکی علت موجود ہو گی + اوسکا معلول بھی ضرور موجود ہوگا + اور جسکی علت
موجود نہو گی + اوسکا معلول بھی موجود نہوگا + اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے + کہ علت
ایمان کی یقینِ معاد یعنی خوفِ عقاب وخواہشِ ثواب عقبیٰ ہے + کیونکہ ایمان سی جو کچھ
نفع اور بے ایمانی سے جو کچھ نقصان منظور ہے صرف واسطے عقبیٰ کے + اس صورت مین
بصورتِ عدم یقینِ معاد و نہونے خوف وخواہشِ عقبیٰ کے + قبولِ ایمان واختیارِ قیودِ
دین جو بالطبع خلاف طبع انسانی ہے + لاسود وغیر گوارا + اسلئے ضرور ہے کہ علت ایمانکی
یقینِ معاد ہو + چنانچہ خدا فرماتا ہی کہ جب اللہ کا ذکر کیا جای جس حال مین کہ وہ احد ہے
نفرت کرین ہون دل اونکی جو آخرت پر ایمان نہین لائے + اور علتِ نفاق خوفِ جان
یا طمعِ مال دنیا ہے + کیونکہ دین سے جو کچھ نفع منظور ہے ساتھ ایمان کے + نہ ساتھ بے ایمانی اور
نفاق کے + اس صورت مین کوئی شخص دین آبائی عزیز اپنا چھوڑ کر + بہ نفاق دوسرا دین

قبول نہین کر سکتا + مگر بعلت + کہ وہ غیر از خوفِ جان و طمعِ مالِ دنیا نہین + اصلی سوای
خوفِ جان و طمعِ مالِ دنیا کے کوئی اور علت عام و قابل قیام نفاق کے لیئے نہین ہے +
جیسا صواعقِ محرقہ مین بروایت جناب امیر علیہ السلام مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے
کہ علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین + یعنی علی بادشاہِ مومنان ہے +
اور مال بادشاہ منافقان + مگر چونکہ اعتقادِ معاد ہر دین و ملت مین شایع ہی + اور ہر شخص کو
حاصل اس سبب سے علتِ ایمان عموماً ہمیشہ قایم و موجود ہی + پس جب علتِ نفاق بھی
اوسکی شامل موجود ہو جاوے تو قیاسِ غالب یہ ہوتا ہے کہ ضرور اوسوقت مومنین اور منافقین
دونون ہون + برابر خواہ کم و بیش + مگر بوجہ اسکے کہ ایمان کے ساتھ اکثر قیود دین شامل ہین +
اور قید بالطبع خلافِ طبع ہے انسان کے + اور یہ جبلت اکثر غالب رہتی ہی علت ایمان پر اور
بطوع و رغبت اختیار کرنے و قایم رہنے نہین دیتی ہے ایمان کی قیودِ ضروری پر +
چنانچہ یہی وجہ ہے جو خدا فرماتا ہے + کہ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْر + اس صورت مین
قیاسِ غالب یہ ہے کہ کثرت بطرف منافقین کے ہو + نہ بطرف مومنین کے + اور جب علتِ
نفاق ساتھ علتِ ایمان کے موجود نہو + تو قیاس غالب یہ ہے + کہ اوسوقت منافقین نہوون +
و اگر بوجہی من الوجوہ ہون تو قلیل و شاذ + اور جب یہہ دونون علتین دو طرف ہو جاوین
تو اوسوقت جو لوگ علتِ نفاق سے روگردان ہو کر + علتِ ایمان کیطرف رجوع
لاوین + اونکے مومن ہونے کا قیاسِ غالب درجہ یقین تک پہونچتا ہے + کیونکہ وہ لوگ
خوفِ جان کو قبول کر کے + اور طمع سے دست بردار ہو کر + اوس طرف رجوع لائے ہین +

کہ جس حالت نہ خوف ہے نہ مال + تو بیشک اونہون نے خوف وطمعِ عقبی کو اولی سمجھا ہے
تو ضرور ہے کہ ایمان اونکا درست وخالی از نفاق ہو + اور یہی ممکن ہے کہ وقتہ موجود رہنے
علتِ نفاق ہے کے مومنین سست اعتقاد جمع آئین نہ منافقین + کیونکہ سست اعتقاد
اونکو کہتے ہین + کہ جو ایمانِ گمانی یا تقلیدی رکہتے ہون + اور ظاہر ہے کہ ایمانِ گمانی پر
ایک دین کی + کوئی اپنا دین قدیم نہین چہوڑ سکتا + مگر بعلت + پس علت ہائے نفاق
یعنی خوف یا طمع ساتہ ایمانِ گمانی کے جمع ہوکر مومنینِ سست اعتقاد گردانتی ہین
لیکن یہ ایمان در صورتِ فوتِ علت + یا بوجہی من الوجوہ منجر بہ نفاق ہو جا سکتا ہے +
کما لا یخفی + پس ظاہر ہے کہ بعہد آنحضرت صلعم دونون علتین نفاق کی موجود تہین +
اسلئے ضرور ہے کہ اوسوقت کی اہلِ دین مین مومنین و منافقین و سست اعتقاد
تینون شامل ہون + چنانچہ معلوم ہے کہ جب تک آنحضرت صلعم کو قوت نہین ہوئی +
اوسوقت تک [illegible] معجزاتِ باہرات + بجز معدودی چند کوئی ایمان نہین لایا +
اور بعد حاصل ہونے قوت کے + اجماع کثیر و جمِ غفیر ایمان قبول کرلے گئے + پس اگر
وہ لوگ بخلوصِ نیت واسطے عقبی کے ایمان لاتے تو پیشتر ایمان لانے کو کوئی امر
مانع نتہا + اسی سے سست اعتقادی ان لوگون کی روشن ہے + یہان یہ توہم نہو
کہ قبل زمانہ جہاد کے + کوئی علت نفاق کی موجود نہ تہی + بلکہ اوسوقت بہی علتِ طمع
موجود تہی + کیونکہ از عہد بید البشر تا عہد بعثت آنحضرت صلعم + برابر واقف کاران
بیان کرتے آئے کہ عنقریب پیغمبر آخر الزمان + انہین اثنا میں مبعوث ہوگا + اور ازغربا

تا شرق و غرب اور اوسکے پیروان کو تبعیض ہو تو دیکھا اور یہ خبر اوس اطراف میں بھی
مشہور و مشتہر تھی + اس صورت میں بھی وہ زمانہ نفاق سے خالی از نفاق نہین جانا ہو + جیسا
اہل تشیع ثابت کرتے ہین کہ وجود منافقین وقت ایمان خلیفہ اول و دوم + اقوال الہی کا ان
ہین جو منافقین او پر خبر خلافت اونکے ہے + اور علاوہ اسکے اعتقاد انسان غیر تبدل نہین ہے
ممکن ہے کہ بعد موجودگی علامات ظاہری ملنے کے رجوع کرے + چنانچہ اکثر آیات قرآنی بھی
وجود منافقین پر دال ہین + بلکہ خاص سورہ والمنافقون و دیگر آیات کثیرہ + بہ نسبت
و فہمائش منافقین نازل ہوئے ہین + پس اگر وجود منافقین بکثرت ہوتا تو اسقدر
آیات کثیرہ کا فہمائش و مذمت منافقین نازل ہونا عبث و بیفائدہ متصور
ہوتا ہے + چنانچہ خداوند تعالی فرماتا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَ
بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ
مَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ + یعنی از جملہ آدمیان کے لوگ ہین
کہ کہتے ہین کہ ایمان لائے ہم خدا اور روز آخرت پر + اور نہین ہین وہ ایماندار +
فریب دیتے ہین خدا کو اور اون لوگون کو جو ایمان لائے ہین + اور درحقیقت فریب
نہین دیتے ہین مگر اپنے نفسون کو + اور وہ بے شعور ہین + الی آخرہ + مولوی عبدالعزیز
دہلوی تفسیر میں اس آیت کے لکھتے ہین کہ این گروہ را در شرع منافق نامند و نفاق
بر چند وجہ است + اعلی و اکمل آنست کہ اظہار ایمان نمایند و در باطن منکر صرف باشند +
دوم ظاہراً و باطناً مذبذب و متردد باشند + سوم آنکہ بسبب کثرت گناہان و شداد

اثرِ خطا وافراطِ حب دنیا + واجتماعِ اخلاق بد ایمانِ ایشان معمور شود + وضعیف گردد + بحدیکہ ایثارِ مضرتِ دنیا بر مضرتِ آخرت نتواند کرد + ومنفعت دنیا بر منفعت آخرت ترجیح نتواند داد + پس در حقیقت این مردم ایمان ندارند + الی آخرہ + اس صورت مین اوس وقت کے ایمان و مومن کی تشخیص زیادہ تر محال و مشکل ہے + یقیناً کیا قیاساً بھی غیر امکان اور اوس وقت کی ایمان و مومن تشخیص کے لئے + زیادہ تر گواہی خدا و رسول کی درکار ہے + بخصوص واسطے خلیفہ کے کہ صلاحِ عامہ خلائق اوس سے متعلق ہے + ایمان اوسکا حقاً و یقیناً ثابت رہنا ضرور و لازم ہے +

بحث دوم تشخیص اعمال صالحہ مین

واضح ہو کہ اعمالِ صالحہ نیک کامون کو کہتے ہین + یعنی تعمیل کرنا اون کامون کا جنکے لئے امر ہو + یا بموجب شرع اچھی قرار دئے گئے ہون + اور ترک کرنا اون کامون کا جنکے لئے نہی ہو + یا بموجب شرع بد قرار دئے گئے ہون + مثلاً اختیار کرنا نماز روزہ زکوٰۃ حج جہاد و ہجرت و بیعت و عبادت و عدل و سخاوت و شجاعت و محبتِ مومنان و صبر و شکر و قناعت و توکل و تواضع وغیرہ کا + اور ایمان اگرچہ امور عقاید سے ہے مگر ایمان قبول کرنا + ایک عمل ہے اعمال صالحہ سے + اور مثلاً ترک کرنا کفر و نفاق و شرک و ظلم و کذب و بخل و فرارِ جہاد و عداوتِ مومنان و غیبت و ریاکاری و شراب خواری و سود خواری وغیرہ کا + چنانچہ مولوی عبدالعزیز دہلوی بتفسیر عملوا الصّٰلحٰت کے لکھتے ہین کہ اعمالِ شایستہ وعملہای شایستہ آنست کہ فرمودہ ست این کتاب یعنی قرآن +

یا یکی از فروع ثلثہ این کتاب، کہ سنت پیغمبر و اجتہاد مجتہدان و قیاس جلّی ست
بران دلالت نمودہ + اور نسبت اعمال کی یہ حدیث صحیح مقبول الطرفین وارد ہی +
کہ انّما الاعمال بالنیات، پس بموجب اس حدیث کے اعمال نیک کے واسطی
درستی نیت ضرور ہی یعنی محض قربۃً الی اللہ + مگر چونکہ نیت امور قلبیہ سی ہی
کہ بجز خدا و رسول کے کوئی اوس سے واقف ہو نہین سکتا + اس سبب سے ہم کسی عمل کو
یقینی عمل نیک + اور کسی عامل کو یقینی نیکوکار و پرہیزگار، کہہ یا سمجھہ نہین سکتے +
مگر یہہ کہ عمل صالح و غیر عمل صالح کی درمیان + گمان رکھین + اور حقیقت حال کا
عالم خدا کو سمجھین + اور یہہ جو عرف مین عالمان انام + اور تارکان نواہی کو +
نیکوکار و پرہیزگار کہا کرتے ہین + یہہ کہنا مجازاً و اخلاقاً ہے + نہ حقیقۃً ویقیناً +
اس صورت مین ظاہر ہے کہ مجرد عمل کسی عامل کی نیکوکاری و پرہیزگاری ثابت
کرنے کے لئے، دلیل کافی و حجت وافی ہو نہین سکتا ہے + جبتک عمل صالح یعنے
بدرستگی نیت ثابت نکیا جاے + اور عمل بدرستی نیت قابل یقین + بجز گواہی خدا
و رسول کی کسیطرح ثابت ہو نہین سکتا ہے + اس سے صاف ظاہر ہے کہ بجز گواہی
خدا و رسول عمل صالح کا تشخیص کرنا محال و غیر ممکن ہے + مگر ہان بذریعہ اون
اطوار کے جو نیت قلبی پر قیاس غالب کرنے کے لئے موثر ہین + درصورت
نہین پائے جانے علت امور مبطل اعمال کے + البتہ حسن ظن یا ظن بد کر سکتی ہین +
اور امور مبطل اعمال یعنی جنکے سبب سے عمل باطل ہو جاتا ہے + بہت ہین + لیکن

جو شدید ہین وہ لکہے جاتے ہین + اول نفاق دوم ریا سوم عجب + پس معنی نفاق کے ظاہر ہوچکے + مگر ریا دکہلانا اعمال کا ہے + بنابر غرضی از اغراض قلبی یعنی بنظر رجوع عوام خلق کے بغیر مامور من اللہ بغرض خود + یا بنابر افزایش اعتقادِ معتقدین بغرض خود + یا بنابر اشتہار نیکوکاری + یا بنابر طمع از معتقدین وخلایق وغیرہ + اور عجب اچہا سمجہنا اور پسند کرنا اپنی اعمال کا ہی + خواہ صالح + نیک سمجہنا اپنے کو واسطے عقبیٰ کے + بذریعہ اعمال اپنے کے + عجب صرف مومن کو ہوسکتا ہے + نہ منافق کو + اور ریا مومن ومنافق دونو کرسکتے ہین + کما لا یخفیٰ + پس مثلاً اگر کوئی شخص بخضوع وخشوع نماز پڑہتا ہے + تو یہہ خضوع وخشوع درستی نیت پر قیاس کرنیکے لئے موثر ہے + لیکن اگر اسطرح روبروی معتقدین کے پڑہے + تو بسبب موجود رہنے علت ریا کے + موثر نہین + مگر یہ کہ تنہائی مین پڑہتے + اور کوئی دوسرے امر مبطل اعمال کی علت پائی نجائی + تو البتہ بطور قیاس غالب کہہ سکتے ہین + کہ یہہ شخص بصدق دل نماز پڑہتا ہے + اور اگر کوئی شخص روبروی معتقدین بخضوع وخشوع پڑہے + اور غیبت مین بغیر خضوع وخشوع + تو کہہ سکتی ہین کہ اس شخص کے نماز بصدق نیت معلوم نہین ہوتی ہے + کیونکہ بوی ریا پائی جاتی ہے + علی ہذا + مگر عجب ایک ایسا امرِ مبطلِ اعمال ہے + کہ علت جسکی خود بدرستی انجام عمل ہے + کہ غیر از خدا کوئی اوسپر واقف ہو نہین سکتا + اس سبب سے بغیرِ گواہیِ خدا ورسول اعمالِ صالح کی تشخیص کرنا + زیادہ تر محال ہے + یقیناً کیا قیاساً بہی ممکن نہین خصوص اوس وقت مین کہ جب علتِ نفاق بہی موجود ہو + اس صورت مین ظاہر ہے کہ مجرد

اعمالِ ظاہری کو کسی شخص کے + واسطے ثبوتِ صلاح و تقویٰ اوسکے دلیل گردانناً
صحیح نہیں تصور ہے + خصوص واسطے خلیفہ کے کہ صلاحِ عامہ خلایق اوس سے متعلق ہے +
صلاح و تقویٰ اوسکا حقیقتاً و یقیناً ثابت رہنا ضرور و لازم ہے +

بحث سوم تشخیص افعالِ مذمومہ میں

واضح ہو کہ افعالِ مذموم کارہائے بد کو کہتے ہین یعنے اختیار کرنا اون کامونکا جنکے لیٔ
نہی ہو + یا بموجب شرع بد قرار دیٔ گئے ہون + اور ترک کرنا اون کامونکا جنکے لیٔ
امر ہو + یا بموجب شرع نیک قرار دے گئے ہون + اور جتنے کام علاوہ اسکے ہین
وہ کارہائے عبث ہین + اور کارہائے بد کے لیٔ کوئی قید نیت وغیرہ امورِ باطنی و قلبی کی
لگائی نہین گئی ہے + مگر جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے + کہ اگر کارہائے بد سہو یا نادانی
یا ناواقفیت یا بے اختیاری یا مجبوری سے صادر ہون + تو امید ہے کہ معفو ہون +
وبس + اس صورت مین ظاہر ہے کہ بعد تردید مستثنیاتِ بالا + افعالِ مذموم کو کارہائے بد
اور اونکے فاعلون کو بدکار کہہ اور سمجھ سکتے ہین + حقاً و یقیناً + اور اصول اسکا عقلاً
یہ ہے + کہ خدا مصلح ہے اور دین اصلاحِ خلایق + اور ہر شخص سے خلافِ صلاحِ خاص
و خلافِ صلاحِ عام دونون متصور + مگر صلاحِ خاص منحصر ہے اوپر صلاحیتِ باطن کے +
اور صلاحِ عام منحصر ہے اوپر صلاحیتِ ظاہر کے + اسلیٔے اصلاحِ باطن اور اصلاحِ
ظاہر دونون ضرور + بلکہ اصلاحِ ظاہر کہ موثر لصلاحِ عام ہے ضرورتر + لیکن ظاہر ہے
کہ حصولِ صلاحیتِ ظاہر بغیر حصولِ صلاحیتِ باطن کے محال و دشوار ہے + مگر بعلت

یعنی بخوف یا طمع + لہذا واسطے حصول دنیا و صلاحِ اہلِ دنیا کے + صلاحیتِ ظاہری ہی
بی علت ہو خواہ بعلت + کافی ہے + اور یہی کافی کی گئی + اور اسکا نام اسلام رکہا گیا ہے
اور چونکہ خدا مصلحِ خاص و عام دونون ہے + اس وجہہ سے واسطے خوشنودی خدا
اور حصول عقبی اسکے + صلاحیتِ ظاہر مع صلاحیتِ باطن کے ضرور ہے + اور یہی ضرور
کی گئی + اور اسکا نام ایمان رکہا گیا ہے + نہ صرف صلاحیتِ ظاہری بعلت + کہ یہ
نفاق ہے + اور نہ صرف صلاحیت باطنی کہ یہ داخلِ کفر ہے + یعنی صرف صلاحیتِ
باطن کا ہونا ایسا ہے + کہ صلاحیتِ ظاہر و باطن کچہ نہونا + کیونکہ صلاحیتِ باطنی
بغیر صلاحیتِ ظاہری کے کامل نہین ہوسکتی + اور یہی اسمین صلاح عام جو اعظم مقصود
اصلاح کا ہے + حاصل نہین ہے + جیسا تشخیص ایمان و نفاق کے بحث مین معلوم ہوا +
اور ظاہر ہے کہ ماحصل اختیارِ صلاحیت کا حصولِ عقبی ہے + اور اوسکے لئے عقاید مین
معلوم ہوا کہ صلاحیتِ ظاہر اور باطن دونون ضرور کی گئی ہے + ویسے ہی اعمالِ صالح
کو لئے بہی جو واسطے عقبی کے مفید ہین قیدِ درستیِ نیت کی ضرور ہے + اور یہی
ضرور کی گئی ہے + باین سبب شناخت اعمالِ صالح کی بہی بغیر گواہی خدا و رسول کے
محال ہوگئی + اور چونکہ عقاید مین صلاحیتِ ظاہر نہوسکنے سے + صرف صلاحیتِ باطن
اگر ہو بہی تو بیکار ہے + نہ واسطے عقبی کے مفید ہے + نہ واسطے دنیا کی + جیسا اوپر
ظاہر ہوا + ویسے ہی افعالِ بد کے لئے بہی قید نیت وغیرہ امور باطنی و قلبی کی ضرور
نہین و نہ ضرور کی گئی + اس وجہہ سے شناخت افعالِ مذموم کی ممکن ہے + و احتیاج

گواہیِ خدا اور رسولؐ کی نہین + پس اس بیان سے بخوبی ثابت ہے + کہ مجرد اعمالِ صالح
بغیرِ تصدیقِ خدا و رسولؐ + قابلِ ثبوتِ صلاح و تقویٰ نہین اور مجرد افعالِ بد واسطے
ثبوتِ و یقینِ بدکاری کے کافی ہین + اگر استثناآت بالا مین داخل نہون + اس
صورت مین ظاہر ہے کہ نسبت مطاعن ظاہری سے کہ گو کہ جائز متصور ہو نہ کسی
شخص کے کچھ بھی مطاعن ثابت ہون + اوسکے اعمالِ صالحہ سے تنقیص کیسے لئے ہین +
زیادہ تر فتور پڑ سکتا ہے + اور کوئی عملِ صالح باعث عدمِ یقین بنا بر تردیدِ اون
مطاعن کے + کافی ہو نہین سکتا + خصوص نسبت خلیفہ کے کہ صلاحِ عامۂ خلایق اوس سے
متعلق ہے + کسی مطاعن کا ثابت رہنا + زیادہ تر مذموم اور زیادہ تر بنا بر تردید
صلاح و تقویٰ اوسکے موثر + کیونکہ اوسکے نسبت مستثنیاتِ بالا مین داخل رہنے کا
بھی گمان ہو نہین سکتا + کہ اکثر شتبہاتِ مذکور واسطے اوسکے خود مذموم و
قبیح متصور ہین +

بحث چہارم تشخیص افعالِ متشابہ اعمال مین +

افعالِ متشابہ + اون اعمال سے مراد ہے + جو خلافِ بندگی واقع ہون + اور بندگی
بجا لانا احکامِ تکلیفی شرعی کا ہے + چہ از اوامر و چہ از نواہی + بصورت و بحالتِ
ماموری + بلا افراط و تفریط + یعنی بحکم + و بلا تفاوت حکم + و بلا خلافِ قیودِ معینۂ
حکم + کیونکہ ظاہر ہے کہ خدا کسی عبادت کا محتاج نہین + دین سے غرضِ اصلی
تعمیلِ حکم ہے + اور تعمیلِ حکم + بغیر ہونے مطابق حکم + تعمیل حکم تصور ہو نہین سکتی +

چنانچہ مولوی عبدالعزیز دہلوی بتفسیر یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے لکھے ہین کہ معنی
اقامت الصلوۃ آنست + کہ نماز را از ہر خلل و کجی محافظت نمایند + خواہ آن
خلل و کجی در کارِ دل باشد + خواہ در کارِ زبان + یا در کارِ جوارح و اعضا + و خواہ
این محافظت در فرایض باشد + یا در شروط + یا در سنن + یا در مستحبات الیٰ آخرہ
علیٰ ہذا + پس اعمالِ صالح وہی اعمال ہو سکتے ہین + جو مطابق بندگی کے ہون +
اور جو اعمال خلافِ بندگی واقع ہون + بغیر موجودگی مستثنیات مندرجہ بحثِ
افعال + وہ اعمال نہین ہو سکتی + بلکہ افعالِ بد یا افعالِ عبث ہین + جو تشابہ رکھتے ہین
ساتھ اعمال کے + اور ظاہر ہے کہ افعالِ بد خطا ہین + اور افعالِ عبث غیر مفید +
مثلاً نماز دو رکعتی کو چار رکعت + یا چار رکعتی کو دو رکعت + پڑہنا + یا پیش از وقت
پڑہنا + یا بعد از وقت بہ نیت ادا پڑہنا + یا بحالتِ قرضداری حج کو جانا + یا علاوہ
نماز و روزہ ہاے فرض و سنت نماز پڑہنا + و روزہ رکہنا + یا خلافِ وقت روزہ
کہول لینا + یا بغیر امارتِ حقہ سزای شرعی دینا + یا باوجود فاقہ کے روزہ + طعام
حرام سے بخیالِ حرام + فاقہ نہ توڑنا + علیٰ ہذا + اگر کوئی گروہ کفار کسی مسلمان
یا مسلمانون کو گہیر کر + کسی امرِ خلاف شرع کے تکلیف دے + یا کوئی مسلمان
یا مسلمانان حکومتِ کفار زیان کار مین پہونچ جائین + اور نہین تعمیل کرتے مین
اُس امر کے وہان + یا ظاہر کرنے مین ایمان کے یہان + خوفِ جان متصور ہو +
تو بشرط نہین موجود رہنے شرایط جہاد کے بموجبِ حکمِ آیہ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ

إِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی کہ نڈالو اپنے جانون کو ہلاکت مین + ارتکاب اوس امر کا اور اخفاء ایمان کا حق متصور ہے + پس اگر وہ مسلمان یا مسلمانان اوس امر کی تعمیل یا اخفاءِ ایمان اختیار نکر کے جنگ کرین + تو گو خوش اعتقادی ثابت ہوتی ہے + مگر حقیقتاً یہ جنگ داخل جہاد و عمل نہین ہوسکتی + کیونکہ خلاف حکم و بندگی کی گئی + اور مثلاً شرطِ جہاد یہ ہے کہ چالیس آدمی سے کم نہون + کہ آنحضرت صلعم نے کسی سریہ مین بہی چالیس آدمی سے کم روانہ نہین کئے + تو اگر کوئی شخص چالیس آدمی سے کم مین جہاد کرے + تو گو فتح پائے + لیکن وہ جہاد داخل جہاد و عمل ہو نہین سکتا + اور عقبی کے لئے کوئی نفع دی نہین سکتا ہے + کیونکہ خلاف قیدِ معینہ کے کیا گیا + اور مثلاً اگر کوئی شخص بطورِ ناحق خلیفہ خواہ امام بنکر جہاد کرے یا اور اعمال متعلقہ خلافت و امامت عمل مین لاوے + تو گو اوس جہاد سے ظاہراً دین کو ترقی ہو + لیکن وہ جہاد و اعمال داخل اعمال ہو نہین سکتی + اور اوس خلیفہ ناحق کی ذات کے لئے کوئی فائدہ دینی نہین سکتے ہین + کیونکہ بغیر ماموری واقع ہوئی + مگر اون مجاہدین کو نقصان پہونچ نہین سکتا ہے + جنہون نے حسب استثنای بحثِ افعال نا واقفیت یا نادانی یا مجبوری وغیرہ وجوہاتِ قابل عفو کے وجہہ سے جہاد کیا ہو + اور نہ اون لوگ کے ایمان کو نقصان پہونچ سکتا ہے + جو بعہد خلافتِ ناحق ایمان لائے ہون + چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین ؎ ابی حکم شرع آب خوردن خطاست ؛ وگر خون بفتوی بریزی رواست ؛ پس افعال متشابہ

اعمالِ حسنہ اپنے فاعل کے حق مین کوئی دلیل نیکوکاری ہو نہین سکتی + بلکہ داخلِ
خطا و عصیان ہین + اور تشخیص افعال متشابہ اعمال بذریعہ اوس سبب کے کہ
جس سبب سے وہ اعمال مبدل بافعال بد ہو جاتے ہین + ممکن ہے + کما لا یخفیٰ +
اس صورت مین ظاہر ہے کہ جبتک استحقاقِ خلافت فیصل + اور خلافت جسکی
حق نہ ثابت کر لی جاسے + اوسوقت تک کوئی افعال اوسکے جو بعہد خلافت ظہور مین
آئے ہون + اور ظاہراً نیک و بہتر پاسے جاتے ہون + یا اون سے ترقی دین
متصور ہوتی ہو + بہ ثبوت نیکوکاری و استحقاقِ خلافت اوسکی پیش نہین ہوسکتی
ہین + کیونکہ وہ افعال بصورت حق ہونے خلافت کے البتہ نیک ہوسکتے ہین +
اور بصورت ناحق ہونے خلافت کے بد و عبث + پس افعالِ بد یا عبث بنا بر
اثباتِ استحقاقِ خلافت کے غیر کافی ہے + یعنی ہرگاہ واسطے نیک ہونے اون
افعال کے حق ہونا خلافت کا شرط ٹھہرتا ہے + تو بغیرِ اثباتِ شرط یعنی حقِ خلافت
اثبات مشروط یعنی نیکیِ افعال محال + اور چونکہ نیک ہونا اون افعال کا + واسطے
حق ہونے خلافت کے شرط قرار پاتا ہے + تو ہرگاہ شرط یعنی نیکی افعال غیر ثابت رہے +
تو وجودِ مشروط یعنی استحقاقِ خلافت بیشک غیر ثابت +

بحث پنجم تشخیصِ صالحین و متقین و فاسقین و منافقین مین +

واضح ہو کہ صالح و متقی + مومن نیکوکار کو کہتے ہین + چنانچہ مولوی عبدالعزیز
دہلوی تفسیر هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ کے لکھتے ہین + کہ متقی نام کسی ست کہ خود را

نگاہدارد در اینچہ اورا ضرر میکند در آخرت + خواہ آن اعتقاد بد باشد + یا خلق بد + یا عمل بد + اور بھی لکھتے ہین کہ امام احمد و ترمذی و دیگر محدثان از عطیہ + از عطیہ سعدی کہ صحابی ست + روایت کردہ اند کہ آنحضرت صلعم میفرمودند + کہ بندہ باین درجہ نمیرسد + کہ از متقیان شمار کردہ شود + تا آنکہ بگذارد و ترک کند چیزہای را + کہ ہیچ خطرہ شرعی دران نیست بسبب ترس از وقوع حرام + اور بھی لکھتے ہین کہ از معاذ بن جبل مرویست + کہ متقیان کسانی باشند + کہ از انواع شرک و بت پرستی خود را نگاہداشتند + و عبادت خود خالص برای خدا کردند + الی آخرہ + اور فاسق مومن غیر نیکوکار و غیر پرہیزگار کو کہتے ہین + چنانچہ مولوی عبد العزیز دہلوی بتفسیر اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے لکھتے ہین + کہ ایمان را ہم مقرون عمل صالح فرمودہ اند + در آیہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ + و ہم مقرون بمعاصی + در آیہ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا + و در آیہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا + پس معلوم شد کہ نہ عمل نیک را در ایمان دخل ست + و نہ عملہاے بد برہم زنندۂ ایمان اند + الی آخرہ + اور منافق اوسکو کہتے ہین جو ایمان درست نرکہتا ہو + گو بظاہر نیکوکار و پرہیزگار ہو + پس واسطے تشخیص کرنے صالح کے ضرور ہے + کہ ایمان و نیکوکاری و پرہیزگاری اوسکی ثابت کی جاے + مگر ثابت ہو چکا کہ تشخیص کرنا ایمان و اعمال کا + جیسا کہ یقین کے لئے کافی ہو + قدرت انسانی سے باہر ہے +

لہذا تشخیص صالح انسان سے دشوار و محال ہے + الا بگواہی خدا و رسول + اور بنا بر تشخیص فاسق ضرور ہے کہ غیر نیکوکاری و غیر پرہیزگاری اوسکی ثابت کی جائے + اور یہ موقوف ہے اوپر تشخیص افعال بد کے + اور تشخیص افعال بد ممکن جیساکہ ظاہر ہوا + لہذا تشخیص فاسق امکان + اور چونکہ فاسق صالح نہین ہوسکتا + مگر مومن یا منافق دونون ہوسکتا ہے + لہذا اگر وہ افعال یا اقوال فسق احاطہ ایمان سے باہر اور حد خطا و عصیان زاید نہون + تو مومن کا گمان ہوسکتا ہے + اور اگر وہ افعال یا اقوال فسق احاطۂ ایمان سے باہر اور حد خطا و عصیان سے زاید ہون + تو بیشک منافق تصور کیا جا سکتا ہے + خصوص اگر وہ افعال یا اقوال زمانۂ غیر فسق و فجور مین صادر ہون + علی الخصوص اگر وہ افعال یا اقوال ازروے کلام و حدیث + نشانِ نفاق قرار دئے گئے ہون + پس اس صورت مین جن لوگون نے صلح حدیبیہ مین + نسبت رسالت آنحضرت صلعم کے اظہار شک کیا + یا وقت رحلت آنحضرت صلعم کے منع قرطاس و قلم کیا + اور نسبت دی ہذیان کے ساتھ آنحضرت صلعم کے + یا شامل جناب امیر یا حضرت فاطمۂ و دیگر اہل بیت علیہم السلام کے عداوت کی + یا اونکو ایذا پہونچائی + وہ لوگ بیشک منافقین تصور ہوسکتے ہین حقًّا و یقینًا +

بحث ہشتم تشخیص صحابی و غیر صحابی مین و تدبیل آن تشخیص محب و غیر محب +

واضح ہو کہ لفظ اصحاب ازروی لغت جمع الجمع ہی صاحب کی + اور صاحب بمعنی

دوست وہمراہی دونو آیا ہے + پس اگر اصحاب رسولؐ سے مراد دوستان
واحباب رسولؐ ہون + تو اس صورت مین وہی لوگ قابل لفظ اصحاب
ہوسکتے ہین + جو حقیقتاً محب ہون + اور ظاہر ہے کہ محبت ایک شئی امور قلبیہ سے ہے +
کسواسطے کہ محبت ظاہر + ساتھ عداوت یا غیر محبت باطن کی + جمع ہو سکتی ہے +
یعنی ممکن ہے کہ باوجود عداوت خواہ غیر محبت باطن کے + ظاہر ہین افعال
و اقوال موافق آداب محبت صادر کیجائین + بطور نفاق + مگر جو محبت قابل
منفعت ہے + وہ محبت قلبی ہے + نہ ظاہری + اور محبت قلبی واصلی سے بجز
خدا و رسولؐ کوئی واقف ہو نہین سکتا + اس سبب سے تشخیص محبت و محبان +
یعنی تشخیص اصحاب بغیر گواہی خدا و رسولؐ انسان سے محال + اس صورت مین
کل مصاحبان آنحضرت صلعم کو اصحاب رسولؐ کہنا + مجازاً واخلاقاً تصور
ہوتا ہے + نہ حقاً و یقیناً + بلکہ بوجہ آنکہ محبت باطن ساتھ عداوت یا غیر محبت
ظاہر کے + جمع ہو نہین سکتی ہے + یعنی ممکن نہین ہے کہ بصورت محبت قلبی +
افعال و اقوال عداوت یا غیر محبت کی صادر ہو سکین + لہذا اون لوگ کی
نسبت جنکے افعال و اقوال خلاف محبت پائی جائین + قیاس بلکہ یقین غیر
محب + اور بھی غیر اصحاب ہونے کا کیا جا سکتا ہے + حسب انداز و درجہ قول
وفعل + اور اگر اصحاب رسولؐ سے مراد + مصاحبان آنحضرت صلعم سے ہون + تو
ظاہر ہے کہ اس صورت مین لفظ اصحاب کوئی صفت قرار نہین پاتا + کیونکہ مصاحب

مومن ومنافق دونون ہوسکتے ہین + اور نیز ممکن ہے کہ لفظ اصحاب بمعنی احباب ومصاحبان دونون سے متعلق ہوا ہو + تو اس صورت مین حسب موقع کلام معنی تصور کیے جاینگے + نہ بمعنی عام یہ کل مصاحبان داخل احباب تصور ہونگے +

بحث نہم بطریق گواہی خدا ورسول + موثر تشخیص صالحین وغیرہ

واضح ہو کہ بحث ہاے گذشتہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ تشخیص صالحین وغیرہ کے + اوپر گواہی خدا ورسول کے + موقوف اور منحصر ہے + اوس سے گواہی خاص وصریح مراد ہے + نہ گواہی بطور عام واجمال کے + کسواسطے کہ گواہی عام واجمال یعنی خطاب عام ونشان اجمالی + واسطے ثابت کرنے صلاحیت یا صفات کسی خاص شخص یا خاص شخصون کی + کافی نہین ہوسکتی ہے + گو وہ شخص یا اشخاص اوس خطاب عام ونشانِ اجمالی مین + ظاہرا شریک پاے جاتے ہون + الا اوس حال مین کہ اول بقول خدا یا بیانِ رسول ثابت کیا جاے + کہ وہ شخص یا اشخاص خاصۃ اوس خطاب یا نشانِ عام مین داخل ہین + یا اونکی نسبت بھی خاصۃ وہ خطاب ونشان آے ہین + کیونکہ خطاب عام ونشانِ اجمالی یا متعلق بہ عقیدت قلبی ہونگے + یا متعلق بہ اعمالِ ظاہری + یا متعلق بہ عقیدت واعمال دونون کے + اور ظاہر ہو ثابت ہو چکا کہ تشخیص ایمان خواہ اعمال انسان سے محال ہے + باین سبب سواے اوس شخص کے جسکا ایمان مع اعمال بگواہی خاص خدا اور رسول درست + ثابت ہو + کسی دوسرے کو از اہل اسلام

اوس خطاب ونشانِ عام واجمالی مین + داخل کرنا یا داخل سمجھنا + محض بیجا وخلاف متصور + مثلاً اول خطاب متعلق عقیدت + مثل یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے + یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے ہو + پس ظاہر ہے کہ حسب معنی ایمان خطاب آمنو سے وہ کل لوگ مراد نہین ہوسکتے ہین + جو ظاہراً اسلام مین در آئے ہوں + خواہ بایمان + خواہ بہ نفاق + بلکہ معنی اصلی اسکے یہی ہونگے + کہ وہ لوگ جو اقرار کرتے ہین + اصول دین کا زبان سے + اور تصدیق کرتے ہین قلب سے + یعنی ایمانِ درست رکھتے ہین + اور ثابت ہوچکا کہ تشخیصِ ایمان فہم انسانی سے باہر ہے + اس صورت مین سوائے اون لوگون کے + جنکا ایمان بگواہیِ خاصِ خدا ورسول ثابت ہو + کسی دوسرے کو از اہل اسلام اس خطاب مین داخل کرنا + یا داخل سمجھنا + صریح خلاف وخالی از کذب نہین + گو خدا کے نزدیک اور لوگ بھی داخل ہون + اور پوشیدہ نرہے کہ ایمان اگرچہ متعلق بہ عقیدت ہے + مگر ایمان قبول کرنا یا ایمان پر قایم وثابت رہنا ایک عمل ہے اعمال صالحہ سے + کما لایخفیٰ + تو اس صورت مین خطابِ ایمان کی معنی یہہ ہونگے + کہ وہ لوگ جو اقرار کرتے ہین یا جنہون نے اقرار کیا ہی زبان سے + اور تصدیق کرتے ہین یا تصدیق کیا ہے قلب سے + بدرستی نیت + کیونکہ شرط اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ ہر عمل کے ساتھ مشروط ہوگی + پس اس حالت مین وہ لوگ خطاب مذکور مین + داخل نہین ہوسکتے ہین + جنکے ایمان لانے یا قایم وثابت رہنے کے علت + غیر علت ایمان ہو + اگرچہ اون لوگ کو تصدیق قلب حاصل ہو + جیسے کے

اکثر یہودان حقیتِ آنحضرت صلعم سے بخوبی خبردار تھے + لیکن بعداوت دین قبول نہین کرتے تھے + پس اگر وہ لوگ بعد قائم ہونے اہلِ وہان کے پلواچ ال ایمان قبول کر لیتے + تو گو تصدیق قلب اونکو حاصل ہوئی + مگر ایمان لانا اون کا بہ نیت درست نہوتا + دوم خطاب و نشانات متعلق اعمال + مثلاً وہ لوگ جو عمل صالح کرتے ہین + یا نماز پڑہتے ہین + یا روزہ رکہتے + یا زکوٰۃ دیتے ہین یا حج کرتے ہین + یا جہاد کرتے ہین + یا جہاد کیا ہے فلان جہاد + یا فلان غزوہ مین یا ہجرت کیا ہے + یا بیعت کی ہے فلان بیعت + یا فلان مقام پر + وغیرہم + پس ظاہر ہے کہ بمضمون حدیث شریف اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ و قیود دیگر متعلقِ اعمال + خطاب و نشانات مذکورہ بالا سے + یہ مراد ہو نہین سکتی ہے + کہ جو لوگ بظاہر اعمال مذکورہ کو انجام دیتے ہین + اور تعمیل کرتے ہین + یا جنہون نے بظاہر انجام دیا ہے + و تعمیل کیا ہے + بلکہ مرادِ اصلی یہ ہے کہ جو لوگ اعمال مذکور کو بہ نیت خالص و درست + حسبِ قیود بندگی + بغیر شمولِ امور مبطلِ اعمال + تعمیل کرتے ہین + یا جنہون نے بطور مذکور تعمیل کیا ہے + کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ سب اعمال بغیر درستی نیت و بخلافِ قیود بندگی + و بشمولِ امور مبطل اعمال بھی صادر ہو سکتے ہین + پس وہ خدا کے نزدیک داخلِ اعمال نہین ہو سکتے + گو ظاہراً انسان کے آگے داخل عمل ہین + اس صورت مین سوائے اوس شخص کے جسکے اعمالِ صالح بہ گواہی خاص خدا و رسول ثابت ہون + یا جسکا داخل رہنا

ان خطابات مین خاصتاً بھی ظاہر کیا گیا ہو + کسی دوسرے کو از عاملان ظاہری +
ان خطابات و نشانات عام اجمالی مین + یقیناً داخل و شامل کرنا + یا یقیناً
داخل و شامل سمجھنا صریح خلاف + و خالی از دروغ بندی نہین + گو خدا کی نزدیک
اور لوگ بھی داخل و شامل ہون + سوم ھم خطابات متعلق خصوصیت اعمال جیسے
مثلاً اصحاب الجنہ و متقین و صادقین وغیرہ + جب ایسے خطاب ثابت ہو چکا + کہ تصدیق قابل
یقینی بالجزم وسعت سے انسان کے محال ہے + تو تصدیق صادق کی کہ قریب بدرجہ
معصومیت کے ہے + زیادہ تر محال + اس صورت مین ظاہر ہے کہ بجز اوس
شخص کے + کہ جسکا ایمان اور اعمال صالح ہونا بخاص خدا و رسول ثابت ہو +
یا سوا اوسکے جنکے حق مین یہ خطاب خاصتاً خدا سے ہون + کسی دوسرے کو
اہل اسلام سے + یا صاحبان اعمال ظاہری سے + ان خطابات مین داخل کرنا +
یا داخل سمجھنا + صاف غلط ہے + گو خدا کی نزدیک اور لوگ بھی داخل ہون +
پس اس صورت مین کل اہل اسلام کو جو ظاہراً قسمے از اقسام خطابات و نشانات
مذکورہ بالا مین + داخل و شامل پائے جاتے ہین + منسوب کرنا طرف خطابات
و نشانات مذکورہ کے + مجازاً و اطلاقاً ہے وہ ہو سکتا ہے + نہ حقیقتاً و یقیناً +
گو مجاز + و اطلاق اوسیوقت تک جائز و مناسب ہوگا + کہ جب تک اونکی
صفات پر اعتقاد کرنے و ایمان لانے کی ضرورت نہو + یا جب تک کوئی ہرج
و نقصان و فتور و فساد + امور دینیہ ضروریہ اصلیہ مین + لاحق و ظاہر نہو +

و در صورتِ ضرورتِ ایمان و اعتقاد و بصفات آنہا + یا لحوق و ظہور ہر ج
و نقصان و فتور و فساد + با مورِ مذکور + حقیقت و یقین کیطرف رجوع کرنا
واجب و لازم ہے + نہ قایم رہنا اوپر مجاز و اخلاق سکے + کہ دین و ایمان
ساتہ یقین سہے + نہ ساتہ غیر یقین کے + اور اس صورت مین اخلاق داخل درجۂ
افراط ہوکر + از قبیل رزایل ہو جاے گا + نہ فضیلت باقی رہے گا + جیسی
دین اسلام مین ابا و اجداد کافر کی عظمت و بزرگی کرنا اخلاقِ دین مین
داخل ہے + مگر بخلافِ امورِ دینیہ ضروریہ یہ اخلاق جایز نہو گا + اس صورت مین
بنا بر تفریق و معرفتِ خلیفہ و امام سکے + کہ صلاحِ عامۂ خلایق اوس سے متعلق ہے +
و قیام ایمان درست و راہ اصلی دین اوسپر موقوف و منحصر + رجوع کرنا بطرف
حقیقت و یقین سکے ضرور + بلکہ ضرور تر متصور ہے + و باللہ التوفیق +

مبحث پنجم بہ ثبوتِ خلافت و امامت + اور جو کچہہ اوس سے متعلق ہی + اور اوس مین دس بحثین ہین +

بحث اول بہ ثبوتِ خلافتِ عام و صفاتِ ضروری خلیفہ و امام +

واضح ہو کہ خلیفہ جانشین و نایب پیغمبر اولی العزم کو کہتے ہین + اسلئے ضرور ہے
کہ پہلے ظاہر کیا جاے + کہ پیغمبر اولی العزم کی کیا صفت ہے + اور جانشین سے
کیا مراد ہے + تا فرق بینہم ظاہر ہوکر + معنی خلیفہ سکے بخوبی سمجہہ مین آجائین +
پوشیدہ نہ ہے کہ پیغمبر اولی العزم اوسکو کہتے ہین + جو صاحب ملت و دین ہو +

یعنی کوئی ملت و شریع منجانبِ خدا لائے + اوس زمانہ تک کی واسطے + کہ جس زمانہ تک اوس ملت کا جاری و قایم رہنا خدا کے نزدیک مناسب ہو + اور جانشین یعنی خلیفہ + اوس نبی خواہ امام کو کہتے ہین + کہ جو پیغمبر اولی العزم کی لائی ہوئی ملت کو بعد از پیغمبر جاری و شایع و مستحکم کرے + اور اوس کا نگہبان رہے + باقی دیگر پیغمبرانِ غیر اولی العزم بھی + بمنزلہ نایبان پیغمبر اولی العزم کے ہین + لیکن فرق اتنا ہے کہ پیغمبران کو بذریعہ فرشتگان و صحایف وغیرہ ہدایت منجانبِ خدا ہوتی ہے + اور نبی و امام کو ہدایت بذریعہ فرشتگان و صحایف نہین ہوتی + مگر بذریعۂ خواب و الہام وغیرہ کے + پس ہر پیغمبرِ اولی العزم اوس زمانہ تک کیواسطے مبعوث ہوتا ہے + کہ جس زمانہ تک اوسکی ملت جاری و قایم رہے + اور کوئی دوسرا پیغمبرِ اولی العزم ملتِ جدید لیکر آئے + نہ صرف اپنی زندگی تک کیواسطے + اس صورت مین پیغمبرِ اولی العزم کے لئے جانشینون کا ہونا ضرور ہے + اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہ جانشین موصوف ہون + کل صفات مین اپنے پیغمبر کے + (یعنے صاحبِ اعجاز و افضل الناس ہون + بعد از پیغمبر + علم و عدل و صدق و عصمت و جمیع صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ مین +) اور بھی ضرورتر ہے + کہ وہ جانشین مامور ہون + از جانب قادرِ برحق و دانای مطلق کے + اگر کہا جائے کہ پیغمبرون کے لئے جانشینون کی احتیاج نہین ہے + یا ایسے جانشین ضرور نہین ہین جنکی تعریف اوپر لکھی گئی + تو وجوہاتِ ذیل

نقیض اس مدعا کی پڑستے ہین + جنکے روسے خود دین کا بطور حق و صواب
وحسب مقصود خدا + جاری و قایم رہنا + یا حجت خدا کا اتمام پانا + جو حاصل ہے
بعثت پیغمبران کا + دشوار و بغیر ممکن متصور ہوکر + وجود جانشینان موصوف
بصفات مذکورہ کا لازم آجاتا ہے + پس وجہ اول صریح ظاہر ہے کہ در صورت
نہونے ایسے جانشین کے + بعد پیغمبر کوئی صورت اون لوگ کی اختیار دین
یا اون لوگ پر اختتام حجت کی + باقی نہین رہتی ہے + جو لوگ حیات مین
پیغمبر کے دین اختیار نکر چکے ہون + یا خبر حجت ختم نہو چکی ہو + یا جو مابین قیام
ملت اوسکے + ملت ہاے غیر مین پیدا ہون + یا ہوش سنبھالین + کسواسطے کہ
اختیار دین موقوف ہے اوپر معرفت پیغمبر کے + اور مبحث رسالت مین ثابت
ہوچکا + کہ معرفت پیغمبر کے لئے سواے ظہور معجزات یا اجتماع صفات + کوئی
دوسرا ثبوت قابل یقین و کافی نہین ہے + مگر بعد فوت پیغمبر نہ معجزات اوسکے
قایم رہ سکتے ہین نہ صفات + اسلئے کوئی صورت جدید لوگون کی اختیار دین
کی باقی نہین رہتی + نہ کوئی صورت اونپر اختتام حجت کی + کیونکہ اول اگر
کہا جاے کہ دلایل عقلی سے پیغمبری پیغمبر کی ثابت کرسکے + یا خوبیان دین کی
ظاہر کرسکے + لوگون کو رجوع بدین کرسکتے ہین + تو یہ کلام قابل پسند عقل نہین
کیونکہ پہلے غور کرنے سے صاف ظاہر ہوسکتا ہے + کہ دلایل عقلی صرف
وجود پیغمبری پر قایم ہوسکتے ہین + نہ بنا بر ثبوت پیغمبری پیغمبر خاص + یعنی کسی

خاص پیغمبر کی پیغمبری ثابت کرنے کے لئے + ہرگز دلیلِ عقلی قایم ہو نہین سکتی ہے + سوائے ظہورِ معجزات و اجتماع صفات کے + دوسری اگر دلایلِ عقلی نسبت اظہار و اثباتِ خوبیِ دین قایم بھی ہون + تو فہم و تمیز اُن نظریاتِ عقلی کی + چند عقلا و تمیز دارون سے ممکن ہے + نہ عام خلایق سے + حالانکہ پیغمبر عام خلایق پر مبعوث ہوتا ہے + تیسری ظاہر ہے کہ نظریاتِ عقلی زیادہ تر متعلق بہ قیاس وکلام ہین + اور قیاس کی حد و انتہا و اعتبار نہین + اور کلام غیر فیصل و ناتمام ہے + جیسا مقدمہ مین ظاہر ہو چکا + اور بھی عقلِ زمانہ ایسی سلیم و صادق نہین + کہ ہر قیاس جسکا راست و حق ہو + اور اگر کوئی قیاس راست و حق بھی ہو + تو بہ سبب حسمی نہونے قیاس کے + اوسپر اعتماد و یقین نادرست و ناجایز + اس صورت مین ممکن نہین کہ خدا فہم و تمیز امور دینیہ کو جسپر خاص و عام یکسان مکلف ہین + خصوص معرفت امور متعلق اصول کو + کہ دین و ایمان اوسپر موقوف ہے + اوس امر سے متعلق کرے + جو غیر فیصل و ناتمام و غیر قابل ... اعتماد ہو + اور اپنے حجت کو ساتھ ایسے امر کے ختم کرنا چاہے + جو علیہ ... از دیاد حجت و تکرار ہو + اور ظاہر ہے کہ اگر قیاساتِ عقلی کافی ہوتی + تو پیغمبرون کو معجزات لانے کی ضرورت نہوتی + چنانچہ ظاہر ہے کہ ہر دین والا + اپنے دین کی خوبی عقل سے ثابت کرتا ہے + اور کوئی بات فیصل نہین ہوتی + اس صورت مین چند عقلا بھی احاطۂ فہم سے باہر نکل گئے + دوم اگر کہا جائے کہ بیانِ حالِ صدورِ معجزات

واظہارِ اخلاق وصفاتِ پیغمبر سے جو درج کتب کئے جاتے ہین + معرفت پیغمبر کے
کرواسکتے ہین تو یہ بات بہی قابلِ قبول نہین + کیونکہ منقولات ہم دینان ہم مذہب
کیواسطے ہوتے ہین + نہ غیر دین و غیر مذہب کے واسطے + جیسا کہ ظاہر ہے کہ کوئی
غیر دین و غیر مذہب منقولاتِ غیر دین و غیر مذہب کو + امور دینیہ مین صحیح
و راست نہین سمجھتا + اور نہ راست و صحیح سمجھنا + اوسپر واجب متصور ہے +
جس سے حجت خدا ختم سمجھی جاے + کیونکہ ظاہر ہے کہ دین اسلام مین یہ قاعدہ مقرر ہے
اور واجب کیا گیا ہے + کہ جو امر متعلقہ فروع بگواہیِ عادلین یعنی دو متقیانِ
ظاہری ہم دین و ہم مذہب کے ظاہر ہو + اوسکو ثابت و راست سمجھین گو خلاف ہو
گناہ اوسکا دروغ کہنے والے پر ہے + نہ راست سمجھنے والے پر + اور بغیر شمولِ
عادلین مذکور غیر دینون و غیر مذہبون کی ہزار تواتر پر بہی یقین کرنا واجب نہین
تو اس صورت مین غیر دینون کو + خلاف اسکے تکلیف دی جانے + کہ غیر دینونکی
منقولاتِ اصولی کو صحیح و راست سمجھین + صریح خلافِ عدل متصور ہے + اور
خلافِ عدل خدا سے ممکن نہین + لہذا اسطرح بہی اختیارِ دین + بہ یقین + با اختتام
حجت محال + سوم اگر کہا جاے کہ بزور شمشیر یا بہ بدلِ مال لوگونکو دین مین
درلاسکتے ہین + تو یہ بات بہی لایق پذیرا نہین + کیونکہ زورِ شمشیر و بدلِ مال مین
خوف و طمع پیشِ نظر + اور خوف و طمع علتین ہین نفاق کی جیسا کہ ظاہر ہوا +
پس ایمانِ خوف و طمع ہرگز قابلِ قبول و اعتبار نہین + کیونکہ اسمین تصدیقِ قلب

کہ شرطِ لازمی ایمان سے ہے مشتبہ رہتی ہے + بلکہ زور شمشیر ہی سبب + یا طمع
دہی لاحاصل + کہ جسمین جبر و زور ثابت ہوتا ہے + بسبب رہنے خلافِ اصولِ
خلقتِ انسانی + خلافِ عدل و خلافِ مقصود + و بنا بر اتمام حجت غیر کافی
مقصود + چنانچہ پہلے اسی سبب سے پروردگارِ عادل و خدائی دانا و پاک سے لئے +
باوجودِ ظلم و استبدادِ کفار + کسی پیغمبر پر حکمِ جہاد نازل نہین فرمایا + سوا سے
دو ایک پیغمبران کے + مثل حضرت موسیٰ و آنحضرت صلعم کے + اور یہ حکم بھی
بنظر زبردستی قبول کروانے دین کے نہ تھا + بلکہ محض واسطے دفعِ ضررِ اہلِ دین
کے مناسب و ضرور ہوا تھا + یعنی حضرت موسیٰ کے وقت مین قبطان بنی اسرائیل
پر زبردستی و تشدد بیحد و شمار کرتے تھے + اور کسیطرح باز نہین آتے تھے +
اور آنحضرت صلعم کے وقت مین کفارِ عرب و مکہ باوجود کہنے لکم دینکم
ولی دین کے ایذا رسانی سے اہلِ دین کے + درگذر نہین کرتے تھے + اور
کل اہلِ دین سے اوس ایذا پر صبر کرنا محال + اور صبر کروانا خلافِ عدل +
اسلئے ان دو پیغمبرون پر حکم جہاد نازل ہوا نہ واسطے زبردستی قبول کروانے
دین کے + اور اوس حکم کے اندر ایک مصلحت یہ بھی تھی + کہ اگر کفارِ عرب دین
قبول کر لینگے + تو گو بہ نیتِ درست ہو یا نہ + ہر صورت مین ایذا رسانئ اہلِ
دین سے باز رہ جائینگے + جسکے سبب گو صلاحِ خاص حاصل نہو + مگر صلاحِ عام
حاصل ہو جائیگی + اور کثرتِ مسلمین سے دین مین ایک دبدبہ آجائیگا جسکی سبب

بادشاہان وزور آوران اطراف خیال استیصال اہل دین دل مین نہ لاسکین گے
اور اولاد ان لوگون کی اپنے والدین کو دین اسلام پر دیکھکر + کل یا بعض بے محنت
ومشقت بصدق نیت دین پر قایم ہو جاسکتے ہین + چنانچہ بنظر رفع ہونے
اسی علت نفاق کے + آنحضرت صلعم حدیبیہ مین صلح مغلوبانہ پر راضی ہو گئے +
جسکی مصلحت نہین معلوم کرنیکی سبب + اکثر لوگون نے پیغمبری مین آنحضرت صلعم کی
شک کیا + اور اسی سبب سے آنحضرت صلعم محض زبردستی قبول کروانی دین
دین کے نہین کرکے + ادای جزیہ واخراج پر راضی ہو جاتے تھے + اور اسی
سبب سے پروردگار نے جہادون مین کبھی علانیہ زور قدرتی نہین دکھایا +
اور بعض جہادون مین مصلحتاً فرشتے بھی بشکل انسان نازل فرمائی + تو
اونکو حکم جنگ کا نہین دیا + کیونکہ پیغمبران حجت ختم کرنے والے اور بخوشی
راست کرنے والے دلون کے ہین + نہ بقتال وخوف وطمع + بلکہ قتال
بغیر ضرورت شدید حسب بیان مندرجہ بالا نامناسب ونارو + وخلاف
اصول خلقت انسانی + وخلاف مقصود + وخلاف عدل متصور ہے + دوسرے
اسی سبب سے دانای قدیم وعالم علیم نے کسی پیغمبر کو ملک ومال عطا نہین فرمایا +
مگر بعض پیغمبران کو + مثل حضرت سلیمانؑ وآنحضرت صلعم کے + اور یہ بھی
عطا ملک بنظر قبول کروانے ایمان بطمع دہی کے نتھا + بلکہ بنا بر تعلیم
حکمت مدن + کہ حاصل تہذیب اخلاق یعنی دین کا ہے + اور آنحضرت صلعم نے

خصوص بعہد امام آخر الزمان بکار آمدنی + اور کبھی بنظر رفاہ و فارغ البالی
اہل زمن بجماعت و عبادت و باجرای احکام شرع + اور کبھی بنظر چند مصالح
دیگر مثل امتحان مسلمین وغیرہ ضرور ہوا تھا + پس ان تینون صورتون کے سوا
اور کوئی صورت وہم کی + جسکے روسے بعد از پیغمبر معرفت پیغمبر یا اختیار
دین + یا اختتام حجت خدا + ممکن تصور ہو + قایم ہو نہین سکتی ہے + اور آگے
منصف مزاجون کی یہ صورتین بھی مردود ہین + لہذا بخوبی ثابت ہے + کہ بعد
فوت پیغمبر کوئی صورت معرفت پیغمبر کی باقی نہین رہتی + اور جب کوئی صورت
معرفت پیغمبر کی باقی نہین رہتی + تو کوئی صورت اختیار دین یا اختتام حجت کی
باقی نہین رہتی + اور جب کوئی صورت اختیار دین یا اختتام حجت کی باقی نرہی +
تو ظاہر ہے کہ بعد از فوت معبوث رہنا پیغمبر کا جمیع خلایق پر + اور قایم رہنا
اوسکی ملت کا جملہ خلایق کے لئے + جیسا دین اسلام مین ظاہر و ثابت ہی +
بمعنے و بیفائدہ و عبث متصور + اور تکلیف اختیار دین تکلیف زاید و ظلم +
پس چونکہ ارتکاب فعل عبث و ظلم دونون قبیح + جس سے خدا منزہ و پاک ہے
اس سبب سے ضرور ہے کہ بعد از فوت پیغمبر حجت پیغمبری یعنی معجزات و صفات
اوسکے قایم رہین + مگر یہ امر بغیر ذریعۂ جانشین بوجہ احسن صورت پذیر
نہین + کیونکہ ظاہر ہے کہ اگرچہ کلام شریف ایک معجزہ ہی آنحضرت صلعم کا +
مگر عام خلایق کے لئے کافی نہین ہو سکتا + اسواسطے پیغمبر کے لئے تا قیام ملت

اوسکے جانشینون کا ہونا ضرور ہے + اور بھی ضرور ہے کہ وہ نایب حجت پیغمبری
یعنی معجزات پیغمبر رکھتے ہون + اور صفات پیغمبر مین موصوف ہون + تا جو
شخص بنا بر حصول معرفت پیغمبر معجزات کا خواہان ہو دیکھے + یا صفات کا
جویان ہو پائے + جسکی سبب صورت معرفت پیغمبر و اختیار دین یا اختتام
حجت کی + جمیع خلایق کے لیے قایم رہے + کیونکہ ظاہر ہے کہ وجود معجزات
وصفات جانشین بخوبی دال ہو سکتے ہین + اوپر وجود معجزات وصفات
پیغمبر کے + اور چونکہ حاصل ہونا معجزات اور ایسے صفات کا بغیر امر پروردگار
ممکن نہین + لہذا ضرور تر ہے کہ وہ جانشین مامور بامر اللہ ہون + پس اس
دلیل سے ظاہر ہے کہ واسطے خلیفۂ پیغمبر کے + وجود اعجاز و اجتماع جملہ صفات
شرط لازم سے ہے + اور واسطے وجود اعجاز عام و اجتماع صفات تام کی +
امر پروردگار شرط لازم سے + تو چونکہ شرط و مشروط لازم و ملزوم ہین +
لہذا ضرور ہے کہ صاحب اعجاز و صاحب نفس صفات خلیفہ مامور بامر اللہ ہو
اب تجربہ کیطرف بھی نگاہ کرنے سے بخوبی ظاہر و آشکارا ہو جائیگا + کہ بغیر رہنے
صاحب معجزات وصفات پیغمبر کے اختیار کرنا یا اختیار کروانا دین کا + برجوع
قلب یعنی بالیقین یا باختتام حجت کیسا دشوار و مشکل ہو رہا ہے + مگر بزور
وطمع کہ وہ مردود ہے + **وجہہ دوم** درصورت ہونے ایسے جانشین کے
بعد فوت پیغمبر کے کوئی صورت حل ہونی ادن دقایق شرع و کلام ربانی کی

پائی نہین جاتی ہے + جو حیاتِ پیغمبر مین بوجہ نہین پیش آسنے کارِ متعلقہ
اونکے حل نہو چکے ہون + اور بھی کوئی صورت تصفیہ پاسنے اون مطالب
و معانی کے دیکھی نہین جاتی ہے + جنمین اہلِ دین اختلاف کلی کرین + کیونکہ ظاہر ہے
کہ تشریح و تفسیر و تاویل شرع و کلامِ ربانی کی + متعلق ہے علم و دانش
پیغمبر سے + جو اوسکو منجانب خدا واسطے اس کام کے عنایت ہوتی ہے +
پس بعدِ فوتِ پیغمبر درصورت نہونے ایسے جانشین کے + دو حال سے خالی
نہین ہوسکتا + یا وہ تشریح و تفسیر ناشدہ معطل چھوڑی جاوے + اگر معطل
چھوڑنے کی حالت مین منزل عبث ہوئی جاتی ہے + اور کارِ عبث خدا سے
غیر ممکن الوقوع + یا یہہ کہ وہ تفسیر ناشدہ چھوڑی جاسے عقل و رای پر
اہلِ دین کے + تو اس حالت مین پہلی ظاہر ہے کہ عقل و رای اہلِ دین
مثلِ عقل و رای پیغمبر کے منزہ نہین ہوسکتی + جس سے حل ہونا و تصفیہ پانا کل دقایقِ
شرع و کلامِ ربانی کا + مطابقِ اصل و حق + و قابلِ اعتبار و یقین ممکن
تصور ہو + دوسری بوجہ نہین حاصل رہنے علمِ پیغمبر کے ضرور ہے کہ
تجویزاتِ اہلِ دین متعلق بہ قیاسات ہون + اور ظاہر ہوچکا کہ قیاسات کی
حد و انتہا نہین + جس سے ایک ہی بات قایم ہو + تو اس حالت مین ضرور ہے
کہ اختلافاتِ کثیرہ پڑ جاوین + و مذاہب متعددہ پیدا ہو جائین + جیسا تجربہ کے
طرف بھی نگاہ کرنے سے صریح ظاہر ہے + کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا اور

ظاہر ہے کہ راہِ راست و حق ایک سے زیادہ ہو نہین سکتی + اور راہِ خدا بجز
راہِ راست وحق دوسرے متصور نہین + جیسا آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا ہے
کہ تہتر فرقہ ہای دین اسلام مین سے ایک ناجی ہوگا باقی کل ناری ہونگے +
اس صورت مین اختلاف و خلافِ حق دونون مذموم + اور بصورت نہین
قایم رہنے صورت رفعِ اختلافات کے + تکلیفِ اختیار امورِ حق تکلیفِ
زاید و ظلم + پس باوجودِ قدرت و امکان رضا بمذموم یا اختیارِ ظلم دونون قبیح +
خدا سے غیر ممکن الوقوع + لہذا ضرور ہے کہ او تعالیٰ بعد از پیغمبر بھی کوئی صورت
رفعِ اختلافات مذکور کی قایم رکھے + مگر یہ امر بغیر قایم رہنے ایک ایسے
جانشین پیغمبر کے جو افضل الناس ہو علم و عدل مین + اور جسکو ہر شخص
افضل سمجھ سکے + اور افضل سمجھے + اپنے سے علم و عدل مین + اور لازم جانے
اطاعت اوسکی ہر کلام مین + بخلوصِ قلب + صورت پذیر نہین ہوسکتا +
لہذا پیغمبرون کے لئے جانشینون کا ہونا ضرور ہے + اور یہ بھی ضرور ہے
کہ وہ افضل الناس ہون علم و عدل مین + اور یہ بھی بسبب ضرورتِ اطاعتِ
ولی ضرور ہے + کہ وہ واجب المحبت بھی ہون + مگر چونکہ یقین و اعتمادِ فضیلتِ
علم و عدل + و وجوب محبت + بغیر نص ممکن نہین + جیسا کہ بحث تشخیصات مین
ثابت ہوچکا + لہذا ضرور ہے کہ وہ منصوص بہ نص علم و عدل و محبت ہون +
اور چونکہ نص کلامی ممکن الاختلاف والاخفاء + اور خالی از کلام ناتمام نہین +

اور بصورت اختلاف دور از فہم عام + اسلئے پھر ضرور ہے کہ جانشین پیغمبر
باوجود منصوص رہنے بنص کلامی + صاحبِ نصِ فیصل و عام یعنی صاحب
اعجاز ہون + اور چونکہ حصولِ علم و عدل تام + باوجود نص و اعجاز عام بغیر
امر پروردگار غیر امکان + لہذا ضرور ہے کہ وہ مامور بامر اللہ ہون + پس
اس دلیل سے ظاہر ہے کہ واسطے خلیفۂ پیغمبر کے وجودِ علم و عدل و وجوبِ محبت
شرط لازم سے ہے + اور واسطے یقینِ علم و عدل اور وجوبِ محبت کی وجود
نص شرط لازم سے + اور واسطے حصولِ علم و عدلِ تام + و وجودِ نص عام کی
امر پروردگار شرط لازم سے + تو چونکہ ظاہر ہوا کہ شرط و مشروط لازم و ملزوم
ہین + لہذا ضرور ہے کہ صاحبِ نصِ علم و عدل و محبت خلیفۂ مامور بامر اللہ
ہو + اب تجربہ کے طرف بھی نظر غور کرنے سے بخوبی ظاہر و آشکارا ہوجائیگا +
کہ اطاعت دلی ایک عالم و عادل منصوص واجب المحبت کی نکرنا + باعث کیسی
اختلافات کا ہوتا ہے + بلکہ باعث گمراہی و ضلالت کا + جو بترک پروردگار
قبیح و محال ہے + **وجہہ سوم** یہ دو وجوہات جو ظاہر کی گئی اوس حالت کے
ہین + کہ جس حالت مین کل اہلِ دین صالح و متقی ہون + اور صالح و متقی
سمجھے جاسکین + اور بلا اختلاف سمجھے جائین + مگر ظاہر ہے کہ حسبِ معلوم
بتجربۂ اممِ سابق و تجربۂ اممِ موجودہ حال کل اہلِ دین کا ایسا ہونا + اور بوجہہ
دشوارئ تشخیص صالحین و متقین جیسا مبحثِ ماقبل مین ظاہر ہوا ایسا سمجھا

جا سکتا + اور سمجھا جانا + از قبیل محالات + بلکہ بمصداق قولہ تعالیٰ قَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ ایسے لوگ بہت کم ہو سکتے ہین + کہ حسب ثبوتِ صحت تشخیصات اونکا بھی علم خدا ہے کو ہوتا ہے + ایسا سمجھا جا سکنا و سمجھا جانا دشوار + تا بکل اہل دین چہ رسد + پس اس حالت مین بصورت نہین ہونے ایسے جانشین سکے + بعدِ فوتِ پیغمبر کوئی صورت تحفظِ قرار واقعی شرع آلہی و راہ حق کے واسطے + مومنان اصلی و طالبانِ خاص کی باقی نہین رہتی + اور نہ کوئی صورت اعتمادِ کلی اہل ایمان و یقین کے نسبت اخبارات دینی واجبی ومثنی کی جس سے جو لوگ حیاتِ پیغمبر مین خود واقف و آگاہ نہو چکے ہون + اور نہ کوئی صورت اختتامِ حجت خدا کی باقی رہتی ہے + کیونکہ ظاہر ہے کہ بحافظتِ سکلے شرعِ آلہی کی + اور پہونچانا اخبارات دینیہ واجبیہ کا ازجانب خدا بطور صحیح و قابلِ اعتماد و یقین + متعلق ہوتا ہے صدق و عصمتِ پیغمبر سے + جسکے سبب وہ منجانبِ پروردگار دانا و عالم واسطے اس کام کے انتخاب کیا جاتا ہے + اور بعد فوتِ پیغمبر تحفظ شرع اور یقینِ اخبارات لا معلوم پیغمبر کے وہی صورت ہے + جو صورتِ تحفظ شرع و یقینِ احکامات لا معلوم خدا کے عہد پیغمبر مین متصور ہو + یعنی جس طرح بنا بر دریافت احکامِ لا معلوم خدا کے کوئی واقف کار معتمد درکار ہے + اوسی طرح بنا بر دریافت اخبارِ لا معلوم پیغمبر کوئی واقف کار معتمد مطلوب + اس صورت مین اگر بعد فوتِ پیغمبر کوئی ایسا جانشین نہو چھوڑا جائے +

تو بوجہہ نہین ہونے صالح ومتقی کل اہلِ دین کے + دست وزبان نا اصلان وخطا کاران سے + کہ کثرت بطرف اونکے ضرور ہے + شرع الٰہی کا اپنی حالتِ اصلی پر قایم رہنا ناممکن + اور بسبب دشوارِ تشخیص صالحین ومتقین کے اعتبار واعتماد ہونا بیان واخبار پر ایک دوسرے کے + باتفاق + ولایق تسکین قلب + غیر امکان + لہذا اختیار امور اصلی دین کثرت رای پر بھی جایز متصور نہین بلکہ اختیارِ احکامِ فرعی بہی خلاف قاعدہ شرعی + یعنی بغیرِ گواہیِ عادلین ظاہری اگر کہ تعین اونکا بھی خالی از اشکال نہین + ناجایز متصور + علی الخصوص اوس وقت مین کہ منافقین بھی اہلِ دین مین شامل وداخل ہون + اور بہ سبب موجودگیِ علتِ نفاق + اور بوجہہ صدور وظہورِ افعالِ نفاق + حسب نشاناتِ ظاہر کردہ خدا ورسول + شامل وداخل رہنا اونکا ممکن ومتیقن ہو + زیادہ تر تباہی وخرابی دین کی اور انہدام راہِ حق کا متصور ہے + اور زیادہ بلکہ بالکل تردد واضطرابِ مومنینِ خاص وطالبانِ خالص کا + دریافت کرنے مین اخبارات صحیحہ اور معلوم کرنے مین راہ حق کے پیشِ نظر ہے + یعنی اس صورت مین ضرور ہے کہ تاویلاتِ کلامِ الٰہی حسب اغراضِ قلبی وروایت واحادیث پیغمبر مطابقِ مطالبِ دلی ہو + ہوکر + راہِ حق وصواب مخفی ومعدوم ہو جاے + جسکے سبب مومنانِ خاص وطالبانِ خالص کو دریافت کرنا امورِ صحیحہ دین کا + اور اختیار کرنا راہ اصلی ایمان ویقین کا +

محال و مشکل ہو جائے + اور ظاہر ہے کہ مخفی و مستور ہو جانا ... کا
صریح مذموم ہے + اور بصورت نہین رہنے صورت دریافت ...
واجبات اصلیہ تکلیف اختیار راہ حق و صواب تکلیف ...
باوجود قدرت و امکان رہنما ہند موم یا اختیار ظلم دونون قبیح + ...
... الوقوع + لہذا ضرور ہے کہ بعد از پیغمبر کوئی حافظ و نگہبان شرع
... صحیح + بنظر قیام دین اصل + و برقراری راہ حق + یا اختتام
حجت سکے + رکھا جائے + مگر یہ امر بغیر قایم رہنے ایک ایسے جانشین پیغمبر کے
جو افضل الناس ہو صدق و عصمت مین جملہ اہل دین سے + اور ہر شخص
افضل سمجھے اپنے سے صدق و عصمت مین اور لازم جانے اطاعت و اسکی +
ہر قول و فعل مین + بخلوص قلب + صورت پذیر نہین + اسلئے پیغمبرون کے لئے
جانشینون کا ہونا ضرور ہے + اور یہی ضرور ہے کہ وہ افضل الناس ہون +
صدق و عصمت مین مثل پیغمبر + اور یہی ضرورت اطاعت قلبی ضرور ہے کہ
وہ واجب المحبت ہون + مگر چونکہ یقین و اعتماد فضیلت صدق و عصمت
و وجوب محبت + لایق تسکین قلب + و اختتام حجت + بغیر نص غیر ممکن +
لہذا ضرور ہے کہ وہ منصوص بنص صدق و عصمت و محبت ہون + اور چونکہ
نص کلامی خالی از اختلاف و کلام + و موثر بفہم عام نہین + لہذا یہہ ضرور ہے
کہ وہ باوصف منصوص رہنے بنص کلامی صاحب اعجاز ہون + اور چونکہ

حصولِ صدق و عصمتِ تام باوجود نص و اعجاز عام بغیر امر پروردگار غیر
امکان ہے + لہذا یہہ ضرور ہے کہ وہ مامور بامر اللہ ہوں + چنانچہ اوتعالی
فرماتا ہے کہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ یعنی اے
وہ لوگ جو ایمان لائے ہو پرہیزگاری کرو واسطے اللہ کے اور رہو ساتھ
صادقوں کے + پس اس دلیل سے ظاہر ہے کہ وجودِ صدق و عصمت و محبت
واسطے خلیفۂ پیغمبر کے شرط لازم ہے + اور واسطے یقینِ صدق و عصمت
اور وجوبِ محبت کے وجودِ نص شرط لازم اور واسطے حصولِ صدق و عصمت
تام + و وجودِ نص عام کے + امر پروردگار شرط لازم + تو چونکہ ظاہر ہوتا گیا
کہ شرط و مشروط لازم و ملزوم ہیں + لہذا ضرور ہے کہ صاحبِ نص صدق
و عصمت و محبت + خلیفۂ مامور بامر اللہ ہو + اب بہ طرف تجربہ بھی غور کرنے سے
بنظرِ روشن و ضمیر ہیں ہو جائے گا + کہ اطاعتِ ولی ایک صادق و معصوم
منصوص + واجب المحبت کی + نکرنا + کیا باعثِ تباہی و خرابیِ دین + اور
اشکالِ دریافت و تفریقِ اخبارات صحیحۂ شرع متین کا ہوتا ہے + بلکہ
باعث تضیع ایمان و یقین کا + جو بترک پروردگار قبیح و محال ہے + اب
خلاصہ دلایلِ مندرجۂ بالا کا اس طرح معلوم کرنا چاہئے + کہ خدا مصلح ہے +
اور پیغمبر آتا ہے واسطے ہدایت و اصلاح عامۂ خلایق کے + اور اوسکی متعلق
دو کام ہوتے ہیں + ایک کار رجوع بخدا + یعنی حاصل کرنا مصالح خلایق کا +

خدا سے + کہ وہ شرع آلہی ہے + اور دوسرا کارِ رجوع بخلق + یعنی جاری شایع
کرنا مصالح خلایق + یعنی شرعِ آلہی کا خلق مین + اسلیئے پیغمبرون مین
دو قسم کے صفات کا ہونا ضرور و لازم ہے + پہلی وہ صفات جو واسطے انجام
کار رجوع بخدا کے درکار ہین + یعنی قوت برداشت تنزیل وحی وغیرہم
دوسری وہ صفات جو واسطے انجام کارِ رجوع بخلق کے + یعنی واسطے
جاری و شایع کرنے شرع آلہی کے + مطلوب و ضرور ہین + جنکا ذکر بحثِ دوم
مبحثِ رسالت مین کیا گیا + پس ظاہر ہے کہ ان دو کامون سے ایک کام
یعنی کارِ رجوع بخدا + پیغمبر کی ذات پر اور اوسکی حیات تک + ختم و طی
ہو جاتا ہے + یعنی پہر احتیاج حصولِ مصالح خلایق + یعنی تنزیلِ وحی
وغیرہ کی + باقی نہین رہتی ہے + مگر دوسرا کام یعنی کارِ رجوع بخلق یعنی
جاری و شایع کرنا شرع آلہی کا + حیاتِ پیغمبر مین اختتام نہین پاتا + کیونکہ
جملہ خلایق اوس شرع پر قایم نہین ہو جاتی + اور نہ ہر یک از قایم شدگان
کل شرایع سے واقف و آگاہ ہو جاتے ہین + اور نہ سب سے بسبب جبلتاً
ناگواریِ قیود + باختیار خود ہمیشہ قیودِ شرعی معلوم شدہ پر + قایم رہنے کی
امید ہوتی ہے + اور نہ کل تشریح و تفسیر و تاویل شرایع کی + حیاتِ پیغمبر مین
طی ہو جاتی ہے + اور نہ کل شرع ایسی محفوظ ہوسکتی ہے + جسمین تبدیل
و تغیر متن خواہ معنی مین ممکن نہو + اور ظاہر ہے کہ حاصل کارِ رجوع بخدا کا +

انجامِ کارِ رجوع بخلق ہے + یعنی اگر کارِ رجوع بخلق انجام نپائے + تو کارِ رجوع بخدا + جملہ عبث و بیفایدہ و ضایع ہوجائے + اور وہ خود حیات میں پیغمبر کے انجام نہیں پاچکتا + اور علاوہ اسکے کارِ رجوع بخلق + اہم تر ہے کارِ رجوع بخدا سے + کہ اسمین معاملہ ساتھ ایک دانا و عادل کے ہے + اور اوسمین معاملہ ساتھ لاکہ جاہلان اور ظالمان کے + اور پوشیدہ نہین کہ معاملہ جاہلان و ظالمان مشوش و مخوف تر ہے + بنسبت معاملہ دانا و عادل کے + چنانچہ مدارج اربعہ صوفیہ سے بھی یہ درجہ آخر ہے + یعنی مِنَ اللّٰہِ اِلَی الخَلقِ + لہذا بعد فوت پیغمبر کے اگر کوئی شخص بنابر انجام و انصرام و اختتام + اس کارِ ضروری و لازمی و مخوف تر کی + قایم نرکہا جاتا + تو ضرور ہے کہ بقیہ کارِ رجوع بخلق معطل و معقود یا ناقص و ناتمام یا خلاف حق و صواب ہوکر + بلکہ حجت تک اختتام نپاکر + شقتِ کارِ رجوع بخدا + بالکل ضایع و بیفایدہ و عبث ہوجاے + اور ظاہر ہے کہ تعطیل و نقص کارِ لازمی + یا ظہورِ خلافِ حق و صواب + یا ارتکاب فعل عبث + جملہ قبیح + خدا سے غیر ممکن الوقوع + اسلئے پیغمبرون کی لئے جانشینونکا ہونا ضرور ہے + لیکن چونکہ کارِ رجوع بخلق ذمہ جانشین کے اوسیطرح باقی رہتا ہے کہ جسطرح ذمہ پیغمبر کے کیا گیا تہا + خصوص نسبت اون خلایق کے + جو حیات پیغمبر مین دین اختیار نکر چکے ہون + اسلئے جانشینون مین اون صفاتِ پیغمبر کا + قایم و موجود رہنا ضرور ہے + جو واسطے انجامِ کارِ رجوع بخلق کے +

ضرور ولابد ہین + (نہ وہ صفات جو ضرور ہین واسطے انجام کار رجوع بندگان
کہ وہ مخصوص ہین واسطے پیغمبر کے + اور اسی سبب سے درجہ پیغمبری کا اعلیٰ
ہوتا ہے درجہ امامت وغیرہ سے +) اور وہ صفات جو واسطے انجام کار
رجوع بخلق کے پیغمبرون مین ضرور ہین + تشریحاً معہ وجوہات ضرورت
بحث رسالت مین گذری + مگر تفصیل اونکی یہ ہے + اول علم ... تعلیم
دوم عدل + صدق و عصمت + اخلاق پسندیدہ + پس چونکہ بنا ...
بحث دوم بحث رسالت + و مندرجہ وجوہات ... موجود
ہونا صفات مذکور کا خلیفہ مین + بنظر انجام کرنے کار رجوع بخلق کے + (جو امر
ومخوف تر و حاصل کار رجوع بخدا کا ہے +) خلیفہ کے لئے + اور بنظر اختیار کر
دین اور راہِ حق وصواب کے خلایق کے لئے + ضرورت ہے + لو بصورت نہ موجود
رہنے صفات مذکور کے خلیفہ مین + تکلیفِ انجام کار رجوع بخلق خلیفہ پر +
و تکلیفِ اختیار دین و راہِ حق وصواب خلایق پر + دونون تکلیف زاید
و مالایطاق متصور + جو ظلم ہے صریح + و خدا سے غیر ممکن الوقوع + لہذا ضرور ہے
کہ خلیفہ پیغمبر صاحب اعجاز و موصوف بصفات مذکور ہو + مگر چونکہ حصول
صفات تام خصوص حصول معجزات + بغیر امر پروردگار ممکن نہین + اور
بہی اعتماد و یقین اونکی موجودگی کا + طالبانِ راہ حق و یقین کو حسب اطمینان
قلب + یا اختتام حجت + بغیر نص غیر امکان + لہذا ضرور تر ہے کہ جانشینان پیغمبر

منصوص بصفاتِ مذکورہ و مامور بامر اللہ ہون + چنانچہ اسی جگہہ سے ہے جو
پروردگارِ عالم نے بمقدمۂ نصبِ جانشین نازل فرمایا + قولہ تعالیٰ یَا اَیُّہَا
الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ
رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ + یعنی اے رسول پہنچا دے سب کو جو
اوتارا طرف تیرے پروردگار نے تیرے + اور اگر نہ پہونچایا تو نے سب کو
تو پس نہین پہنچایا تو نے کوئی رسالت اپنی + حلیۃ الاولیا و تفسیر ثعلبی مین
براء بن عازب سے مروی ہے + کہ یہ آیۃ نازل ہوئی بیچ شان علی ابن ابیطالب کے + کہ
بعد ازان آنحضرت صلعم نے منبر پر جاکر اور ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کا اوٹھا کر
فرمایا کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ + یعنی جسکا مولا مین ہون اوسکا
مولا یہ علی ہے + اور بھی اسی جگہ سے ہے کہ جو بعد مقدمہ نصب جانشین نازل
فرمایا + قولہ تعالیٰ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا + یعنی آج کامل کیا مین نے دین
تمہارا اور تمام کی مین نے نعمت اپنی اور راضی ہوا مین واسطے تمہارے ساتھ
دین اسلام کے + مناقب ابن مردویہ مین ابو سعید خدری سے مروی ہے +
کہ یہ آیۃ نازل ہوئی بروز غدیر خم کے + اوسوقت کہ اوٹھایا آنحضرت صلعم نے
ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کا + کہ بعد ازان فرمایا + کہ اللہ اکبر برا کمالِ دین
واتمامِ نعمت و رضاء پروردگار بر رسالتِ من و ولایتِ علی + اور کیون نہو

کہ نصبِ خلیفہ منجانب اللہ ایک ایسی ہی امرِ اہم ہے + امورات دین سے
کہ اس سے اہم و اعظم ترکوئی امر نہین + کہ بغیر اسکے خود دین کا وجود بطور
اصل و حق قایم رہنا + یا حجتِ الٰہی کا اختتام پانا + جسکے لئے یہ سارا اہتمام ہے
محال متصور ہے + اس صورت مین باوجود ایسی ضرورت شدید کی + اور موجود
رہنے اِن روایات کے + آیات مذکورہ کی نسبت بموقع تاویل کرنا + یا دوسری
روایات بیمحل پر اعتماد کرنا صریح بیراہ روی اور ہلاکت کو اختلافات و ضلالت مین
ڈالنا ہے + پس دلایل مندرجہ بالا سے بخوبی ثابت ہوگیا + کہ وجود اعجاز و اجتماع
جملہ صفات و وجوبِ محبت + واسطے خلیفہ پیغمبر کے شرط لازم ہے + اور بنا بر
یقین موجودگی نصوص صفات کے + امر پروردگار شرط لازم + مگر چونکہ ظاہر ہوتا گیا + کہ شرط
و مشروط لازم و ملزوم ہین + لہذا وجودِ مشروط وجودِ شرط پر دال + و وجود شرط وجود مشروط پر
دال + تو نفس مشروط عین نفس شرط + و نفس شرط عین نفس مشروط + لہذا
ضرور ہے کہ صاحبِ اعجاز و منصوص بنصوص صفات و محبت + باوجود عدم ثبوت
نصوص مخصوصہ خلافت کے + خلیفہ منصوص و مامور بامر اللہ ہو + اب ایک
روایت مناسب مقام کتاب حیات القلوب سے نقل کی جاتی ہے + روایت
کلینی و ابن بابویہ و دیگران بسندِ معتبر روایت کردہ اند + کہ حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام از ہشام بن سالم + کہ از فضلای اصحاب آنحضرت است +
پرسیدند + کہ چہ با عمر بن عبد بصری + کہ از علما صوفیہ اہلسنت بود چگونہ سوال

کردی + هشام گفت فدای توشوم ای فرزند رسول خدا صلعم من از شما
شرم میکنم وزبان ما در خدمت شما کار نمیکند که سخن گوید + حضرت فرمود که هرگاه
شما را امر کنیم می باید که اطاعت کنید + هشام گفت که بمن خبر رسید دعوای
فضیلت عمر + ونشستن او در مسجد بصره وافساد کردن + برمن بسیار گران آمد +
پس روانه شدم ودر روز جمعه داخل بصره شدم + وبمسجد بصره در آمدم + حلقهٔ
بزرگی دیدم که بر دور عمر برآمده بودند + واو یک جامه سیاهی از پشم بر کمر بسته +
ویک جامه دیگر چنین ردا کرده بود + ومردم از و سوالها میکردند + پس راه
کشودم ودر میان حلقه داخل شدم + ودر آخر همه بدو زانو نشستم + گفتم ای عالم
من غریبم ومسئله دارم + رخصت میدهی + که سوال کنم + گفت بلی + گفتم آیا
چشم داری + گفت ای فرزند این چه سوال است + گفتم سوال من چنین است +
گفت ای فرزند سوال کن هر چند مسئلهٔ احمقانه است + گفتم چشم داری +
گفت بلی + گفتم بان چه می بینی + گفت رنگها وشخصها + گفتم آیا بینی داری +
گفت بلی + گفتم بآن چه کار میکنی + گفت بوها استشمام میکنم + گفتم آیا دهان
داری + گفت بلی + گفتم بآن چه کار می کنی + گفت مزهٔ چیزها بآن میبابم +
گفتم آیا زبان داری + گفت آری + گفتم بآن چه کار میکنی + گفت بآن سخن
میگویم + گفتم آیا گوش داری + گفت آری + گفتم بچه کار تو می آید + گفت
صداها بآن می شنوم + گفتم آیا دست داری + گفت بلی + گفتم بآن چه میکنی +

گفت بآن چیزها را فرو میگیرم + گفتم آیا دل داری + گفت بلی + گفتم بچه کار تو
می آید + گفت بآن تمیز میکنم آنچه را بر این اعضا و جوارح مشتبه میشود + گفتم آیا
آن جوارح بس نبودند و از دل مستغنی نبودند + گفت نه + گفتم چرا از دل مستغنی
نیند و حال آنکه همه صحیح و سالم اند + گفت ای فرزند وقتیکه این اعضا شک میکنند
در چیزیکه بوئیده اند یا دیده اند یا چشیده اند یا شنیده اند یا لمس کرده اند میبرند آنرا
بدل + پس او یقین را جزم و شک را باطل میکند + گفتم پس خدا دل را در بدن
بازداشته است برای آنکه شک جوارح را برطرف کند + گفت آری + گفتم پس البته
باید دل در بدن باشد و ناچار است از آن + و اگر دل نباشد ادراک جوارح
مستقیم نمیگردد + گفت بلی + پس گفتم ای ابومروان خداوند عالمیان اعضا و
جوارح ترا نگذاشته است بی امامی و پیشوائی که آنچه حق است بر ایشان بیان کند
و شک از ایشان زایل کند + و جمیع خلایق را در حیرت و شک و اختلاف گذاشته است
و امامی و مقتدائی از برای ایشان نصب نکرده است + که در حیرت و شک خود
باو رجوع کنند که ایشانرا براه حق مستقیم بدارد + و حیرت و شک از ایشان بردارد
چون این را گفتم ساکت شد + هیچ جواب نگفت + پس بجانب من التفات نمود
و گفت تو هشام بن حکمی + گفتم نه + گفت با او همنشینی کرده + گفتم نه + گفت از مردم
کجائی + گفتم از اهل کوفه ام + گفت البته تو هشامی + پس برخواست و مرا در بر گرفت
و در جای خود نشانید + و حرف نزد تا من برخواستم + چون این قصه را نقل کردم

حضرتِ صادق علیہ السلام خندید وفرمود + کہ ای ہشام این را از کجا آموختہ بودی
گفتم ای فرزندِ رسولِ خدا صلعم چنین بر زبانم جاری شد + و بروایتِ دیگر
گفت کہ از شما اخذ کردہ بودم + اجزای آن را با یکدیگر تالیف کردم حضرت فرمود
این مضمون در صحف ابراہیم و موسیٰ نوشتہ شدہ است +

بحثِ دُوم تمہید مین خلافت خاص آنحضرت صلعم کی

چونکہ بحثِ خلافتِ عام مین + براہینِ صادق و دلایل واثق ثابت ہوا + کہ
خلفاء پیغمبر کے لئے بنا بر انجام کارِ اہم خلافت کے ضرور ہے کہ موصوف ہون
کل صفات مین اپنے پیغمبر کے + یعنی معجزات پیغمبر رکھتے ہون + اور افضل
الناس ہون بعد از پیغمبر + علم و عدل و صدق و عصمت و جمیع اخلاق پسندیدہ مین
و در اجرای و قیام دین بطورِ احسن و حسبِ مقصودِ خدا محال و غیر ممکن یعنی
وجود اعجاز و اجتماع صفات واسطے خلیفہ کے شرط ضروری و لازمی ہے ہے
پس اس حالت مین ہرگز کوئی قلب قبول نہین کرسکتا ہے + کہ بعدِ آنحضرت صلعم
کوئی ایسا مدعیٔ خلافت پیچھوٹا ہو + کیونکہ ترک کار ضروری قبیح ہے خدا سے
ممکن نہین + علی الخصوص بعد آپ کے ایسے خلفاء کا ہونا ضرورتر ہے کس لئے کہ آپ
خاتم الانبیاء ہین + کوئی دوسرا پیغمبر یا نبی آپ کے بعد آنے والا نہین + ملت آپکے
تاقیامِ قیامت جاری و قایم ہے + دین مین آپکے بسبب موجودگی علتِ نفاق
منافقین و مفسدین کا شامل و داخل رہنا ظاہر ہے + جیسا ظاہر ہوا + اور بادجود دیکہ

آپ جمیع خلایق پر مبعوث ہین + دین آپکا عہد مین آپکے بجز ملک عرب کہین
جاری و شایع نہین ہوا + پس بعدِ آنحضرت صلعم اگر کسی ایسے شخص کا چہوٹنا
ظاہر نہو + جسکی تعریف اوپر لکہی گئی + تو خود حقیقت ہین اس دین کی کلام عظیم
پیدا ہوا جاتا ہے + بسبب اس ترکِ ضروری و لازمی کے + جو باعثِ فوت
مقصود و قبیح متصور ہے + و خدای دانا و قادر سے غیر ممکن الوقوع + اور اگر
بعد آنحضرت صلعم کسی ایسی مدعی خلافت + یعنی صاحب اعجاز + + منصوص
بصفات + واجب المحبت کا + چہوٹنا و موجود رہنا + حقًا و یقینًا ظاہر و ثابت ہو +
تو ہو المقصود + و مطلوب و مرغوب + یعنی پہر اوسکو حسبِ دلایل مندرجۂ بحث
ماقبل خلیفہ برحق و منصوص جاننا + اور مثل پیغمبر بجمیع امور اوسکی اطاعت
و فرمانبرداری کرنا + واجب و لازم + اور اوس سے عدول کرنا + یا سوا اوسکے
دوسرے کو خلیفہ بنانا + یا خلیفہ سمجہنا + صریح ضلالت و گمراہی + اور بعد علم
و وقوف + بمعجزات و صفاتِ مدعی موصوف + پہر کوئی اور دلیل خواہ نص
بہ ثبوتِ خلافت و ماموریت اوسکے طلب کرنا + محض بیراہہ روی + کیونکہ دلایل
مندرجۂ بحث ماقبل + ظاہر ہے کہ خود پیغمبر پہچانا گیا بذریعہ انہین معجزات
و صفات کے + نہ کسی اور دلیل سے + اور نہ کوئی دوسری دلیل موثر معرفت
پیغمبر قایم ہو سکتی ہے + اس صورت مین ہر شخص سمجہ سکتا ہے کہ جو امر واسطے
ثبوتِ پیغمبری اور ماموری پیغمبر کی کافی ہوگا + وہی امر واسطے ثبوتِ خلافت

وماموریٔ خلیفہ کی زیادہ تر کافی ہو سکتا ہے + اور جو امر واسطے ثبوت خلافت وماموریٔ خلیفہ کی کافی نہوگا + وہی امر واسطے ثبوت پیغمبری و ماموریٔ پیغمبر کی زیادہ تر کافی ہو نہیں سکتا + اس صورت میں رد کرنا ایسے ثبوت کا نسبت خلیفہ + خالی از انکار پیغمبری نہیں یعنی اگر بذریعہ معجزات کے صفات خلیفہ پہچانا نہیں جاتا + تو پیغمبر زیادہ تر پہچانا جا نہیں سکتا ہے + اور چونکہ معرفت پیغمبر کے لئے کوئی اور ثبوت نہیں + اسلئے بصورت انکار خلافت انکار پیغمبری ثابت + چنانچہ کتب فریقین میں آیا ہے + کہ جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور محمد حنیفہ میں نسبت امامت کے بحث ہوئی + تو اگرچہ دونوں عالم تھے + مگر کوئی دلیل کافی تصور نہوکر + رجوع لائے طرف معجزہ کے + اپنی طرف گواہی سنگ اسود کے + اور بعد گواہی سنگ اسود برحقیت امام علیہ السلام + محمد حنیفہ اپنے دعوی یعنی دعوائی امامت سے دست بردار ہوگئے + اس سے صاف ظاہر ہے کہ کافی تر از معجزات کوئی دلیل نہیں + اور اصول عقلی اوسکا یہ ہے + کہ فعل معجزہ بوجہ پہنچے بقدرت پروردگار تقرب ثابت کرتا ہے صاحب اعجاز کا خدا سے + اور ظاہر ہے کہ مقرب خدا کاذب ہو نہیں سکتا + بلکہ ضرور ہے کہ جمیع صفات میں موصوف ہو لہذا صاحب اعجاز جو دعوی کرے صادق ہے اپنے دعوی میں + وہ دعوی خواہ رسالت کا ہو + خواہ نبوت کا + خواہ امامت کا + خواہ خلافت کا + خواہ

ولایت کا + اور چونکہ تقرب خدا بغیر موجودگی جملہ صفات ممکن نہین + لہذا صاحب
اعجاز مین کل صفات کا موجود رہنا خود بخود یقین ہو جاتا ہے + اور یہ بات ایسی
صریح و واضح و مستحکم و فیصل و عام فہم ہے + کہ کوئی ذہن اسکے فہم سے عاجز
رہ نہین سکتا + اور نہ انکار کر سکتا ہے + مگر بعصیان + چنانچہ اسی لئے پروردگار
عالم نے معجزات کو ثبوت ماموری اور نشان آقری کا اپنے قرار دیا ہے +
تا ہر خاص و عام پر بخوبی حجت ختم ہو + اور یہی ظاہر ہے + کہ خلافت منجانب
خدا کے معرفت و شناخت کی یہی تین ۳ صورتین ہین + اول وجود معجزات +
دوم ظاہر و ثابت رہنا اون صفات کا جو واسطے انجام اس منصب کے ضرور
و لازم ہین + سوم موجود رہنا نصِ خاص خلافت کا + مگر پوشیدہ نہین کہ دو ثبوت
اول مفید عام ہین + اور ثبوت آخر مفید خاص فرقہ + اور ثبوتِ مفیدِ عام
افضل و اعلیٰ متصور ہے + ثبوت مفید خاص سے + اس صورت مین خدا
و رسول کو ضرور نہین ہے کہ باوجودِ عطای معجزات + و اظہار صفات + نسبت
خلافتِ صاحب اعجاز و صفات + کوئی اور نص کرین + اور اگر کرین تو نص نوراً
علیٰ نور ثبوت تائید ہوگا + نہ ثبوت اصلی و ضروری + اور یہی ظاہر ہے کہ ہر
دعوی و ہر قول و فعل صاحبِ اعجاز و صفات + خود واسطے یقین کرنے کے
کم از نص نہین + پس چونکہ ثابت ہوا کہ مدعی صاحبِ اعجاز و صفات + ضرور ہے
کہ خلیفہ مامور بامر اللہ ہو + مثل پیغمبر + اس صورت مین ضرور ہے کہ انکار صریحی

ایسے خلیفہ کا + مثل انکار صریحی پیغمبر کی کفر ہو + اور انکار تاویلی ایسے خلیفہ کا + مثل انکار خفی پیغمبر کی نفاق + چنانچہ اسی جگہ سے ہے جو آنحضرت صلعم سے نے فرمایا ہے + کہ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاهِلِیَّۃً یعنی جو مرا اور نہیں پہچانا اپنے امام زمان کو پس مرا وہ اوپر موت جاہلیت کے + اور بھی اسی جگہ سے ہے کہ علمای مذہب امامیہ اثنا عشریہ نے خلافت و امامت کو اصول دین میں شمار کیا ہے + کما هُوَ الحق + اب ایک روایت مناسب مقام کے + کتاب حیات القلوب سے نقل کیجاتی ہے + بروایت کلینی و شیخ طبرسی روایت کردہ اند از یونس بن یعقوب + کہ مردی از اہل شام بخدمت حضرت صادق علیہ السلام آمد گفت + من مردی ہستم صاحب علم کلام و علم فقہ و علم فرایض و میراث + و آمدہ ام تا با اصحاب تو مناظرہ و مباحثہ کنم + حضرت فرمودند کہ کلام تو از کلام رسولخدا است یا از پیش خود میگوئی + گفت بعضی از کلام آنحضرت است + و بعضی از پیش خود میگویم + حضرت فرمودند کہ پس تو شریک حضرت رسولی + آیا وحی را از خدا شنیدہ کہ ترا خبر دادہ است باحکام خود + گفت نہ فرمود کہ پس اطاعت تو واجب است چنانچہ اطاعت رسول خدا واجب است + گفت نہ + یونس گفت پس حضرت بجانب من ملتفت شدہ و فرمود ای یونس این مرد پیش از آنکہ سخن بگوید کلام خود را باطل کرد زیرا کہ گفت وحی الٰہی باو نمیرسد +

وخدا او را واجب اطاعت کرده باشد + سخن گفتن او در امور دین باطل خواهد بود
بلکه خود را شریک خدا گردانیده خواهد بود + پس هشام بن حکم که از متکلمان آنحضرت
و در نهایت فضل و علم و فطانت بوده + دران وقت تازه خطش دمیده بود
داخل مجلس شد + حضرت آنرا تعظیم فرمود و جای برای او کشود + و فرمود که تو
یاری کننده مائی بدل و زبان و دست + پس بعد از انکه جمیع از اصحاب آنحضرت
با وسخن گفتند و برو غالب نشدند + حضرت بشامی فرمود که باین پسر مناظره کن +
یعنی با هشام + پس شامی گفت یا هشام با من گفتگو کن در باب امامت این مرد
هشام ازین سخن بجای ادبانه او در غضب شده گفت ای مردک ایا خدا بمردم مهربان
ترست یا مردم نسبت بخود + گفت بلکه خدا مهربان ترست + هشام گفت بمهربانی
خود چه کرده است نسبت بمردم + شامی گفت از برای ایشان حجتی و راهنمای
اقامت کرده است + که پراگنده نشوند + واختلاف درمیان ایشان بهم نرسد +
وامور ایشان منتظم گردد + وخبر دهد ایشانرا بفرائض پروردگار ایشان +
هشام گفت آن مرد کیست + گفت رسولخدا صلعم + هشام گفت بعد از رسولخدا
که بود + گفت کتاب خدا وسنت رسولخدا صلعم + هشام گفت آیا کتاب و سنت
بما نفعی بخشیده است امروز + درانکه اختلاف را از ما برطرف کند + گفت بلی +
هشام گفت پس چرا ما و تو اختلاف داریم + از جهت این اختلاف تو از
شام بسوی ما آمده که مناظره کنی + پس شامی ساکت شد و جواب نتوانست بگوید +

پس حضرت بشامی گفت چرا سخن نمیگوئی + شامی گفت اگر گویم اختلاف ندارم
دروغ گفته ام + واگر گویم کتاب وسنت بعد از رجوع بآنها رفع اختلاف
میکند غلط گفته ام + زیراکه احتمال وجوه بسیار دارد و هرکسی آنهارا موافق
مطلب خود عمل میکند + واگر گویم که اختلاف دارد + پس کتاب وسنت نفعی
نبخشیده + اما نیز من میتوانم همین سخن را باو گردانم + حضرت فرمود که برگردان
تا جوابش بشنوی + شامی گفت خدا مهربان تر نسبت بخلق + یا خود نسبت
بخود مهربان تر + هشام گفت خدا مهربان تر است + شامی گفت آیا کسی را
بازداشته است که اختلاف را از ایشان برطرف کند + وامر ایشانرا باصلاح
آورد + وحق و باطل را برای ایشان تمیز دهد + هشام گفت زبان حضرت
رسول صلعم رامی گوئی یا امروز + شامی گفت در زبان حضرت رسول صلعم
آن حضرت بود + امروز را بگو کیست + هشام گفت این بزرگوار که اینجا نشسته است
واز اطراف عالم بارمی بندند وبسوی او می آیند + و مارا خبر می دهد باخبار
آسمانی وقرآنی که از پدر و جد خود دارد + شامی گفت این از کجا بر من معلوم
تواند شد + هشام گفت بپرس از وهرچه خواهی + شامی گفت عذرهرا قطع کردی
الکنون بر من است که سوال کنم + حضرت فرمود که ای شامی ترا خبر دهم که سفر تو
چگونه بود ودر راه چه بر تو واقع شد + چون حضرت همه را خبر داد + گفت راست
میگوئی در الحال بتو ایمان آوردم ومسلمان شدم حضرت فرمود که بلکه الحال

ایمان اوردی و پیشتر چون کلمتین می گفتی مسلمان بودی و اسلام پیش از
ایمان بهم میرسد و احکام دنیا از میراث و نکاح وغیره آن بدان اسلام مترتب
میشود + و ثواب آخرت بر ایمان میباشد و تا اعتقاد بامامت ائمه معصومین علیهم السلام
نکنند مستحق بهشت نمیشوند چنانچه گفته است گفتی پس [illegible]
بیمهم یگانگی خدا اور رسالت حضرت رسول صلعم + و گواہی [illegible]

بحث دوم در ثبوت خلافت و امامت بلا فصل جناب امیر علیہ السلام +

چونکہ بحث ما قبل سے یہ ثابت ہوا کہ اگر بعد آنحضرت صلعم اوس زمانہ مین کوئی [illegible]
صاحب اقتدار اور افضل الناس بصفات علم و عدل و ورع و تقوی و شجاعت و
اخلاق حسنہ بہرہ موجود ہو + تو اوسکو خلیفہ برحق و معصوم جاننا + اور اطاعت
و فرمانبرداری اوسکی مثل پیغمبر کرنا واجب ہے + اور اوس سے عدول کرنا یا سوا
اوسکے دوسرے کو خلیفہ بنانا یا خلیفہ سمجھنا + گمراہی و ضلالت ہے + پس
اس صورت مین اگر انصاف سے دیکھا جاوے + تو کتب فریقین سے + یعنی
باتفاق و اجماع امت ظاہر و ثابت ہے + بلکہ مشہور و زبان زد خاص و عام
ہے + کہ بعد آنحضرت صلعم کے جناب امیر علیہ السلام کل صفات مذکورہ مین
بوجہ احسن موصوف و معروف تھے + کہ کسی کو جای کلام نہین + جیسا بحث
مابعد مین تفصیلاً ثابت کیا جاوے گا + انشاء اللہ تعالی + اور سوای جناب
امیر علیہ السلام کے اوس وقت کوئی اور مدعی خلافت ایسا نہ تہا + کہ جس مین

کل صفات مذکورہ کا اجتماع و موجود رہنا + اس طرح ثابت ہو سکے + جسکے رو سے افضل الناس ہونا اوسکا + بعد آنحضرت صلعم کل صفات مذکورہ میں + قابل یقین یعنی باالاتفاق و بالاجماع امت ظاہر ہو + اور تعین علاوہ دلایل مندرجہ بحث ثانی ماقبل ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم افضل جمیع رُسل اور اشرف جمیع انبیاء ہین + تو مناسب بلکہ ضرور ہے کہ خلفاء و جانشین آنحضرت صلعم کے بھی افضل و اشرف ہوان خلفاء دیگر پیغمبرانسے ہو تمسے + کیونکہ کسر شان جانشین سے کسر شان پیغمبر متصور ہے + جیسے کسر شان پیغمبر سے کسر شان خدا + اور معلوم ہے کہ خلفاء دیگر پیغمبران کے صاحب معجزات و موصوف بہمہ صفات تھے + کسی وقت مین کافر رہنا اونکا ثابت نہین ہوتا + چنانچہ فتوحات القدس مین رسکہ سے کہ یکی از اصحاب جناب امیر تہا منقول ہے + کہ ایک روز یکی از متابعان جناب امیر نے کہا + کہ یا امیر المومنین بنی اسرائیل نے وصی موسی سے براہین و معجزات دیکھے اور نصاریٰ نے وصی عیسیٰ سے خارق عادات و کرامات مشاہدہ کئے + اگر ہملوگ بھی آپ سے کوئی کرامات دیکھتے + تو موجب اطمینان قلب و ازدیاد یقین کا ہوتا + آخر بعد الحاح بسیار آپ معہ جمعی از صحابہ ایک مزین شور زار مین پہونچے + اور یکی از اسمار حسنی آہستہ پڑہکر فرمایا + کہ جو کچھ زمین نہان ہے آشکار اکر + صحابہ نے جانب راست کیفیت بہشت کہ اصحاب یمین

خبر دیتی تہی + اور جانب چپ کیفیت دوزخ کہ حال اصحاب شمال کا یاد دلاتی تہی + مشاہدہ کی + الی آخرہ + اس صورت مین خلفاء آنحضرت صلعم کا غیر موصوف ہونا + اور چالیس چالیس برس تک مشرک وکافر رہنا + ہرگز ایمان گوارہ نہین کرسکتا + اور کیا طرح خدای دانا وقادر سے ممکن تصور ہوتا کہ علاوہ ضرورت مندرجہ بحث ہای ماقبل + ایسا امر نامناسب نسبت خلافت آنحضرت صلعم کے گوارہ کرے + اور اہلسنت ہرگاہ غیر صالح ہونا اصحاب آنحضرت صلعم کا + باوصف ثبوت غیر صالحی اصحاب دیگر پیغمبران کے معیوب کہتے ہین + تو ایسے امر معیوب تر کا گوارہ کرنا + خالی از عجایب وغرایب نہین + چنانچہ قولہ تعالی اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ مطلب اس آیہ کا یہ ہے + کہ خدا فرماتا ہے حضرت ابراہیم سے کہ بہ تحقیق مینے تجکو امام انام کیا + تو انہون نے عرض کیا + کہ میری ذریت کو بہی ایسی ہی کر + تو فرمایا خدا نے کہ عہد میرا یعنی امامت وخلافت نہین پہونچ سکتی اون فرزندون کو تیری + جو ظالم یعنی مشرک وبت پرست ہووینگے + چنانچہ عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بعد نزول اس آیہ کے فرمایا + کہ اللہ تعالی نے دعوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور پیا ان امامون کے منتہی فرمائی + کہ کبہی کسی بت کے آگے سجدہ نہین کیا + یعنی مجہے پیغمبر مرسل فرمایا اور علی کو وصی میرا

مولوی عبدالعزیز دہلوی اپنے تفسیر مین + بہ تفسیر اس آیہ کے لکھتے ہین خلاصہ
مطلب اونکا یہ ہے کہ امامیہ واسطے امامت کے عصمت شرط سمجھتے ہین لہذا
بموجب اس آیہ کے + کفر قبل اسلام پر خلفاء کے معترض ہوکر + اونکو لایق خلافت
کے نہین جانتے ہین + حالانکہ اس آیہ مین لفظ ظالمین واقع ہے + اور مقابل
ظلم عدل ہے + نہ عصمت + اور جو شخص کفر سے طرف اسلام کے رجوع لاتا ہے
سب برائیون سے پاک ہوجاتا ہے + توکفر زمانہ قبل اسلام کو + مانع خلافت
سمجھنا محض بیجا + اور اگر عصمت واسطے امامت کے شرط تصور ہو + تو واسطے
قاضیان ومفتیان ومجتہدان کے بھی معصوم ہونا ضرور ہے + انتہا مدعا کلام
پس واضح ہو کہ یہ کلام مولوی موصوف کا مغالطہ دہی سے ناواقفان عوام
کم نہین کیونکہ ظاہر ہے کہ ظلم اوپر تین ہی قسم کے ہوسکتا ہے + ظلم بحقوق خدا +
وظلم بحقوق دیگران وظلم بحقوق نفس خود + اور اگرچہ نقصان کل ظلمون کا آخر
عاید نفس خود ہے + مگر جتنے افعال ذمیمہ ہین + ان تین قسم کے ظلمون سے خالی
وباہر نہین ہوسکتے + اور کفر وشرک کہ ظلم بحقوق خدا ہے + اور صریحاً وبدیہاً
خلاف ہر عقل + جیسا ظاہر ہوا + اور جسمین نقصان عظیم بے نفع مطلق متصور ہے +
بدترین ہے کل ظلمون کو + اور زیادہ تر خلاف عدل متصور ہے + جیسا اوتعالے
فرماتا ہے کہ + اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ + لہذا حصول عدل تام بغیر حصول
عصمت محال + تو اس صورت مین عدل وعصمت الفاظ مترادف یعنی متحد المعنی

یا لازم و ملزوم [illegible] تو عادل اصلی [illegible] معصوم ہو [illegible]

معصوم کوئی [illegible] نہیں ہو سکتا [illegible]

ظاہر ہوا کہ [illegible]

[illegible] اسکی ظاہر ہے [illegible]

[illegible]

تشخیص ایمان و صلاح و تقوی اصلی ہو سکے + غیر [illegible] تشخیص [illegible]

کہ [illegible] تمام جبلی ہے + بہر نوع غیر قابل تغیر و [illegible] ہر کسی قسم میں

کوئی ظالم [illegible] کفر و شرک و اخلال [illegible] واقع [illegible] نہیں ہو سکتا + اور اس صورت

موجود رہنے [illegible] عصمت کے بہر وجوہ قابل اعتماد و یقین + اور یہی ظاہر ہے

کہ اگرچہ [illegible] ایمان بعد از کفر سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں + مگر ذلت ظلم

و بد [illegible] اس صورت میں ممکن نہیں ہے کہ پروردگار عادل

و [illegible] کہ صلاح عامہ خلایق اوس سے متعلق ہے +

اور قیام [illegible] ہیں + اوسپر موقوف + واسطے ایسے شخصوں کی

گوارا کرے [illegible] ذلیل [illegible] ہوں + اور جنکا عدل بعد از ظلم کثیر

ناقص [illegible] غیر قابل اعتبار و یقین خلایق ہو + بلکہ

اس صورت میں نقص تعین و تشخیص + حسب مسئلہ ہای تقدیر فریقین + نسبت

پروردگار ثابت ہوتا ہے + اور نیز نقص علم و دانائی و قدرت + کما لا یخفی +

شاید مرزائی صاحب نے خلافت کو گواہی امور فروعی + و قضایای مسلمانان کے
تصفیہ پر قیاس فرمایا + کہ اوسکے لئے عدل ظاہری کا فتوی جاری کیا + مگر اوسمین بھی
عادلین درکار ہین + تا اتفاق و اختلاف کلام سے اصل مدعا ظاہر ہوجاے +
اس صورت مین ظاہر ہے کہ امر عظیم خلافت تو + اوس ادنی گواہی سے بھی
کمتر ٹھہرا + مصرعہ برین عقل و دانش بباید گریست + اور بحالت نشر عصمت
امام کے جو قاضیان و مفتیان وغیرہ کا بھی معصوم ہونا ضرور نہ فرمایا گیا ہے
تو لیس واضح ہو کہ قاضیان و مفتیان وغیرہ کو + بحالت امارت امام معصوم کے +
ازجانب امام مقرر و مامور ہونا ضرور ہے + اس صورت مین گو وہ معصوم نہون +
مگر ظاہر ہے کہ بسبب مقرر ہونے ازجانب امام معصوم و عالم علم لدنی کے +
اتقا اونکا بہر انوع مستحکم و قابل اعتماد و یقین متصور + اور بھی قضایا و فتاواے
خلاف و غلط اونکی + امام موصوف کے پاس پہونچکر + قابل یقین فیصل و تصحیح
ہوجاسکتے ہین + بخلاف خلیفہ غیر معصوم و غیر عالم علم لدنی کے + کہ نہ تقرری
عاملان درست اوسنے ممکن + و نہ تصحیح احکام خلاف قابل یقین اوسنے امکان +
اور بھی اس صورت مین نہین معلوم کہ سلطنت ہمدا + اور سلطنت بادشاہان دنیا
سے کیا فرق باقی رہتا ہے + لہذا واسطے امام کے کہ خلیفۃ اللہ ہے اہل دنیا کے +
اور صلاح عامہ خلایق و قیام ایمان و رواج اعلای دین + اوسی سے متعلق ہے +
عصمت و فضیلت علم بہت ضرور ہے + اور بغیر عصمت و فضیلت علم +

انجام کار خلافت و امامت + بوجہ احسن حسب مقصود الٰہی پس دشوار و محال +
اور بھی ظاہر ہے کہ کلام مولوی موصوف کا + بمقابلہ حدیث مندرجہ بالا + جو
بتفسیر لفظ ظالمین واقع ہوئی ہے + اور جس سے بسبب عدم تجویز بتان
گاہی و وقتی + ضرورت عصمت بخوبی ثابت ہے + از سخنی بیش نیست + اگرچہ
یہ حدیث نزدیک اہلسنت کے بدرجہ صحت کے نہ پہونچی ہو + مگر ظاہر ہے
کہ راوی اس حدیث کے عبد اللہ ابن مسعود ہین + کہ بموجب روایات اہلسنت کے
ایک صحابی جلیل القدر و جامع و قاری قرآن کے ہین + کہ جنہون نے قرأت
قرآن کی خود آنحضرت صلعم سے سیکھی تہے + اور قرآن اپنا جسکو خلیفہ سوم نے
نزور لیا + عہد آنحضرت مین جمع کیا تہا + تو بر تقدیر تسلیم کہ حدیث صحیح نہو
مگر رای اونکی ضرور مطابق بیان سے اپنے ہوگی + اس صورت مین بہی اہلسنت کو
(کہ عظمت و بزرگی جملہ مصاحبان رسول صلعم کی بیش از بیش سمجھتے ہین) اوپر
رای ایسے صحابی جلیل القدر کے بمقابلہ رای مولوی صاحب کے زیادہ تر
تمسک کرنا چاہیے + اگرچہ ہم جانتے ہین کہ اہلسنت بمقابلہ مدعا اپنے +
عظمت اصحاب سے بہی دست بردار ہو جاینگے + مگر خدا کو اپنی حجت تمام کرنے سے
غرض ہے + وہ بہر نوع حاصل ہے + پس ضرورت عصمت واسطے خلیفہ و امام
کے + عقلاً و نقلاً ہر طرح سے ثابت ہوتی ہے + چنانچہ اسی سبب سے پروردگار عالم نے
از ابتدای پیدایش جناب امیر علیہ السلام باظہار فضل و کمال اونکے اہتمام بلیغ فرمایا +

تاکوئی کسی وقت کسی حال مین + فضل و کمال سے آپکے انکار نکر سکے + جیساکہ رحم
مادر مین آنحضرت صلعم کے عظمت و تعظیم فرمایا + اور اقرار رسالت کرنا + اور کلمہ درود
پڑہنا + اور اندر کعبہ معظمہ بآن عز و شان یعنے بحکم ندای غیب و باشتقاق دیوار
حرم محترم + تولد ہونا + اور بعد پیدایش + بغیر معاینہ جمال جہان آرای آنحضرت صلعم کے
آنکھین نکھولنا + اور بغیر چوسنے زبان مبارک اور کہانے لعاب دہن پاک کے
دودہ نہ پینا + اور وقت آنے آغوش مطہر مین کلمہ درود پڑہنا + اور اقرار رسالت کرنا
اور اوس عہد طفلی مین باوجود زور ابو جہل تبونکو سجدہ نکرنا + اور ایسا طمانچہ
مارنا جس سے گردن ابو جہل کی پہر جانا + اور گہوارہ مین کلہ اژدر چیرنا جس سبب سے
حیدر مشہور ہونا + اور از ایام صبی ہمیشہ آنحضرت صلعم کے صحبت مین رہکر تربیت پانا
اور بمجرد نزول وحی دعوی رسالت آنحضرت صلعم کے ایمان لانا + مشہور
روایات سے ہین + اگرچہ یہ کل روایات کتب اہلسنت مین + مثل دستور الحالق +
وحکایت الصالحین + و فتوحات القدس + و روضۃ الشہدا + و ہدایت اسعدا
وغیرہ کے موجود ہین + لیکن وہ حسب دستور اپنے کہینگے + کہ بعض روایات انمین سے
صحیح نہین ہین + لیکن یہان صحیح ہونا بعض روایات کا واسطے اثبات مدعا کے
کافی ہے + بلکہ اسیقدر سمجہنا کہ مصرعہ تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا + کیونکہ
دوسرون کے لیئے تو کچھ جہوٹ بہی مشہور نہین ہے + بلکہ خلاف اسکے مشرک
وکافر رہنا + اور بتون کی پرستش کرنا + وغیرہ + اور اسیطرح ابتدا لانے ایمان کے

برابر آنحضرت صلعم کے شریک ہو کر ممد و مددگار ہر امر مین رہنا + اور سات برس تک
پیچھے آنحضرت صلعم کے تنہا نماز پڑہنا + اور بہ شب غار لبستر پر آنحضرت صلعم کے
بکشادہ پیشانی استراحت فرمانا + اور جبرئیل و میکائیل کا بنا بر نگہبانی آنا +
اور جہادون مین کارہای نمایان کرنا + اور باوجود رہجانے تنہا کے کبہی فرار
نہونا + اور پشت ندینا + اور جنگ بدر مین بروایت معتبر چہتیس ۳۶ نفر کفار کو
تنہا قتل کرنا + اور جنگ احد مین باوجود فرار مسلمانان ثابت قدم رہنا + اور
ذوالفقار پانا + اور لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کی صدا غیب سے
آنا + اور جنگ خندق مین باوجود انکار جملہ مسلمانان عمر ابن عبدود سے
لڑنا + اور اُسکو قتل کرنا + اور جنگ خیبر مین بعد شکست ۳ روزہ باین
طمطراق نشان پانا + اور بآن زور و شور فتح کرنا + اور فتح مکہ مین بدوش
آنحضرت صلعم پر چڑہکر بتونکو توڑنا + اور جنگ حنین مین باوجود فرار
مسلمانان بذات خاص فتحیاب ہونا + اور دروازہ آپ کا باوجود انسداد
درہای جملہ اصحاب + از جانب مسجد نبوی + بند نکیا جانا + اور مسجد نبوی مین
بغیر آنحضرت صلعم و آپ کے + کسیکو بحالت جنابت جانے کی اجازت نہونا +
واسطے سُنانے چہل آیات سورہ برات کے حاجیان کعبہ کو + بمعزولی
امیر اول بحکم خدا مقرر ہوکر جانا + و بحکم خدا اساتہ افضل زنان عالمین سے
نکاح ہونا + و غدیر خم مین بآن عز و شان حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ

مولاہ کے مصداق ہوکر + امیر المومنین کہلانا + آنحضرت کو بھی ... ہونا +
خلاصہ یہ کہ بسیاری کارہای نیک و اعمالہای ... زبان
بجالانا + و بتصدیق ہر اعمال و ہر صفات کے و باظہار ہر فضائل ہر ... کے
آیات کثیرہ نازل ہونا + اور احادیث متعددہ متکاثرہ ... معروف
اخبارات سے ہین + جیسا جمیع کتب اہلسنت ان روایات سے مملو ہین +
پس اگرچہ شیعہ کسی اہل دین کے اعمال کو برابر اعمال جناب امیر علیہ السلام کے
سمجھ نہین سکتے + لیکن ممکن کیا ضرور ہے کہ اور لوگون سے بھی کہ جنھون نے
بشوق تمام جہادون مین لڑلڑکر شہادت حاصل کی + اعمال صالح قابل
قبول صادر ہوئے ہون + اس صورت مین کسی کے لئے اسقدر اظہار صفات
نہوکر + صرف نسبت جناب امیرؑ کے ہر عمل کے ساتھ آیت نازل ہونی + اور ہر
فعل کے ساتھ حدیث صادر ہونے + بلکہ بغیر عمل و فعل صدہا آیات و ہزارہا احادیث کا
بتصدیق و باظہار فضایل و مناقب آپ کے واقع ہونا + خالی از سبب و علت
نہین ہوسکتا ہے + اور سبب ظاہر ہے کہ فضایل نافع ہین واسطے آخرت کے +
اسلئے غیر خلیفہ کے لئے اظہار فضایل دنیا مین چندان ضرور نہین + بلکہ درصورت
اظہار تعجب و غرور کا احتمال + اور خلیفہ کے لئے اظہار اور تشہیر اوسکے
فضایل کی بطریق قابل یقین کے + از حد ضروری و لازمی ہے + ورنہ حجت
خدا کا اختتام پانا محال + چنانچہ اسیوجہ سے پروردگار عالم نے + جناب امیر علیہ السلام کو

معجزات وصفات وفضایل اسقدر بکثرت وافراط عطا فرمائی + کہ علاوہ ثبوت
کتابی اسقدر زبان زد خاص وعام ہورہے ہین + کہ عالم کیا جاہل اور دوست
کیا دشمن کو بھی + جای عذر وانکار نہین + جیسا کتب اہلسنت مین مثل
تاریخ طبری والنساب بلادی وفضایل سمعانی وغیرہ کے بخبر متواتر روایت ہے +
کہ خلیفہ اول نے بارہا کہا کہ اَقِیلُونِی فَلَسْتُ بِخَیْرِکُمْ وَعَلِیٌّ فِیکُمْ
یعنی ہاتھ اوٹھاؤ میری خلافت وبیعت سے + مین تمسے بہتر نہین ہون تاوقتیکہ
علی درمیان تمہارے ہے + اور خلیفہ دوم نے ستر مقام پر کہا کہ لَوْلَا عَلِیٌّ
لَهَلَكَ عُمَرُ + یعنی اگر نہوتا علی تو ہلاک ہوتا عمر + پس اس صورت مین ظاہر ہی +
کہ حجت پروردگار ہر خاص عام پر بخوبی طی وتمام ہے + کیونکہ ہر شخص سمجھہ
سکتا ہے کہ اگر آپ افضل الناس وموصوف بجملہ صفات + وزیادہ تر
برگزیدہ خالق کائنات + نہوسلتے + تو اسقدر عظمت اور بزرگی آپکی بیش از ہمہ
ہرگز خاص عام مین مشہور وشایع نہوتی + جیسا کہ ایک عالم صاحبدل کا
قول ہے + کہ تفضیل وعلو مراتب جناب امیر علیہ السلام کی یقین کرنیکے لئی +
اتنا معلوم کرنا کافی ہے + کہ آپکی عبدیت ومعبودیت مین بحث ہے + اور
دوسرون کے کفر واسلام مین + پس ظاہر ہے کہ چونکہ تفضیل مفضول
صریحًا وبدیہًا قبیح ومذموم ہے + اور خدا سے غیر ممکن الوقوع + لہذا وجود اعمال +
واجتماع جملہ صفات جناب امیر علیہ السلام مین + جو مثبت فضیلت تام +

و برگزیدگی خالق علامہ ہین) بخوبی دال ہین اوپر ماموری و خلافت بلافصل
اونکے + مثل ماموری و رسالت پیغمبر کے + اور اشتہار عام فضایل کل اوپر زبان
ہر موافق و مخالف کے + (جو بیش از درجۂ تواتر بلکہ اتفاق و اجتماع جمیع امت
متصور ہے) حجت کافی ہے اوپر ہر خاص و عام کے + وبس + اب خلاصہ اس بحث کا
اسطرح معلوم کرنا چاہیے + کہ ہرگاہ حسب دلایل مندرجۂ بحث ہای ماقبل بخوبی
ثابت ہوچکا + کہ وجود اعجاز و اجتماع جملہ صفات و وجوب محبت + واسطے خلیفہ
پیغمبر کے شرط لازمی و ضروری سے ہے + اور بنا بر یقین اجتماع صفات
و وجوب محبت کے + موجودگی نصوص خدا و رسول شرط لازم + تو چونکہ ظاہر
ہو گیا کہ شرط و مشروط لازم و ملزوم ہین + لہذا وجود مشروط وجود شرط پر دال
اور وجود شرط وجود مشروط پر دال + تو نفی مشروط عین نفی شرط متصور +
و نفی شرط عین نفی مشروط + لہذا ظاہر ہے کہ خلافت جسکی ازروی نص
یقینی ثابت ہو + اوسمین اعجاز و صفات یقیناً موجود متصور + اور محبت اوسکی
واجب + اور جسمین اعجاز و صفات ازروی نصوص یقینی موجود ہون اور محبت
اوسکی واجب ہو + خلافت منصوصی و ماموری اوسکی یقیناً ثابت + اور یہی
ظاہر ہے کہ ہرگاہ حصول اعجاز عام و صفات تام و موجودگی نصوص کے لئے +
امر پروردگار شرط لازم متصور ہے + تو چونکہ امر پروردگار بغیر وجہ کار عبث محال +
اور وجہ بجز انجام کار خلافت + کوئی دوسری مفید و معقول نہین ہوسکتی +

لہذا ضرور ہے کہ صاحب اعجاز و منصوص بصفات خلیفہ ماموربامراللہ ہو اور
یہی ظاہر ہے کہ چونکہ خلیفہ کے لیئے + وجود اعجاز و صفات شرط لازم تصور ہوے
اور یقینی صفات کے لئے + وجود نص شرط لازم متصور ہوئے + لہذا ظاہر ہے کہ
جو شخص منصوص بنص مخصوصہ خلافت + یا صاحب اعجاز و منصوص بجملہ صفات
نہو + وہ ہرگز خلیفہ رسول متصور نہیں ہو سکتا + تو چونکہ نص خلافت (منجملہ
دعویداران خلافت + بجز جناب امیر علیہ السلام کے) واسطے کسی کے + باتفاق
امت ثابت نہیں اور وجود اعجاز و اجتماع جملہ صفات و وجوب محبت +
مخصوص جناب امیر علیہ السلام میں + بذریعہ آیات وافرہ و احادیث متکاثرہ
بالاتفاق والاجماع امت ثابت ہے + اور یہی ظاہر ہے کہ بتصدیق پیغمبری
پیغمبران بذریعہ انہیں اعجاز و صفات لازمی اونکی گئی + نہ کوئی دوسرا
ثبوت بنا بر تصدیق اونکے موجود + بلکہ معرفت ذات خدا بسبب ظاہر ہونے
و ثابت ہونے + انہیں قدرت و صفات لازمی اونکے حاصل ہوئی + یہ ذات
اونکی ظاہر + لہذا جناب امیر علیہ السلام باوجود عدم ثبوت نصوص مخصوصہ
خلافت کے + یقیناً خلیفہ منصوص و ماموربہ متصور ہیں + اور جب خلافت
منصوصی و ماموری جناب امیر علیہ السلام کی ثابت ہوئی + تو جملہ
خلافت ہائے غیر منصوص و ماموربہ باطل ہو گئیں + پس اس دلیل سے بخوبی ظاہر ہے
کہ جملہ آیات آلہی جو باظہار فضائل جناب امیر علیہ السلام کے نازل ہوئی ہیں

اور جمیع احادیث پیغمبر صلعم جو تصدیقِ صفاتِ ضروری اونکے وارد ہوے ہین +
(تفصیل بعضی و برخے کی جنمین سے بحث مابعد مین لکھی جاتی ہے انشاء اللہ تعالی +
ایک ایک صفات انمین سے + واسطے ثبوتِ خلافتِ منصوصی و ماموریِ جناب
امیر علیہ السلام کے دلیل واثق و برہان قاطع و نص مستحکم و فیصل متصور ہین +
اور اگر بعض نصوص مخصوصہ خلافت بہی ثابت پائی جائین (جیسا ثابت ہونے
ہین + انشاء اللہ تعالے) تو نوراً علی نور ثبوت تائیدی تصور ہونگے +
نہ ثبوتِ اصلی و ضروری + اس صورت مین مخفی نہین ہے کہ یہ قول بے عملی
اکثر اہل خلافت کا (کہ ہم خود فضایلِ جناب امیر علیہ السلام کے مقر ہین منکر نہین
ہے اظہار فضایل کیا ضرور ہے) اوس کلام سے یہود کی کم نہین ہے +
کہ عہد آنحضرت صلعم مین کہتے تھے (کہ آپ مین کل نشانات مندرجہ توریت
موجود پاے جاتے ہین اور پیغمبر برحق ہین مگر ہمکو امید تہی کہ پیغمبر آخر الزمان
اولادِ حضرتِ اسحاق علیہ السلام سے ہوگا) اسلئے قبول نہین کرسکتے + لہذا
کل اہل دین چہ عالم و چہ جاہل کو واجب لازم ہے + کہ کج بحثی کو چہوڑکر +
اور بصدق دل جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل برحق و منصوص و
مامور بامر اللہ جانکر عمل کو قول کے برابر + اور اصولہای دین کو پورا و تمام کرین
اور اونکی خلافتِ بلافصل سے عدول کرکے صفتِ دین کو اپنے برباد نفرمائین
کہ حصولِ آخرت منحصر ہے اوپر درستی ایمان کے + اور درستی ایمان موقوف ہے اوپر

اقرار و تصدیق کل اصولہای دین کے ہے + و باللہ التوفیق + اب ایک روایت
مناسب مقام کتاب حیات القلوب سے نقل کیجاتی ہے روایت کلینی و ابن
بابویہ و کشی بسندہای معتبر روایت کردہ اند + از منصور بن حازم + کہ گفت +
بحضرت صادق علیہ السلام عرض کردم + کہ خدا جلیل تر و بزرگوار تر ست ازان
کہ او را بخلق شناسند + بلکہ خلق را بخدا می شناسند + حضرت فرمود کہ راست
گفتی + گفتم ہر کہ بداند کہ او را پروردگاری ہست + باید بداند کہ آن پروردگار را
خوشنودی و غضبی ہست + یعنی بعضے از اعمال باعث خوشنودی او میگردد
و بعضے باعث سخط و غضب او + باید بداند کہ خوشنودی و غضب او را نمیتوان
دانست + مگر بوحی یا رسولی + پس کسیکہ وحی باو نرسد + باید کہ طلب کند پیغمبران را +
پس ہرگاہ ایشان را ملاقات کند + بداند کہ ایشان حجت خدا اند بمعجزات
و علامتیکہ خدا بایشان دادہ ست + و آنکہ اطاعت ایشان واجب ست +
و گفتم بہ سنیان کہ رسول خدا حجت بود بر خلق گفتند بلی + گفتم کہ وقتی از دنیا
رفت کہ بود حجت خدا + گفتند کہ قرآن + پس نظر کردم در قرآن دیدم کہ مخاصمہ
میکنند بقرآن سنیان و جبریان و زندیقان کہ اعتقاد بقرآن ندارند + تا آنکہ
ہمہ غالب میشوند بر مردم بحضرت خود + پس دانستم کہ قرآن حجت نمیتواند بود
مگر بہ کسیکہ تفسیر کنندہ قرآن باشد و معانی آنرا داند + و آنچہ گوید حقیقت خود
تواند ظاہر کرد + پس گفتم بہ سنیان کہ کیست تفسیر کنندہ و حافظ قرآن گفتند

که ابن مسعود میدانست و عمر میدانست و حذیفه میدانست + گفتم همه امیدانستند

گفتند بعضی را میدانستند + پس نیافتم کسی را که معنی کل قرآن داند بغیر از

علی ابن ابیطالب + و هرگاه خبری در جماعتی باشد و هر یک از ایشان گویند

که ما همه آنرا میدانیم + و یکی گوید که میدانم و با استقی بیان کند + که آن علی ابن

ابیطالب است + پس گواهی میدهم که او ... و حافظ و مفسر قرآن است +

و اطاعت او بر خلق واجب است + و حجت او بر مردم بعد از حضرت

رسول + و آنچه در تفسیر قرآن و استنباط احکام از آن بگوید حق است حضرت

فرمود که خدا رحمت کند ترا + منصور گفت برخواستم و سر مبارک آنحضرت را

بوسیدم + و گفتم علی ابن ابیطالب از دنیا رفت تا حجتی بعد از خود گذاشت +

چنانچه رسول خدا حجتی بعد از خود گذاشت + و حجت او بعد از و امام حسن بود +

و گواهی میدهم به امام حسن که او حجت خدا بود + و اطاعتش بر خلق واجب بود +

باز حضرت فرمود خدا رحمت کند ترا پس سرش را بوسیدم + و گفتم شهادت

میدهم با امام حسن که او از دنیا نرفت تا حجتی بعد از خود نصب کرد + چنانچه

حضرت رسول خدا و پدرش کردند + و حجت بعد از و حسین بن علی بود + و اطاعت

او واجب بود + باز حضرت فرمود که خدا ترا رحمت کند پس سرش را بوسیدم +

و گفتم شهادت میدهم بر حسین بن علی که از دنیا نرفت تا بعد از خود حجتی

گذاشت + و حجت بعد از و علی بن حسین بود + و اطاعت او واجب بود +

گفت خدا ترا رحمت کند + پس سرش را بوسیدم + وگفتم شهادت میدہم
بہ علی بن حسین کہ از دنیا نرفت تا حجتی بعد از خود گذاشت + وحجت بعد از و
محمد بن علیؑ بود + واطاعت او واجب بود + پس گفت رحمک اللہ گفتم
سر خود را بدہ بہ بوسم + پس سر مبارکش را بوسیدم + پس آنحضرت خندید از
مکرر بوسیدن تا آنکہ نوبت بآن حضرت رسیدہ بود + میدانست کہ میخواہم
آنحضرت را نگویم + پس گفتم میدانم کہ پدرت از دنیا نرفت کہ حجتی بعد از خود
نصب کرد چنانچہ پدرش کردہ بود + وگواہی میدہم بخدا کہ آن حجت توئی +
واطاعت تو واجب ست + حضرت فرمود کہ بس است خدا ترا رحمت کند +
گفتم سرت را بدہ تا بہ بوسم + پس خندید و فرمود کہ ہرچہ خواہی از من بپرس
کہ بعد ازین از تو چیزی پنہان نخواہم کرد +

بحثِ چہارم باثباتِ نصوصِ تائیدی خلافت وامامت وباظہار آیات واحادیث فضایل جناب امیر علیہ السلام از کتب صحیحہ ومعتبرہ اہل سنت اوراسمین ایک تمہید اور پانچ کلام ہین +

+ تمہید +

واضح ہو کہ اگرچہ وجودِ معجزات + صاحب اعجاز مین کل صفات کا موجود ہنا
حقًا ویقینًا ثابت کردیتا ہے + جیسا ظاہر ہوا + مگر ہم اس بحث مین صفاتِ مذکورہ

د فضایل موفورہ کا اجتماع جناب امیر علیہ السلام مین + بتفصیل ثابت کرنا
چاہتے ہین + تاکسی طرحکا شک وشبہہ باقی نرہجاسے + مگر چونکہ صفات و اوصاف
آپکی حد وحصر سے باہر ہین + کسی کی مجال نہین کہ کل ایک جگہہ جمع کرسکے +
چنانچہ کتب فریقین اوس سے مملو ہین + بلکہ مجلد علحدہ علحدہ تبفصیل اوصاف
وصفات آپکی فریقین مین موجود + بلکہ نسبت ایک ایک حدیث اور ایک ایک
صفت کے ایک ایک رسالہ مرتب + لہذا یہ مختصر گنجایش کل صفات کی نہین
رکھتا ہے + مگر بعضے وبرخے + اور چونکہ ہرصفت ازصفاتِ مذکورہ ایک ایک
عمل ہے اعمال حسنہ سے + اور بحجت تشخیصات مین ثابت ہوا کہ ایمان و اعمال
کسی کا + بغیر گواہیِ خاص خدا ورسول کے + قابل یقین نہین + اسلئے یہ قید
کیجاتی ہے + کہ کل صفات آپکے بگواہیِ خاصِ خدا ورسول + یعنی از روے
اون نصوص و احادیث کے جو خاص شان مین آپکے وارد ہین + ثابت کیجائین +
تاکہ کسیکو کوئی جگہہ عذر وانکار کی مل نہ سکے + اور بعد ازان جو کچھہ صفات
ثابت وغیر ثابت آپکے کتابون مین دیکھی یا زبانون سے سُنی جائین +
بلا عذر اونپر اعتقادِ کامل حاصل ہو + اور حجت وانکار مشکل + اور چونکہ آیات
واحادیث بھی آپ کی شان مین اسقدر نازل و وارد ہوئے ہین + اور
کتبِ فریقین مین موجود ہین + کہ اگر کل آیات واحادیث جمع کیجائین + تو
ایک مجلد علحدہ ہو جائے + چنانچہ مصالح القلوب مین واقدی سے مروی ہے +

کہ ایک روز ہارون رشید نے شافعی سے پوچھا + کہ کسقدر حدیث فضایل علی کی یاد رکہتے ہو + اونہون نے کہا کہ تا پانصد + بعد ہی یوسف سے پوچھا اونہون نے کہا کہ تا ہزار بلکہ زاید + بعد ہی اسحاق سے پوچھا اونہون نے کہا کہ اگر خوف تیرا نہوتا تو البتہ ظاہر کرتا + خلیفہ نے کہا کہ بیخوف بیان کرو اونہون نے کہا کہ پندرہ ہزار مسند و پندرہ ہزار مرسل + تب خلیفہ نے کہا کہ ایک حال فضایل علی علیہ السلام کا تم ظاہر کرتے ہین + کہ بہتر ہے اون سب سے جو تم نے یاد کیا ہے + پوچھا کہ کیا ہے + بیان کیا کہ عامل دمشق نے مجھے لکہا کہ ایک خطیب یہان معاذ اللہ جناب امیر کی سب کرتا ہے + مینے اوس خطیب کو طلب کرکے پس از اقرار ایک مکان مین بند کروا دیا + اور وقت شب اسی فکر مین کہ اسکو کسی طرح ہلاک کرون سو گیا + خواب مین دیکہا کہ دروازے آسمان کے کہل گئے + اور آنحضرت صلعم اور جناب امیر علیہ السلام و حسنین علیہم السلام و جبرئیل فرود آئے + اور ایک کاسہ آب اونکے ہمراہ ہے + اور اوسوقت یہان پچاس ہزار آدمی جمع ہین + آنحضرت صلعم نے اون آدمیون کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا + کہ اس مجمع سے شیعان علی علیحدہ ہون + چالیس آدمی اوٹہے اونکو وہ پانی پلایا + اور کہا کہ دمشقی کو لاؤ + جب لائے جناب امیر علیہ السلام نے کہا کہ ای ملعون تو مجکو دشنام دیتا ہے + خدایا اسکو مسخ کر اوسیوقت وہ بصورت سگ ہوگیا + پہر اوسکو اوسی مکان مین بند کروا دیا +

کہ اس حال مین آنکھ میری کہل گئی + مین گہبراکر اوٹہا اور اوسکو نکلوا یا + دیکہا کہ سگ ہے + چنانچہ اوسکو طلب کر کے دیکہلایا + واقدی کہتا ہے کہ مینے دیکہا کہ کان اوسکے مثل کان آدمیون کے تہے + شافعی نے کہا کہ دور لیجاؤ اسکو کہ مسخ ہے + عذاب خدا سے ایمن نہین + پہر اوسکو اوسی گہر مین بند کر دیا + کہ اس عرصہ مین ایک بجلی سی آئی اور اوس گہر کو معہ دمشقی کے جلا ڈالا + فقط نظر برین وہی آیات واحادیث انتخاب کر کے لکہے جاتے ہین + جو باتفاق فریقین صحیح ہین + اور کتب معتبرہ اہل سنت مین موجود + اور نسبت اونہین آیات واحادیث کے بحث کی جاتی ہے + جو خاص و عام مین مشہور ہین + انشاء اللہ تعالے + اور چونکہ ثبوتِ خلافت و فضایلِ جناب امیر علیہ السلام عین ثبوت امامت و فضایلِ دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام متصور ہے + کیونکہ بصورت قبول کرنے حقِ خلافت و امامتِ منصوصی و ماموری بلا فصل جناب امیر علیہ السلام کے + کسیکو قبولِ حقِ خلافت و امامتِ دیگر ائمہ علیہم السلام مین + عذر و انکار نہین + و نہ ہو سکتا ہے + اور علاوہ اسکے بصورت امامت منصوصی و ماموری ایک امام کی + ظاہر ہے کہ امامت دیگر ائمہ کی از قولِ امام موصوف + اور اسیطرح از اقوال یکی بعد دیگری (کہ اقوال اونکے بہی بسبب رکہنے صدق و عصمتِ لازمی کے + بنا بر یقین کم از قولِ رسول نہین) ثابت و متیقن ہو سکتے ہین + اور علاوہ اسکے

موجود گی معجزات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] موجود گی
جامدات سکے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
کسیکو انکار نہین [illegible] ان [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] نہین جاسکتے [illegible] [illegible]

کلام [illegible] اثبات معجزات [illegible]

[illegible] ہو کہ معجزات جناب امیر علیہ السلام [illegible] [illegible]
[illegible] از شمارت [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] لغرت وافزا [illegible] اکثر زبان [illegible] [illegible]
[illegible] مناقب وغیرہ مین مشہور و معروف ہین یہانتک کہ [illegible]
[illegible] سکتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ شیعہ تو [illegible] [illegible]
[illegible] سنت اونکے کل فرقے کرامات اولیا کی قایل [illegible]
[illegible] علیہ السلام تک پہونچاسکتے ہین [illegible] [illegible]
[illegible] معجزات جناب امیر علیہ السلام کے زیادہ تر اعتقاد و یقین لازم ہے
[illegible] کرامات اولیا معجزات جناب امیر علیہ السلام مندرجہ
کتب [illegible] سے انکار کرین تو عداوت اپنے ساتھ جناب امیر
علیہ السلام [illegible] اپنے دل مین ثابت سمجھین خدا کو انتقام حجت سے غرض
حاصل ہے چنانچہ یہ [illegible] مشہور [illegible] نادعلیا مظہر العجائب [illegible]

الی الخ ... آپ کے ... پر دال ہے + کیونکہ ... صاحب
اعجاز کو ... ہیں + ... آنحضرت صلعم
واقع ہوا تھا ... ایک معجزہ ... کتب اہل سنت
... کی یہ رسالہ گنجائش نہیں رکھتا + ...
... السعیر ... کہ مجلس ... ایک بات ...
... کہ جسنے حدیث ...
... ہو + اداے شہادت کرو ...
ادای شہادت ... ایک شخص نے عذر نسیان ظاہر کیا + جناب امیر
علیہ السلام نے ... دعا کی + کہ الٰہی اگر جھوٹ کہتا ہو تو سفیدی یعنی ...
... ظاہر کر ... اوسکو ... عمامہ اوسکا چھپا نسکے + راوی کہتا ہے
کہ ... ایک بیاض درمیان دو چشم اوسکے نمودار ہوگئے
... روایت جابر انصاری کی ... آیا ہے + کہ ایکبار جناب
امیر ... نے ... مجلس سے نسبت حدیث مذکور کے گواہی
... انس نے بعذر کبر سن کتمان شہادت کیا + جناب امیر علیہ السلام
... اوسکے ... دعا کی + کہ بصورت کذب اندھا ہوجاے + جابر کہتا ہے
کہ ... دیکھا کہ انس نابینا ہوگیا تھا اور تا عمر اپنے پشیمان رہا +

... اثبات میں اون آیات و احادیث کی جو بغض

خلافت جناب امیر علیہ السلام بطور ثبوت تائیدی کی واقع ہوی ہین +

اول قولہ تعالےٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ + یعنی ای وہ لوگ جو ایمان لاسے ہو + اطاعت کرو خدا کی + اور اطاعت کرو رسول کی + اور اوس صاحب امر یعنی حاکم کی + جو تمہین ہے + کتاب کشف الغمہ مین جابر انصاری سے روایت کی ہے + کہ جب نازل ہوی یہہ آیت + کہا مینے یارسول اللہ ہم خدا اور رسول کو تو پہچانتے ہین + پس کون لوگ ہین اولی الامر + کہ حق تعالیٰ نے اطاعت اونکی مقرون کی اطاعت سے اپنے + اور اطاعت رسولؐ کی واجب کی ہے + پس فرمایا آنحضرتؐ نے کہ وہ خلفاء ہمارے ہین + کہ اول اونکا علیؑ ہے + وبعدہ حسنؑ + وبعدہ حسینؑ + وبعدہ محمد بن علیؑ + کہ معروف ہے توریت مین ساتہ باقر کے + جلد ہو کہ دیکھے تو اوسکو + پس جب دیکھہ تو سلام میرا پہونچا اوسکو + وبعدہ جعفر + وبعدہ موسیٰؑ بن جعفر + وبعدہ علیؑ بن موسیٰؑ + وبعدہ محمد بن علیؑ + وبعدہ علیؑ بن محمدؑ + وبعدہ حسن ابن علیؑ + وبعدہ ہمنام وہم کنیت ہمارا + کہ حجت ہے اللہ کی بیچ زمین کے یعنے محمد بن حسن + کہ فتح کرے گا اللہ اوپر اوسکے مشارق ومغارب ارض کے + اور وہ غایب ہوگا شیعہ واولیاء اپنے سے + جابر کہتا ہے کہ مینے کہا یارسول اللہ شیعہ اوس سے نفع یاب ہونگے غیبت مین + فرمایا حق اوسکے کہ مجھے ساتہ راستی کے بہیجا ہے + خلق مین + کہ وہ لوگ مستفیض ہونگے +

نور سے اوسکے + اور منتفع ہونا ولایت سے اوسکے غیبت مین + اور آی جابر
یہ راز ہے مکنون سرّ آلہی سے + اور مخزون علم نامتناہی سے + چاہئی کہ اوسکو
پوشیدہ رکھیے تو نامحرمان سے + اور مناقب ابن مردویہ مین امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ اولی الامر جناب امیر علیہ السلام ہین بالاصالت +
دیگر حکام بتبعیت اونکے + اور تفسیر فخر رازی مین لکھا ہے کہ مفسرین لفظ
اولی الامر مین اختلاف رکھتے ہین بعضی کہتے ہین کہ اولی الامر سے مراد امرا ہین + اور ایک گروہ کہتے ہین
کہ حق تعالے نے اطاعت اونکی قرینا کی ہی اپنی اطاعت سی + اور اطاعت سے
رسول کے + پس جایز نہین ہے کہ حق سبحانہ تعالی واجب کرے اطاعت
کسی کی علی الاطلاق + جب تک عصمت اوسکی ثابت نہو + کہ ظاہر اوسکا مثل
باطن کے ہے + اور ایمن ہے غلط و سہو سے + اور یہ صفات حاصل نہین ہین
امرا اور علما مین + تو پس ضرور ہے کہ ائمہ ہدا ہون + اور بھی علمانے ہمارے
رضوان اللہ عنہم اگرچہ بہت دلیلون سے ثابت کیا ہے + کہ یہ آیت شانمین
جناب امیر علیہ السلام اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے نازل ہوئی ہے +
اور اولی الامر سے مراد بجز از معصوم دوسرا شخص ہو نہین سکتا ہے + لیکن
ہم کہتے ہین کہ اس آیہ مین صرف اطاعت اولی الامر کا حکم ہے + نہ اجازت
مقرر کرنے اولی الامر کے بھی حاصل ہے + یعنی یہ نہین کہا گیا ہے کہ اطاعت کرو
اوس اولی الامر کی جسکو تم آپسمین سے مقرر کر لو + بلکہ کہا گیا ہے کہ اطاعت کرو

اولی الامر کی ... اطاعت ... آسمی ... واضح ہوئی معنی
ظاہر ہے ... حسب
... رسول ... بوجہ
... تفصیلات وجاہت ... لازم الاطاعت والامارت دینی اور
... کرامات کہ معجزہ بدعوی نبوت ... صداقت
حقیت ... ثابت کر دیتا ہے معجزات میں جیسا ظاہر ہوا
پس چونکہ ... سوا جناب امیر و ائمہ معصومین علیہم السلام کے
دوسرے کی نسبت قابل یقین کتب اہل سنت سے بھی ثابت ہو نہیں سکتے ہیں
اور نسبت جناب امیر علیہ السلام باتفاق ثابت جیسا ثابت ہوئے ہیں
انشاء اللہ تعالی لہذا ضرور ہے کہ اولی الامر سے مراد جناب امیر و ائمہ
معصومین علیہم السلام ہوں نہ دیگر امراء مقرر کردہ اہل اسلام باقی رہا
یہ کہنا اہل سنت کا کہ بعد اس آیہ کے کہا گیا ہے کہ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي
شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ یعنی اگر نزاع ہو تم میں بیچ کسی
شئے کے تو پس رد کرو اسکو طرف اللہ اور رسول کی یعنی اگر کوئی
امر اولی الامر کا خلاف شرع و دین تصور ہو تو رجوع کرو طرف کلام
خدا اور رسول کے اس رو سے اطاعت اولی الامر کی واجب نہیں ہوتی ہے
مگر امور مطابق شرع و دین میں یعنی مسلمانوں کو احکام اولی الامر میں

اختیار نظر باقی رہتا ہے + حالانکہ شیعہ اطاعت حضرات ائمہ کو بحکم آیہ موجودہ
واجب + و بغیر شرط و قید + واجب و لازم جانتے ہیں مثل اطاعت خدا و رسول کے +
ثابت ہے [illegible] اصول شیعہ مراد اولی الامر سے [illegible] ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں
[illegible] پس واقع ہو کہ معنی تنازعتم کے + [illegible] امور دنیاوی
[illegible] ہیں + بلکہ ممکن ہے کہ نزاع امری [illegible] اولی الامر
مراد ہو + تو اس صورت میں حکم رجوع [illegible] رسول [illegible]
ظاہر ہے کہ تعیین اولی الامر کا [illegible] خدا و رسول [illegible]
جیسا ہوا [illegible] کہ جناب امیر علیہ السلام نے صلح معاویہ میں
حکمین سے فرمایا تھا کہ بموجب حکم قرآن کے فیصل کریں + اور یہ بھی ممکن ہے
کہ نزاع باہم مامورین سے مراد ہو + تو اس صورت میں ہر گاہ بموجب آیہ
اول مذکورہ اطاعت اولی الامر کی بصیغہ امر واجب ہو چکی + تو مامورین کو
بصورت نزاع باہم خود طرف اولی الامر کے رجوع کرنا + عین رجوع کرنا طرف
کلام خدا کے متصور ہے + لہذا بموجب آیہ آخر مذکور کے وجوب اطاعت خدا
اولی الامر یعنی ائمہ معصومین علیہم السلام کا رد + اور امور کا کچھ تناقض
ہو نہیں سکتا + و بر تقدیر معنے اہلسنت + یعنی نزاع امیر و مامور کے ہو سکتا ہے
کہ آیہ مذکور بھی عام امرا + چہ خلیفہ و چہ امام و چہ سالاران فوج و عاملان شہر
وملک + جو بعہد آنحضرت صلعم بحکم آنحضرت صلعم مقرر ہوتے تھے +

اور بعد آنحضرت صلعم بحکم خلیفہ و امام مقرر ہوں + نازل ہوئی + جیسا قول امام جعفر صادق علیہ السلام + کتب اہلسنت مین آیا ہے کہ اولی الامر بالاصالت جناب امیر علیہ السلام ہیں + و دیگر حکام بتبعیت اونکے + اس صورت مین البتہ مطابق معنے اہلسنت + اطاعت کل اُمرا و حکام غیر معصوم کے واجب نہین ہوسکتی + مگر اون امور مین جو مطابق شرع و دین تصور ہون + لیکن وہ اولی الامران کہ عصمت و صداقت جنکی حسب نصوص متعدد + یا بظہور معجزات کثیر ثابت ہو + ظاہر ہے کہ رجوع لانا طرف نصوص عصمت و صداقت اونکے + عین رجوع لانا بطرف کلام خدا و رسول کے ہے + یعنی ہرگاہ حسب نصوص عصمت و صداقت + شبہہ حکم خلاف شرع و دین کا اونسے باقی نہین رہا + توحسب آیہ مذکور اطاعت اونکی + مثل اطاعت پیغمبر بجمیع وجوہ و امور بغیر نظر و تامل + واجب و لازم + پس چونکہ شیعہ نسبت جناب امیر و ائمہ معصوم علیہم السلام کے + نصوص عصمت و صداقت و وجود اعجاز و کرامت باتفاق فریقین + بلکہ نصوص دیگر نسبت خلافت و امارت کلی مثل پیغمبر کے غیر مستحق ثابت کرتے ہین + جیسا بعد ازین ثابت کیا جاتا ہے + انشاء اللہ تعالے + تو اس صورت مین بصورت اس معنی کے بھی بیشک جناب امیر علیہ السلام و ائمہ معصومین علیہم السلام + بعد آنحضرت صلعم اولی الامران بالاصالت و مثل پیغمبر واجب الاطاعت کلی متصور ہین + لہذا حسب معنی اہل سنت بھی مدعا

اہلِ حق فوت نہین ہوتا + اور اہلسنت کو اجازت تقرر خلیفۂ غیر ماموروٗ معصوم کی
حاصل نہین ہوتی + پس آیۂ آخر مذکور بکمال بلاغت + حاوی ہے اوپر کل
معنی نا ضروری + و انواعِ نزاع کی + اور کل معنی سے مدعاء اہل حق بطور کافی
ووافی ثابت + بلکہ اس صورت مین پہر حتماً ثابت ہوتا ہے کہ حسب منشاء
آیۂ مذکور + بعد آنحضرت صلعم اولی الامران بالاصالت وعام + یعنی خلیفۂ و امام +
سوائے جناب امیر وائمہ معصومین علیہم السلام کے + کوئی دوسرا نہین ہوسکتا +
ورنہ تعمیل حکمِ اصلی آیۂ مذکور محال وغیر امکان + کیونکہ تمام کلام شریف مین
خطابِ عام مسلمانان ایہا الناس + اور خطابِ خاص مومنان یا ایہا الذین
آمنوا + آیا ہے + اور ظاہر ہے کہ اس آیہ مین مخاطب مومنان ہین نہ مسلمانان +
تو ضرور ہے کہ اولی الامر منکم سے مراد + اولی الامرِ مومن ہو نہ مسلم + حالانکہ
مبحثِ تشخیصات مین ثابت ہوچکا + کہ شناخت قابل یقین مومن کے بغیر
گواہیِ خاص خدا و رسولؐ محال و ناممکن ہے + اس صورت مین اگر بعدِ آنحضرتؐ
کوئی منصوص منصبِ امارتِ کلی + یا بنص مومنیت نہو + تو حکمِ اطاعت اولی الامرِ
مومن + بتکلیف مالایطاق وظلم متصور ہوتا ہے + اور یہ مومنان مکلفان کے +
جو خدا سے ممکن نہین + لہذا ضرور ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کے اولی الامران
بالاصالت و عام + یعنی خلیفہ و امام + منصوص ہون بنصِ امارت کلی + یا بنص
مومنیت + مگر بصورت منصوص رہنے صرف بنصِ مومنیت کے ضرور ہے +

کہ وہ عالمِ علمِ پیغمبر و معصوم ہون + ورنہ تشخیصِ مومنیتِ اُمرائِ ماتحت (کہ بایں وسعتِ دنیا ہزارون ضرور و درکار ہین) بغیر علمِ پیغمبر اولسنے بہی محال + اور بصورتِ علم و تشخیصِ درست + اعتماد و یقین اہلِ دین کو اوس تشخیص و بیان پر بغیرِ معصومیت ناممکن و ناجایز + یعنی ظاہر ہے کہ جن لوگون کی نسبت نصِ مومنیت + حسبِ روایاتِ مختلف جملہ فرقہ ہاے اہلِ اسلام ثابت ہے + وہ ہندرہ بیس آدمی سے زیادہ قرار نہین پاسکتے + اور بصورت معنی آخر + اولی الامران ایک وقت خاص مین ہزارون درکار ہین + تا بہر وقت و زمان چہ رسد + اس صورت مین ہر وقت کے لئے ایک اولی الامر اعلی کا منصوص ہونا بنصِ مومنیت و علم و عصمت ضرور و لازم + تا تشخیصِ مومنیتِ دیگر اولی الامرانِ ماتحت + بذریعۂ علمِ پیغمبر + اوس سے ممکن ہو + اور اہلِ دین کو اوس تشخیص و بیان پر + بذریعۂ نصِ عصمت + اعتماد و یقین ہو کر + صورتِ اطاعت اولی الامرانِ مومنِ یقینی کے ہاتھ آئے + ورنہ ظاہر ہے کہ بغیر اسکے صورت اطاعت اولی الامرانِ مومنِ یقینی کے + صورت پذیر + و تکلیف مالایطاق و دو خرابی نہین ہو سکتی + تو چونکہ یہ کل نصوص یعنی اجتماعِ نصوصِ مومنیت و علم و عصمت + باوجودِ نصِ عام و خالی از کلام یعنی ظہور اعجاز و کرامت + باتفاق فریقین + بلکہ موجودگی نصوص دیگر نسبت امارت کلی غیر منفق + جس طرح کہ یقین کے لئے کافی ہون + بغیر از جناب امیر و ائمہ معصومین

علیہم السلام دوسرے کے نسبت + کتب اہلسنت سے بہی ثابت ہو نہین سکتی +
جیسا ثابت ہوا + وبعد ازین ثابت ہوتا ہے انشاء اللہ تعالی + اسلئے مقرر ہے
کہ بعد آنحضرت صلعم اولی الامران بالاصالت وعام + یعنی خلیفہ وامام + جناب
امیر علیہ السلام وائمہ معصومین علیہم السلام ہون + اور امراء ماتحت یعنے
عاملان وسیہ داران وغیرہ مامور کردہ انکے + نہ دیگر امراء مقرر کردہ اہل اسلام +
جنکو ایمان داریت کے پہچاننے کی بہی قدرت نہین کیونکہ اس صورت مین
خلاف ورزی حکم اصلی آیہ مذکور کے + بہ سبب اطاعت امراء غیر مومن یقینی کے +
صریح ظاہر وثابت ہوتی ہے + جیسا تجربہ کیطرف بہی نگاہ کرنے سے ظاہر ہوگا +
کہ جن جن اولی الامران کی اطاعت اہل اسلام سے کرائی گئی ہے + اون سبکا
ایمان بذریعہ نص ثابت نہین + تو ایمان اونکا کسی طرح یقینی نہین ہوسکتا +
تو اطاعت اونکی صریح ناجایز وغیر واجب + پس اس دلیل سے بخوبی ثابت ہے
کہ جناب امیر وائمہ معصومین علیہم السلام + باوجود عدم ثبوت نصوص دیگر
نسبت خاص امارت کے + بموجب حکم اسی آیہ کے (بسبب منصوص ہونے بہ بعض
مومنیت وبعلم عصمت ورکھنے اعجاز وکرامت کے) بعد آنحضرت صلعم اولی
الامران بالاصالت + ومثل پیغمبر بجمیع وجوہ وامور وبغیر نظر وتاویل واجب
الاطاعت ہین + نہ کوئی غیر انکے + اسلئے واجب نہین ہے کہ غیر از جناب امیر و
ائمہ معصومین علیہم السلام کے + اطاعت کسی دیگر حکام مقرر کردہ اہل اسلام کے +

(جبتک ایمان تک قابل یقین ثابت نہو) کسی امر مین واجب جانین + اور اگر جانین تو بیشک خلافِ حکم آیۂ مذکور عمل ہوسے + بلکہ اولی الامران واجب الاطاعت کلی وہ ہین جنکے حق مین آنحضرت صلعم سنے فرمایا ہے + کہ جسنے نہین پہچانا اپنے امام زمان کو پس مرا وہ اوپر موت جاہلیت کے + پس اس حدیث مقبول الطرفین کی ایسے حکم سخت سے + وجود اولی الامران واجب الاطاعت کلی کا + خلافِ اصول اہلسنت ہر وقت و ہر زمان کے لئے + بخوبی ثابت ہے + یعنی ظاہر ہے کہ جبکی عدم معرفت مثلِ عدم معرفتِ خدا و رسولؐ کفر ہو + اوسکی اطاعت مثل اطاعتِ خدا و رسولؐ + بجمیع وجوہ واجب و بغیر نظر و تامل + ضرور واجب و لازم ہوگی + اور چونکہ ہر امیر اہل اسلام کا نہین پہچاننا باعثِ کفر ہونا خالی از عجایب نہین + جنکی عقل پر پتھر پڑے ہون وہ تجربہ کیطرف نظر کرکے سمجھ سکتا ہے + کہ اس اسلام مین کیسے کیسے امیر ہوتے گئے + کہ اگر عدم معرفت اونکی کفر ہو تو کفر سے ایمان تصور ہوتا ہے + اسلئے مصداق اس حدیث کے غیر از جناب امیر و ائمہ معصومین علیہم السلام + جنکی عصمت و صداقت و حقیقت وغیرہ ازروی بسیارے آیات و احادیثِ صحیحہ مقبول الطرفین ثابت ہے + کوئی دوسرا نہین + و باللہ التوفیق + دوم قولہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ یعنی ای وہ لوگ جو ایمان لائے ہو پرہیزگاری کرو واسطے اللہ کے اور رہو ساتھ صادقون کے + مناقب ابن مردویہ

اور مناقبِ اخطب مین ابن عباس سے مروی ہے کہ صادقین علیؑ اور اونکے
اصحاب ہین + اور سیوطی نے تفسیر دُرِّ منثور مین اور ثعلبی نے تفسیر مشہور مین
اپنے + ابن عباس اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے +
کہ مراد صادقین سے علی ابن ابیطالب علیہم السلام ہین + اور ابراہیم بن محمد ثقفی نے
کتاب شرف النبی مین اصمعہ سے + اور اوسنے امام باقر علیہ السلام سے روایت
کی ہے + کہ مراد صادقین سے محمدؐ و علیؑ ہین + اور اوسی راوی نے جناب امیر
علیہ السلام سے روایت کی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ صادقین ہم ہین اور ہمارے
محبان + اور امام فخر رازی نے اپنے تفسیر مین نسبت معنی اس آیہ کے نہایت خیر
ظاہر کی ہے + یعنی بعد ثابت کرنے اس امر کے کہ صادقین غیر از معصوم نہین
لکھتا ہے کہ اس آیۂ مین ہر وقت و ہر زمان کے لوگ مخاطب ہین پس وجود
معصوم ہر زمان مین ضرور + ورنہ حکم آیۂ عبث متصور + اور رہنا معصوم کا ہر
زمان مین سوائے اصول مذہب امامیہ ثابت نہین اس صورت مین اصول مذہب
امامیہ حق تصور ہو سکتا ہے + اور بھی علمائے ہمارے رضوان اللہ عنہم
بہت طرح سے ثابت کیا ہے + کہ صادقین سے مراد غیر از جناب امیر و ائمۂ معصوم
علیہم السلام نہین لیکن ہم کہتے ہین کہ معیتِ صادقین بغیر معرفتِ صادقین
ممکن نہین + اور معرفتِ صادقین قابلِ یقین مثل معرفتِ صالحین وغیرہ کے
بغیرِ گواہی خاص خدا و رسولؐ + یعنی بغیرِ نص یا حدیث یا قولِ معصوم کے محال ہے

جیسا کہ تنقیحات مین ثابت ہوچکا + اس صورت مین حسب دلیل آخر
آیۂ مندرجہ بالا کے بخوبی ثابت ہوسکتا ہے کہ صادقین سے مراد صرف جناب
امیر و ائمہ معصومین علیہم السلام ہین جنکی عصمت و صداقت و حقیت ازروی
بسیاری آیات و احادیث متفقہ ثابت ہے + کوئی دوسرا ہو نہین سکتا + یعنی
اگر بعد رسول صلعم کے ہر زمان مابعد کے لئے صادقین یقینی یعنی اشخاص
منصوص بصداقت نہ پائے جاوین تو تکلیف متابعت صادقین تکلیف ما لا یطاق
و تکلیف محال قرار پاتا ہے اور پیروی شخص نامعلوم ... جو خدا سے ناممکن الوقوع ہے + لہذا ازروی
کہ بصورت حکم بیعت صادقین کے صادقین واجب الاتباع یقینی ہیں کہ وہ ظاہر
و منصوص ہونے چاہیئن + اور وہی لوگ مصداق ہین اس آیہ مین نہ دوسرے + پس چونکہ
صداقت بلکہ معصومیت (کہ بیش از بیش صداقت متصور ہے) قابل الیقین یعنی
ازروی نصوص و احادیث صحیحہ متفقہ سوا جناب امیر و ائمہ معصومین علیہم السلام کے
دوسرے کی نسبت ثابت نہین ہوسکتی ہے + جیسا بعد ازین ثابت کیا جاتا ہے
انشاء اللہ تعالیٰ + لہذا ضرور متصور کہ صادقین سے مراد جناب امیر و ائمہ معصومین
علیہم السلام ہون + نہ کوئی دوسرا + اس صورت مین ظاہر ہے کہ ہرگاہ اس آیہ مین
معیت اونکی واجب کی گئی ہے + تو خلافت منصوصہ اونکی بخوبی ثابت ہوئی سوم
قولہ تعالیٰ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ یعنی نہین ہے

کوئی ولی + یعنی کوئی والی و امیر + یعنی اولی الامر تمہارا + مگر خدا اور رسولؐ اور وہ
مومن جو پڑھتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوٰۃ درحالیکہ رکوع مین ہون + جمیع
مفسرین اہلسنت متفق ہین کہ یہ آیہ شان مین جناب امیر علیہ السلام کی نازل
ہوئی + بطبقِ خیراتِ انگشتریِ بیش بہا بحالت رکوع + چنانچہ جامع الاصول
مین صحیح نسائی سے حسب روایت عبداللہ بن سلام لکھا ہے + کہ راوی کہتا ہے
کہ ایکروز حاضر ہوا مین خدمت بابرکت حضرت رسالت مینؐ اور عرض کیا
مینے کہ یا حضرت جیسے ہمنے کہ تصدیق خدا و رسولؐ کی کی ہے + اوس دن سے
قوم نے ہمارے ہمسے کنارہ کیا ہے + اور ہمسے دشمنی اختیار کی ہی + اور قسم
کہائی ہے کہ ہمسے بات نکرینگے + پس حق تعالی نے اس آیہ کو نازل کیا + پس
بلال نے واسطے نماز ظہر کے اذان کہی + اور لوگ واسطے نماز کے کہڑے ہوئے
اور مشغول نماز ہوئے + پس بعضی سجود مین تہے اور بعض رکوع مین تہے اور
بعضے مسواک کرتے تہے + ناگاہ سایل نے سوال کیا پس علی علیہ السلام نے
بیچ رکوع کے انگوٹھی اوسکو دی + اور وہ سایل اوس انگوٹھی کو لئے ہوئے
خدمت مین رسول خدا صلعم کے حاضر ہوا + اور عرض کیا کہ یا حضرت علیؑ نے
یہ انگوٹھی حالت رکوع مین مجکو عنایت فرمائی + حضرت رسولؐ خدا نے اس
آیہ کو تلاوت فرمایا + اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مین روایت کی ہے کہ ایکروز
ابن عباس چاہ زمزم پر بیٹہے تہے + اور نقل احادیث فرماتے تہے ناگاہ ابوذر

حاضر ہوئے اور کہا ایہا الناس مین ہون ابوذر غفاری + سُنا ہے مینے
حضرت رسولخدا صلعم سے ساتھ اپنے ان دونون کانون سے + اگر جھوٹ
کہون تو بہرا ہوجاؤن + اور دیکھا تہا مینے اون حضرت کو انہین اپنے دونون
آنکھون سے + اور اگر دروغ کہون تو اندہا ہوجاؤن + کہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ علی پیشوا ہے نیکوکارونکا + اور کشندہ ہے کافرونکا + مدد کیا گیا ہے وہ
شخص جو اوسکی مدد کرے + اور ذلیل و خوار ہے وہ شخص کہ جو اوسکی مدد و نصرت
نکرے + مین نماز پڑہتا تہا ایکروز ساتھ رسول خدا صلعم کے نماز ظہر پس ایک
سایل آیا مسجد مین اور اوسنے سوال کیا اور کسی نے اوسکو کچھ نہ دیا + سایل نے
اوسوقت ہاتھ بلند کئے طرف آسمان کے اور کہا خداوندا گواہ رہنا کہ مینے
مسجد رسول مین سوال کیا اور کسی نے مجھے کچھ نہ دیا + اوسوقت جناب امیر نے
کہ حالت رکوع مین تھے + اشارہ کیا طرف سایل کے بانگشت کوچک دست راست +
اور ہمیشہ اوس انگلی مین حضرت انگوٹھی رکہتے تھے + سایل نے جو حضرت کے
اشارہ کو دیکھا حضرت کے پاس آیا + اور اوس انگوٹھی کو انگشت مبارک سے
اوتار لیا + بعد نماز حضرت رسول خدا مطلع ہوئے + سر سوی آسمان بلند کیا اور کہا
خداوندا برادرم موسی نے تجھسے سوال کیا اور کہا پروردگارا سینہ میرا کشادہ کر +
اور آسان کر میرے کام میرا + اور کہول گرہ کو میری زبان کے + تا لوگ سمجھین
کلام میرا + اور مقرر فرما وزیر واسطے میرے اہل سے میرے + کہ وہ ہارون ہے +

اور محکم فرمایا زور کو میرے اوس سے + پس تونے دعا اوکی قبول فرمائی +
خداوندا مین محمدؐ پیغمبر برگزیدہ تیرا ہون + خداوندا پس کھول تو سینہ میرا +
اور آسان کر او پر میرے کام میرا + اور گردان واسطے میرے وزیر اہل سے
میرے + کہ وہ علیؑ ہے + محکم کر ساتہ اوسکے پشت میری + ابوذر کہتے ہین
کہ ہنوز کلام اوس عالی مقام کا تمام نہوا تہا کہ حضرت جبرئیل نازل ہوے
از جانب خداوند جلیل + اور کہا کہ ای محمدؐ پڑہو اس آیہ کو + پس حضرت نے
اس آیہ کی تلاوت فرمائی + اور اسیطرح سیوطی اور فخر رازی نے اور
زمخشری نے اور نیشاپوری نے اور ابن السنع نے اور واحدی نے اور
سمعانی نے اور بیہقی نے اور نظیری نے اور صاحب مشکات نے اور
مولف مصابیح نے بلکہ سب مفسرین و محدثین شیعہ او رسنی نے سندی سے +
اور مجاہد سے + اور حسن بصری سے + اور اعمش سے + اور غالب بن عبداللہ سے +
اور قیس بن الربیع سے + اور ابن عباس سے + اور ابوذر وغیرہ سے روایت
کی ہے کہ یہ آیہ شان مین علی علیہ السلام کے نازل ہوئی ہے + بلکہ شاعرون نے
مثل حسان وغیرہ کے نظم بہی کیا ہے + حرف اختلاف یہ ہے کہ اہل سنت
معنے لفظ ولی کے محبوب قرار دیتے ہین + پس واضح ہو کہ قرار دینا اس
معنی کا خالی از بیراہ روی نہین + کیونکہ تخصیص و حصر لفظ اِنّمَا سے صاف
ظاہر ہے + کہ اس آیہ مین لفظِ ولی اوسوقت بعد خدا اور رسولؐ کے + مخصوص

کیا گیا ہے واسطے جناب امیر علیہ السلام کے + حالانکہ محبت کل اہلبیت کی حسب
آیہ مودت و دیگر احادیث کے + بلکہ کل مسلمانون کی کل مسلمانونکو حسب آیہ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ + لازم و موکد کی گئی ہے
لہذا بصورت معنی محبت کے + تخصیص و حصر محبت جناب امیر علیہ السلام خلاف
احکام متعددہ متصور + اور جب تخصیص غلط ہوئی تو یہ معنی بہی صحیح ہو نہین
سکتے ہین + اور ظاہر ہے کہ لفظ انما سے تخصیص و حصر جناب امیر علیہ السلام کے
نسبت لفظ ولی اوسوقت بعد خدا و رسولؐ کے بخوبی ثابت ہے + اسلیئے منجملہ
معنی بے لفظ ولی کے اس مقام پر + وہی معنی حتماً و یقیناً مناسب مقام تصور
ہوسکتے ہین جنکی تخصیص و حصر اوسوقت بعد خدا و رسولؐ + نسبت جناب امیر
علیہ السلام کے + بیجا متصور نہ + اور وہ معنی سوای والی و امیر کے دوسرے
نہین ہوسکتے ہین + جس سے خلافت بلا فصل جناب امیر علیہ السلام کی بخوبی
ثابت ہوئی جاتی ہے + اس سے صاف ثابت ہے کہ یہ آیہ نص صریح
و خاص واقع ہوئی ہے او پر نص ایمای و عام آیات مذکورہ بالا کے +
بسبب آنکہ اسمین امارت و ایمان دونون ساتھ منصوص ہین بلکہ اس
صورت مین اگر معنی ولی کے امیر نہ تصور ہون + تو بہی بوجہہ ہنے نص ایمان کے
حسب مصداق آیہ اول نص امارت بخوبی ثابت ہے + اور بوجہہ موجودگی
نصوص عصمت و علم + بموجب آیات و احادیث دیگر + جیسا ظاہر ہوتا ہے

انشاء اللہ تعالیٰ + نصِ امارتِ واجب الاطاعتِ کلی + اس صورت مین آیۂ ہذا
ہرطرح دلیل مستحکم وحتمی ہے واسطے خلافت جناب امیر علیہ السلام کے + اور بسبب
اوس تخصیص وحصر کے کہ لفظ انما سے آیۂ مذکور مین کی گئی ہے + دلیل کامل
ویقینی ہے اوپر خلافت بلا فصل اونکے + اور اگر بالفرض کل دلیلون سے درگذر کرکے
معنے ولی کے محب ہی تصور کرلیجائین + تو بہی مدعا رخدا ناتہ سے نہین جاتا +
یعنی ثبوت خلافت مین جناب امیر علیہ السلام کے کوئی ہرج لاحق نہین ہوتا ہے +
جیسا بحث حدیث مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ مین بعد ازین ثابت
کیاجائیگا + انشاء اللہ تعالیٰ + مگر ہم تعجب کرتے ہین نفسانیت پر اہلسنت کے +
اور نہین سمجھتے کہ اونکو صرف اثبات مدعا ر دلی سے غرض ہے + یا حصول دین
واقعی سے بھی کچہ مطلب ہے + کیونکہ اگر ایمان کو سامنے رکھکر غور کیاجائے تو
ایسے معنی دوراز قیاس کبھی ذہن مین نہین آسکتے ہین + باقی رہا کہنا
بعض متعصبین اہل خلاف کا + کہ آیۂ وافی ہدایہ مذکورین وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
بصیغۂ جمع واقع ہوا ہے + شخص واحد سے کیونکر مراد ہوسکتی ہے + تو جواب
اسکا جو علمائے ہمارے رضوان اللہ عنہم دیا ہے + کہ یہ صیغۂ جمع تعظیماً آیا ہے +
اور ایسا کلام عرب مین جاری وساری اور بہی خود کلام شریف مین بہت
جگہہ موجود + کافی ووافی ہے + پہر بہی ہم کہتے ہین کہ ہرگاہ بموجب شرح احادیثی
موردۂ روایاتِ اہلسنت مندرجۂ بالاکے بخوبی ثابت ہے + کہ یہ آیہ شان

جناب امیر علیہ السلام کے نازل ہوئی + اور صیغہ جمع تعظیماً واسطے واحد کے
کلام عرب مین مستعمل + تو اس صورت مین بمقابلہ اون سب شرح احادیث کے
رای بے بنیاد بعض متعصبین پر دل دینا صریح بیراہ روی + اور علاوہ اسکے
ظاہر ہے کہ اگرچہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بصیغہ جمع واقع ہوا ہے + مگر لفظ ولی مفرد
واسطے جمع کے آ نہین سکتا + تو چونکہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا و مفردات یعنی خدا
و رسول صلعم کا معطوف علیہ ہے + اور بعد خدا و رسول کے بجای لفظ ولی کوئی
دوسرا لفظ جمع کا واسطے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے آیا نہین + تو اس صورت مین
ضرور ہے کہ مشاراً الیہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا بھی + مثل خدا و رسول کے مفرد ہو
نہ جمع + اور رای علمای شیعہ کہ یہ صیغہ جمع تعظیماً واقع ہوا ہے + صحیح و درست
اور بھی ظاہر ہے کہ اگر وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے جمع مراد لی جاے تو دو حال سے
خالی نہین + یا کوئی چند اشخاص مراد ہون + یا کل مومنین + مگر سواے
جناب امیر علیہ السلام کے کوئی چند اشخاص بروایات فریقین ثابت نہین +
تو حکم آیہ نسبت ولایت چند اشخاص مہمل + تو تنزیل آیہ بیفائدہ و عبث +
لہذا یہی کہا جا سکتا ہے کہ کل مومنین مراد ہین + مگر اس صورت مین ضمیر
کم کی مہمل رہی جاتی ہے + کیونکہ ضرور ہے کہ ضمیر کم کی طرف کل مومنین کے
راجع ہو + تو ہم ضمیر کم و ہم مراد لفظ ولی دونون کو طرف کل مومنین کے
رجوع سمجھنا + سراسر قبول نقیض متضاد و خبطگی ہے + لہذا ظاہر ہے کہ ہرگاہ

ضمیر کم کی طرف کل مومنین کے راجع ہے + تو مشار الیہ لفظ ولی کا شخص واحد ہے +
مگر اس صورت مین ضرور ہے کہ وہ شخص واحد بنا بر ولایت مومنین بصفت خاص
ونشانِ مخصوص جملہ مومنین سے علیحدہ وممیز کردیا جاوے + تا حکم آیہ مہمل نرہجاوے
چنانچہ اسیلیے وَیُؤتُونَ الزَّکوٰۃَ وَھُمْ رَاکِعُونَ صفت خاص ونشان مخصوص
سے علیحدہ ومتمیز کردیا گیا + باقی رہا یہ کہنا کہ رَاکِعُونَ سے مراد خاشِعُونَ ہے +
جیسا صاحبِ تفسیر بیضاوی سنے لکھا ہے + تو جواب اسکا یہ ہے کہ ہرگاہ حسب
دلایل مندرجہ بالا ثابت ہوا کہ ولی کو بنا بر ولایتِ مومنین بصفتِ خاص موصوف +
وبہ نشان خاص متمیز ہونا ضرور ہے + اور شرح احادیثی بہی مطابق اسکے
روایاتِ فریقین مین موجود + اور بہی ظاہر ہے کہ عبادتِ قابلِ صفت مین
خشوع داخل متصور + اظہار خشوع علیحدہ بیفایدہ وغیر ضرور + اس صورت مین
معنی لفظِ رکوع کے خلاف لفظ واقع + وخلاف شرح احادیثی موردِ روایاتِ
فریقین + وخلافِ ضرورت ثابت کردہ دلایل بالا خشوع لکہا ایسا + خالی از گمراہی
وبیراہہ روی نہین + وباللہ التوفیق + چہارم قولہ تعالیٰ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ
وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ یعنی ای محمد نہین ہے تو مگر دہشت دلانے والا اور ہر قوم
کے لئے ایک ہادی ہے + شواہد التنزیل مین ابو بردہ اسلمی سے روایت
کی ہے + کہ ایک روز جناب رسولخدا صلعم سنے آب وضو طلب فرمایا + جب
وضو سے فارغ ہوئے تو دست علیؑ کو پکڑا اور اپنے سینہ حقایق دفینہ پر رکہا

اور فرمایا انما انت منذر ولکل قوم ہاد اور حافظ ابو نعیم اصفہانی کہ
مشاہیر محدثان اہل سنت سے ہے کتاب ما نزل فی القرآن فی علی میں ہذا
کئی سندون سے ابن عباس سے روایت کرتا ہے کہ جب یہ آیہ نازل ہوا تو
آنحضرت صلعم نے دست مبارک اپنا دوش جناب امیر علیہ السلام پر رکھا + اور فرمایا
کہ تو ہی ہے یا علی ہادی + اور ساتھ تیرے سے ہدایت پاوینگے ہدایت پانیوالے
بعد میرے + اور مسند محدث حنبلی اور فردوس الاخبار شیرویہ اور ثعلبی
اور سواد اذان میں ابن عباس سے + اور ابن مسعود سے + و جابر انصاری سے
مروی ہے + کہ جب یہ آیہ نازل ہوی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں منذر
ہون اور علی ہادی ہے + پس ظاہر ہے کہ لفظ ہادی حاوی ہے اوپر معنی
خلافت کے + یعنی جو ہادی ہے وہی خلیفہ منصوص ہے + کیونکہ کار پیغمبر
بجز ہدایت نہیں + تو کار خلیفہ غیر از ہدایت ہو نہیں سکتا پنجم قولہ تعالی
وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ یعنی بجملہ
مخلوقات اپنے پیدا کیا ہے ہمنے ایک امت کو کہ ہدایت کرتے ہین لوگونکو
طرف راہ حق کے + اور بتوفیق خدا راہ باطل سے علحدگی ڈھونڈھتی ہین
بحر المناقب اور مناقب ابن مردویہ مین زاذان سے مروی ہے + کہ فرمایا
جناب امیر علیہ السلام نے کہ وہ فرقہ مین ہون اور محبان میرے + پس ظاہر ہے
کہ خلافت ہدایت کنندہ راہ حق کو زیبا ہے نہ دوسرے کو + ششم حدیث

غدیر مدارج النبوت مین لکھا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہ باثناء مراجعت از حجة
الوداع بمقام غدیر خم آنحضرت صلعم نے بطرف یاران و اصحاب متوجہ ہو کر
فرمایا الستم تعلمون انی اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم یعنے
آیا نہین جانتے ہو تم لوگ کہ افضل و بہتر ہون مین نزدیک مومنان کے
نفسون سے اونکے + جیسا کہ او تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے کہ النبی
اولیٰ بالمؤمنین من انفسهم + اور مروی ہے کہ اس کلمہ کو تین بار فرمایا
لفظاً و معنیاً یعنے یہ کہ امر نہین کرتا ہون مین مومنون کو + مگر جسمین صلاح و نجات
و خیریت دنیا و آخرت کی اونکے ہو + بخلاف اونکے نفوس کے کہ کبھی طرف شر
و فساد کے بہی خواہش دلواتے ہین + قالوا بلیٰ یعنی لوگون نے کہا کہ سچ +
بعد ازان فرمایا کہ گویا مجکو اوس عالم مین طلب کیا ہے + اور مینے قبول کیا +
پس آگاہ ہو کہ دو امر عظیم درمیان تمہارے چھوڑتا ہون مین + کہ ایک بزرگتر ہے
دوسرے سے + اور وہ قرآن اور اہلبیت میرے ہین + نگاہ رکھو اور احتیاط کرو
کہ بعد میرے ساتھ ان دو چیزون کے کیا سلوک کرتے ہو + اور رعایت اونکے
حقوق کی کس کیفیت سے بجا لاتے ہو + اور یہ دونون امر بعد میرے آپس سے
ہرگز جدا نہونگے + تا بلب کوثر نزدیک میرے پہونچینگے + اوسوقت فرمایا کہ
خدا مولا میرا ہے اور مین مولا جمیع مومنون کا + بعد ازان ہاتھ جناب امیر
علیہ السلام کا پکڑ کر فرمایا + کہ اللهم من کنت مولاه فعلی مولاه

یعنی خداوند جسکا مولا مین ہون علیؓ اوسکا مولا ہے + اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ یعنی خداوندا دوست رکہہ اوسکو جو علیؓ کو دوست رکہے + اور دشمن رکہہ اوسکو جو علیؓ کو دشمن رکہے + اور ایک روایت مین اسقدر زیادہ ہے وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ یعنی مدد کر اوسکی جو علیؓ کی مدد کرے + اور چہوڑ دے اوسکو جو علیؓ کو چہوڑ دے + وَدَارِ الْحَقَّ حَیْثُ دَارَ یعنی اور پہیر حق جس طرف علیؓ پہرے + اور اس حدیث کو روایت کیا ہے احمد نے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے جیساکہ مشکاۃ مین مندرج ہے + اور یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کی گئی ہے بہت کتابون مین + مثل صحیح ترمذی + وصحیح نسائی + وصحیح مسلم + اور مسند احمد بن حنبل اور صواعق محرقہ وغیرہ کی + اور طرق اوسکے بہت ہین + اور روایت کی ہے جمع کثیر نے صحابہ سے + اور گواہی دی علیؓ کو اوسکی + جسوقت کہ نزاع ہوئی ہے امر خلافت مین اونسے + اور بہت اسانید اوسکے صحیح وحسان ہین + اور التفات نہین ہے طرف قول اونکے + جنہون نے کلام کیا ہے صحت مین اوسکے + اور نہ طرف قول اون بعضون کے + جنہون نے کہا ہے + زیادت از وَالِ مَنْ وَالَاہُ موضوع ہے + اسلئے کہ ساتہ طرق متعدد کے تصحیح کیا ہے اوسکو ذہبی نے + اور اس حدیث سے نہایت فضل وتکریم ثابت ہے واسطے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے + وتحریص وترغیب ہے مومنون کو طرف مودت

وموالات اونکے و اور اجتناب و احتراز بغض و عداوت سے اونکے جیساکہ دوسری حدیث مین آیا ہے * کہ دوست نہین رکہے علیؑ کو * مگر مومن * اور دشمن نہین رکہے علیؑ کو مگر منافق * ولیکن دلالت اوس سے اوپر استخلاف اور نصب بامامت اونکے * پس اسمین اہلسنت کو کلام ہے * اورشیعون نے تمسک کیا ہے کہ یہ نص قطعی ہے واسطے امامت کے * اور معنی قول آنحضرت صلعم آلستُ اَولیٰ بِکُم کے * ناصر ومحبوب نہین ہین * کہ اس صورت مین اجتماعِ جملہ اصحاب بہر اہی اور اسقدر مبالغہ واہتمام ودعا وغیرہ کی احتیاج نہ تہی * کیونکہ ان باتون کو صحابہ پیشتر سے جانتے تہے * اور بعد اسکے بنقل کلام صاحب صواعق محرقہ * اس طرح لکہتا ہے * کہ لانُسَلِّمُ کہ مولی درینجا بمعنی والی وحاکم باشد * بلکہ بمعنی ناصر ومحبوب است * انتہا وترجمہ کلامہ * اب جو شخص کچہہ بہی ایمان رکہتا ہوگا * اور کچہہ بہی آخرت سے ڈرتا ہوگا * اوسکو اسی عبارت مدارج النبوۃ کی دیکہنے سے ظاہر وثابت ہوجاے گا * کہ یہ مقدمہ بغیر از نصب ولیعہد یعنی خلیفہ وامام کے نہین * یہان معنی مولا کے صرف ناصر ومحبوب وہی قرار دے گا * جو چارون طرف سے آنکہین بند کرلے * اور جسکے حق مین خدا نے یہہ فرمایا ہو * کہ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ * ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ معنی الفاظِ ذو معنیین کے حسب موقع ومحل وقراین وضرورت وغیرہ دجوہِ قوی کے قرار دیے جاتے ہین *

نہ بلا وجہ + یا بوجہ ضعیف + یا حسب مدعاء طلبی + پس وجوہ معنی امارت ظاہر ہے
کہ اول ظاہر کرنا آنحضرت صلعم کا کہ مین اولی ہون نفسہاے مومنان سے بہ
بسبب امر و حکم محض بکارہاے نیک و حق کے بہ یاد دہی آیہ کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی
اِلٰی اٰخِرِہٖ سکے + اور بعد ازان فرمانا کہ جسکا مین مولا ہون علیؑ اوسکا مولا ہے +
صاف ظاہر کرتا ہے کہ اصدار حدیث ہذا سے + غرض اصلی اظہار امارت حقہ
جناب امیر علیہ السلام کے ہے + اور لفظ مولا جو ہم مادہ ہے لفظ اولی کا +
اس حدیث مین بمعنی امیر بحق + یعنی بمعنی امر کنندہ امور نیک و حق کے واقع ہوا ہے
نہ بمعنی محض محبوب کے + دوم اصدار اس حدیث کا بعد بیان خبر رحلت و وفات
اپنے + و اظہار عظمت و بزرگی اہلبیت + و وصیت و تاکید نسبت رعایت
حقوق اونکے + صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ مقدمہ غیر از نصب ولی عہد یعنی
خلیفہ و امام کے نہین + سوم یہ فقرہ حدیث کا کہ اہلبیت و قرآن ہرگز بعد
میرے جدا نہونگے آپسمین + الی آخرہ + یعنی اہلبیت سے کبھی خلاف قرآن عمل
یا حکم کرنا ممکن نہین + صاف ثابت کرتا ہے + مراد خلافت و امامت کو کیونکہ
ایسا اعتماد دلوانا غیر از ہادی خلیفہ و امام کے دوسرے کے لئے ضرور نہین
اور خلافت حق اوسی کا ہو سکتا ہے جو ایسا معتمد ہو + چہارم یہ دعا کہ
مدد کر اوسکی جو علیؑ کے مدد کرے + اور پہیر حق کو جس طرف علیؑ پہرے
صاف ظاہر کرتی ہے مراد خلافت کو جناب امیر علیہ السلام کے + کیونکہ

ایسی تاکیدِ نصرت اور ایسے اظہارِ حقیت سوای خلیفہ و امام کے دوسرے کے لئے غیر ضرور + اور بھی باوجود موجود رہنے ایسے شخص کے + جس پر اس طرح کا اعتماد دلوایا گیا ہو + دوسرے کو لایق خلافت و امامت و ہدایت کے تصور کرنا صریح ضلالت اختیار کرنا ہے + اور علاوہ اسکے صاحبِ ایمان و انصاف سے پوشیدہ نہین + کہ باوجود نازل ہونے آیۂ یا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ اِلَی آخرہٖ و آیۂ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الی آخرہٖ بروز غدیر خم کے + قبل و بعد اظہار حدیث مذکور کے + جیسا کہ اکثر روایات اہلسنت مین وارد ہوا ہے اور بحث خلافتِ عام مین ظاہر کیا گیا + اور باوجود اظہار کرنے آنحضرت صلعم کے حدیث مذکور کو + اوس میدان ریگستان مین + بعین تابش آفتاب باہتمام ہا بلیغ + و بعد اجتماع کل ہمراہیان حجۃ الوداع + یعنی بواپس پیش رفتگان و انتظار پس ماندگان + و باوجود بعیت لینی آنحضرت صلعم کے از طرف جناب امیر علیہ السلام + اوس مقام پر بقیام سہ روزہ + اور امیر المومنین کہلوانے جناب امیر علیہ السلام کو + اوس روز سے + اور باوجود ضبط قصیدہ کرنے حسان بن ثابت کے امر خلافت جناب امیر علیہ السلام کو اوسیوقت + اور سنانے آنحضرت صلعم کو + اور سکوت آنحضرت صلعم کی + اور باوجود اعتراض کرنے ایک اعرابی کے آنحضرت سے + بمدعای خلافت بعد نزول مدینہ منورہ کی + اور جواب دینی آنحضرت صلعم کے کہ یہ امر بغیر حکم خدا نہین + اور باوجود

طلب سنگ کرنے اعرابی مذکور کے پروردگار سے بطور مباہلہ اسوقت کے
اور موت اعرابی مذکور بذریعہ سنگ آسمانی + اور باوجود خبر دہی پروردگار از وقوعہ
موت اعرابی مذکور بذریعہ آیہ کریمہ سئل سائل الی آخرہ کے + اور باوجود
ثبوت ضرورت شدید از خلیفہ مامور و منصوص از روی دلائل عقلیہ و نقلیہ
مندرجہ بحث ہای سابق کے + اور رہنے جناب امیر علیہ السلام کے لائق
خلافت بجمیع وجوہ ضروری + اور باوجود نازل رہنے دیگر آیات و صادر
رہنے دیگر احادیث کثیرہ بتائید مدعای خلافت بلافصل جناب امیر علیہ السلام کے
جیسا بہ سب حال اکثر روایات اہلسنت مین وارد ہوا ہے اور کتب تواریخ
احادیث و تفاسیر مین اونکے موجود + اسپر بھی معنی مولا کے اس حدیث مین
محض محبوب قرار دینا + غیر از بیراہہ روی دوسرا متصور نہین ہوسکتا +
علاوہ اسکے ظاہر ہے کہ محبت جناب امیر علیہ السلام کی قبل اسکے بارہا بذریعہ
آیات و احادیث متعددہ واجب و موکد ہوچکی تھی + اور صحابہ بخوبی واقف
و آگاہ تھے + پس جو شخص آیہ مودت پر لحاظ نکرتا + وہ اس حدیث پر کب
لحاظ کرسکتا تھا + اور یہی ظاہر ہے کہ اگر اس حدیث مین صرف مطلب
تاکید محبت سے ہوتا + تو ذکر آیہ مودت کا جسکے رو سے محبت اہلبیت کی
واجب ہے + ضرور کیا جاتا + نہ ذکر آیہ النبی اولی الی آخرہ کا + اور یہ بھی
علاوہ اسکے ظاہر ہے کہ پہلی امارت جناب امیر علیہ السلام کی + از روی

آیۂ اطیعوا اللہ الی آخرہ کے بکنایہ اولی الامر منکم منصوص ہوئی جیسا
ثابت کیا گیا + بعدازان بذریعہ آیۂ انما ولیکم اللہ الی آخرہ کے ساتھہ
نص صریحی وحتمی کے منصوص کی گئی + اور اوسکا مطلب اصلی اسمین علانیہ
کیا گیا + جیسا ظاہر ہوا + لیکن چونکہ شہرت ان نصوص کی مجمع عام مین
ضرور تہی + اور ایسا اجتماع جو حجۃ الوداع مین حاصل تہا پہر میسر آنا
دشوار تہا + اسلیے اشتہار ضروری اون نصوص کا اوس اجتماع کثیر مین
بذریعہ حدیث مذکور فرمایا گیا + اور کہا گیا کہ یہ خبر حاضر غایب کو اور باپ
بیٹون کو برابر پہونچاتے رہین + جیسا کتب اہلسنت مین موجود ہے +
تاکسیکو کوئی عذر باقی نرہے + اور حجت خدا ہر خاص عام پر بخوبی تمام ہو
چنانچہ الفاظ منصوص آیات وحدیث مذکورہ مین + ایک ہی مادہ کی واقع
ہوئے ہین + یعنی اولی وولی ومولی ہم مادہ لفظ اولی مورود اوس
آیہ کی + جو شان مین آنحضرت صلعم کے وارد ہوئی + یعنی آیہ النبی اولی
الی آخرہ + جسکے معنی مین آپنے فرمایا کہ مین اولی ہون نفسہای مومنان سے +
بسبب امر امور نیک وحق کے + اور بہی لفظ ولی عہد جو ایک لفظ مشہور ہے
بمعنی حاکم بیجانی اسی مادہ سے ہے + اس صورت مین معنی مولی کی حدیث
مذکور مین خلاف قراین بسیار مذکورہ بالا کے والی وامیر قرار نہ دیکر
محض محبوب وناصر قرار دینا + کیونکر خالی از بیراہہ روی تصور ہوسکتا ہے

اور علاوہ اسکے اگر معنی مولا کے محبوب ہی تصور کرلئے جایئں تو بھی کوئی
ہرج دربارۂ ثبوتِ خلافت وامارت جناب امیر علیہ السلام اور اختتام
محبت خدا کی تصور نہین ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ علتِ حصولِ خلافت
وامارت یا حکم خداہی اگر نازل ہو یا قوت امیر اگر حاصل ہو یا محبت خلایق
ورعایا اگر شامل ہو اور علت محبت افضل ہے کل علتون سے کیونکہ
اطاعت حکم خدا بغیر محبتِ امیر کے جبر اور انجام کار بہ جبر بطور احسن دشوار
اور قوتِ امیر قبل از اجتماع ومحبتِ خلایق ورعایا مشکل مگر محبت رعایا
ایک ایسی علت ہے واسطے امارت کے کہ مستغنی کردیتی ہے کل علتونسے
دوسری علتین اس علت سے رد ہو سکتی ہین مگر یہ علت کسی علت سے
رد ہو نہین سکتی یعنی محبت کے آگے نہ حکم خدا سے خوف آتا ہے نہ کسیکے
قوت سے خطر کیا جاتا ہے جان کا گنوانا اسمین ہزار نعمت کہانا ہے اور تکلیف کا
اوٹھانا اسمین ہزار آرام پانا کوئی سامان بے دوست خوش آتا نہین
اور کوئی ساز بے یار بہاتا نہین دوست کے آگے جان ودل تک پیارا
نہین اور کوئی صفت وخوبی وکوئی بہتری وبہبودی اور کوئی اعزاز
واکرام اور کوئی عظمت واحترام غیر از دوست گوارہ نہین ہمہ اوست
وہمہ از دوست دہمہ بہ اوست تقاضای محبت کا ایک شمہ ہے اور ہمہ
پیش او ہیچ الفت کا ایک کرشمہ ہے کیا نہین سنتے نہین دیکھتے کہ لوگون نے

اس محبت مین کیسی کیسی تباہی وخرابی اپنے اوپر اختیار کر لی ہے + بلکہ خدا

دعقبی سے ہاتھ اوٹھا بیٹھتے ہین + جیسا یہو د بسبب محبت حضرت اسحاق

علیہ السلام کے + باوجود وقوف ویقین حقیت آنحضرت صلعم کے رجوع

باسلام نہوی + اور خسران عقبی کا اندیشہ نہ لاسے + اور انصار مدینہ بوجہ

محبت وانتظار آنحضرت صلعم کے ایک ہی ملاقات مین مل گئے + اور کسی

بات کا خوف وخطر نفرمایا + بلکہ علت محبت سے اجتماع خلایق + کہ ہم باعث

وہم حاصل خلافت ہے + آپ سے آپ حاصل ہو جاتا ہے + چنانچہ اسی وجہ سے

خدا ورسول صلعم نے نسبت محبت جناب امیر علیہ السلام کی اہتمام کثیر

وتاکید بلیغ فرمائی + وآیات متعدد واحادیث کثیر تاکید محبت مین آپکے

نازل وصادر فرمائین + چنانچہ کسی کو دوست ودشمن سے وجوب محبت مین

آپکے عذر وانکار نہین و نہ ہوسکتا ہے + اور بھی اسی وجہہ سے خلافت

وامارت کو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ ایسے الفاظ کے منصوص فرمایا ہے +

کہ جن الفاظ کے معنی سے + ہم امارت وہم محبت یعنی علت ومعلول دونون

پیدا ہون + تاکہ انتہای تاکید وحسن کلام ظاہر وثابت ہو + اور تاکہ کوسے

راستہ گریز کسیکو مل نہ سکے + نہ بذریعہ معلول و نہ بذریعہ علت کے + اور اسمین

جو ثابت سمجھا جاسے کافی ہو واسطے ثبوت خلافت کے + کیونکہ نص محبت

بسبب رہنے علت قوی امارت عین نص خلافت متصور ہے + پس اگر

اہل دین کو حسب تاکید آیت مذکور محبت جناب امیر علیہ السلام کی بہی ہوتی تو بہی خلافت غیر از جناب امیر علیہ السلام سکے دو تہہ پہ قرار پاتی + کیونکہ کوئی شخص بحالت محبت دلی ایسا اعزاز و اکرام + غیر از دوست اپنے یا دوسرے کے واسطے گوارا نہین کر سکتا ہے + قلیاً و نیز حسب معنی اہل سنت بموجب حکم آیہ مذکور کے (جسکو اول آنحضرت صلعم نے بتائید معنی کلام آخر اپنے پیش کیا تہا) کہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ + یعنی نبی بہتر ہی مومنونکو نفسون سے اونکے + تا بہ نفس دیگران چہ رسد + واضح ہو کہ اہل تشیع کہتے ہین کہ نبی بہتر ہے نفوس مومنان سے باعتبار اطاعت + و اہل سنت کہتے ہین کہ باعتبار محبت + اور ہم کہتے ہین کہ باعتبار محبت و اطاعت دونون کے + کیونکہ نبی کے لئے اطاعت و محبت دونون بیش از نفس خود درکار ہے + تو بہہ زیادہ تر حسن کلام متصور ہے + کہ ایک تمثیل یا لفظ ایسا رکہا جاسے کہ کل معنی ہای ضروری پر حاوی ہو + بلکہ محبت کے لئے اطاعت لازم ہے اور اطاعت کے لئے محبت لازم نہین + لہذا لسبب آنکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جسکا مولا مین ہون اوسکا مولا علی ہے + جناب امیر علیہ السلام مطاع و محب دونون ہوسئے + یعنی امیر محبوب یعنی پیارا حاکم + یعنی وہ امیر جسکی امارت خاطر اً مغلوب ہو + اور جسکا امیر دلپًا مرغوب + کیونکہ تعمیل امور دین بغیر رغبت قلب داخل تعمیل متصور نہین ہوتی + بلکہ اس حالت مین اگر معاذ اللہ

بالفرض اختیار امارت جناب امیر علیہ السلام + خلاف مرضی خدا بہی ہوتا +
توبہی یہ عذر باقی رہتا تہا + کہ ہرگاہ محبت جناب امیر علیہ السلام کی اس
شدومد سے واجب کی گئی کہ بغیر محبت اونکے ایمان مقبول نہین + اور
محبت اونکی عین ایمان و بغض اونکا عین نفاق ہے + تو تقاضا سے
محبت یہی تہا کہ ایسا فضل و اعزاز غیر از دوست اپنے یا دوسر کے لیے
گوارا نہ کیا جاسے + اور ظاہر ہے کہ عذر معذور مقبول ہے + چنانچہ نقل ہے
کہ لوگون سے مجنون سے پوچہا کہ خلافت کسکا حق ہے + کہا کہ حق لیلی +
پس جای غور و انصاف ہے + کہ مجنون تو بہ سبب محبت دنیاوی غیر واقع
سب کو خلافت سے خلع کر کے حق لیلی قرار دی + اور ہم باوصف محبت
دینی واجبی کے حق علی قرار ندین + تو مصرعہ وای بر الفت و محبت ما +
مصرعہ نہ ایتم شدنہ آنم شد دریغا روزگار من + فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی
الْاَبْصَارِ حدیث ہفتم اِنِّیْ اَقُوْلُ کَمَا قَالَ اَخِیْ مُوْسٰی
اَجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ عَلِیًّا اَخِیْ اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ
وَاَشْرِکْهُ فِیْ اَمْرِیْ + مسند احمد ابن حنبل و ہدایت السعدا مین مسطور ہے +
کہ فرمایا آنحضرت صلعم سے کہ مین بہی وہی کہتا ہون جیسا برادر میرے
موسی سے کہا + کہ بار خدایا ٹہرا واسطے میرے اہل میری سے وزیر علی
کہ برادر میرا ہے قوی کر پشت میری اوس سے + اور شریک کر اوسکو

کام مین میرے + پس ظاہر ہے کہ دعای آنحضرت صلعم بہرحال مقبول و مستجاب ہے
تو خلیفہ غیر از وزیر دوسرا کون ہو سکتا ہے + حدیث ہشتم + یا علی
اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ
صحیح ترمذی + و صحیح مسلم + و صحیح بخاری + و مصابیح + و مشکواۃ + و صحایف + و
ہدایت السعداء مین + سعد وقاص + و زید بن ارقم + و شرف النبی بن اسماء
بنت عمیس سے + و موادات مین + جابر بن عبد اللہ انصاری سے + مروی ہے +
کہ کہا آنحضرت صلعم نے کہ ای علی تو نزدیک میرے بمنزلہ ہارون کے ہے +
نزدیک موسیٰ کے + مگر یہ کہ بعد میرے نبی نہین + پس ظاہر ہے کہ مثال دینا
مخبر صادق کا ساتھ خلیفہ پیغمبر اولی العزم کے + غیر خلیفہ کو ممکن نہین + اور غیر خلیفہ
صفت مین خلیفہ پیغمبر اولی العزم کے داخل ہو نہین سکتا + اور جسکی صفت ایسی
زبان صادق مطلق سے ثابت ہو + وہ بیشک خلیفہ منصوص ہے + اور یہی
معنی سے حدیث مذکور کے ظاہر ہے + کہ اگر نبوت بعد آنحضرت صلعم کے ہوتی
تو جناب امیر علیہ السلام کو ہوتی + اس صورت مین خلافت و امامت کہ بعد
آنحضرت صلعم کے قایم ہے + ضرور ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو ہو + حدیث
نہم + مَا تُرِیْدُوْنَ مِنْ عَلِیٍّ مَا تُرِیْدُوْنَ مِنْ عَلِیٍّ اِنَّ عَلِیًّا
مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِیْ + مسند احمد بن حنبل +
و مسند ابن جوزی + و مستدرک حاکم + و صحیح ترمذی + و مصابیح + و مشکواۃ +

وصواعق محرقہ مین، عمران بن حصین سے مروی ہے، کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کیا چاہتے ہو علی سے کیا چاہتے ہو علی سے تحقیق کہ علی مجھسے ہے اور مین اوس سے
ہون، اور وہ ولی ہے کل مومنون کا بعد میرے، پس ظاہر ہے کہ ولی مومنان غیر از خلیفہ وامیر مومنان ہو نہین سکتا، اس صورت مین لفظ ولی سے
خلافت، ولفظ بعدی سے خلافتِ بلا فصل جناب امیر علیہ السلام کی بخوبی ثابت، حدیث ﷺ مَثَلُ اَهْلِبَيْتِي كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ
رَكِبَهَا نَجَى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ، مسند ابن حنبل، ومشکوٰة، وشرف النبی، وہدایت السعدا مین، ابی ذر غفاری سے مروی ہے، کہ وہ درِ کعبہ کو
پکڑے ہوئے کہتا تہا کہ سُنا مینے رسولخدا صلعم سے کہ فرماتے تہے، کہ مثل اہلبیت میرے کے تم مین مثل سفینہ نوح کے ہے، کہ جو سوار ہوا اوسنے نجات
پائی، اور جسنے تخلف کیا ہلاک ہوا، پس اس حدیث سے ترغیب طاعت اہلبیت بوجہ اتم ظاہر ہے، اور ایسی ترغیب اطاعت سے خلافت منصوصی اونکی
ثابت، اور بہی ظاہر ہے کہ سوای اوسکے کہ اطاعت جسکی باعث نجات ہو، دوسرا کون لایق خلافت متصور ہو سکتا ہے، حدیث یاز ﷺ يَا
اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا
كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي اَهْلَ بَيْتِي، صحیح ترمذی، ومشکوٰة مین،
جابر انصاری سے، اور مصابیح، وہدایت السعدا مین، حسان بن ثابت سے،

مروی ہے کہ بروز عرفہ آنحضرت صلعم نے منبر پر رونق افروز ہو کر بعد
توحید و تمجید خدا فرمایا کہ ای مردمان چہوڑتا ہون مین تم مین دو چیز کہ
اگر رجوع لاؤ اور تمسک کرو اوس سے تو ہرگز ضلالت مین نہ پڑو اور
وہ کتاب اللہ اور عترت میری ہے پس اس حدیث سے ترغیب تمسک
اہلبیت ظاہر ہے اور ترغیب تمسک سے خلافت منصوصی ثابت اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ سوای اوسکے کہ تمسک جسکا باعث نجات از گمراہی ہو دوسرا
کون لایق خلافت و امارت ہو سکتا ہے حدیث دو از دہم ۱۲
اَلَا یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْشِكُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ
رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبُ وَاَنَا تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُهُمَا
كِتَابُ اللّٰهِ فِیْهِ الْهُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَهْلِبَیْتِیْ
اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِیْ اَهْلِبَیْتِیْ مَنِ اتَّبَعَهُمَا كَانَ عَلَی الْهُدٰی وَ
مَنْ تَرَكَهُمَا كَانَ عَلَی الضَّلَالَةِ صحیح مسلم و مصابیح و مشکواۃ
و مشارق الانوار و ہدایت السعدا و تفسیر ثعلبی و کتاب الشفا و
انصاب الاخبار و اربعین مین زید بن ارقم سے روایت ہے کہ موضع
غدیر خم مین آنحضرت صلعم نے بعد ادای خطبہ فرمایا کہ دانا اور آگاہ ہوای
مردمان کہ سوای اسکے نہین کہ مین بشر ہون مثل تمہارے قریب ہے
کہ آئے میرے پاس فرستادہ خدا یعنی ملک الموت اور مین قبول کرون

اوسکو واسطے انتقال وارتحال دنیا کے + حالانکہ چہوڑتا ہون مین تم مین
دو امر عظیم + اول قرآن کہ اوسمین ہدایت و نور ہے + پس عمل کرو موافق
کتاب اللہ کے + دوسرا اہلبیت میری + اور بیان کرتا ہون مین خدا کیطرف سے
درباب اہلبیت اپنے کے + کہ جسنے بیعت کی ان دونون کی وہ ہے اوپر
ہدایت کے + اور جسنے چہوڑا اونکو واسطے اوسکے ہے ضلالت + پس اس
حدیث سے تاکید تبعیت اہلبیت ظاہر ہے اور تاکید تبعیت سے خلافت اونکی
ثابت + اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ سوای اوسکے جسکی تبعیت موجب ہدایت اور ترکا
تخلف باعث ضلالت ہو + دوسرا کون خلافت کے لئے لایق تصور ہوسکتا ہے +
حدیث سیزدہم هٰذَا اَمِیْرُ الْبَرَرَةِ وَقَاتِلُ الْکَفَرَةِ مَنْصُوْرٌ
مَنْ نَصَرَہٗ مَخْذُوْلٌ مَنْ خَذَلَہٗ + مستدرک حاکم + وصواعق محرقہ +
ومواداۃ مین + جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے + کہ سنا مینے
رسولخدا صلعم سے بمقام حدیبیہ کے + اوس حالت مین کہ پکڑے ہوئے تھے
آنحضرت صلعم ہاتہہ علی علیہ السلام کا + کہ یہہ علی بادشاہ ہے نیکوکارون کا اور
کشندہ ہے کافرون کا + نصرت کیا گیا ہے وہ جو یاری کرے اوسکی + اور
چہوڑا گیا ہے وہ جو چہوڑے اوسکو + اور اس کلام مین آواز آنحضرت صلعم کی
بلند تہی + پس اس حدیث سے امارت جناب امیر علیہ السلام کی بلفظ امیر بھی
ثابت + اور سوا ایسے شخص کے یعنی امیر البررہ کے کوئی دوسرا خلافت کیلئے

لایق تصور ہو نہین سکتا + اور قبول کرنا صریح ناحق و ناجایز ہے + حدیث چہاردہم اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَھُوَ اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ بَعْدِیْ لَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ دَیْنِیْ اِلَّا عَلِیٌّ صحاح ستہ + وصواعق محرقہ + ومسند احمد بن حنبل + ومشکوات مین بروایت حبشی بن جنادہ کے مسطور ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ تحقیق کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے اور وہ ولی کل مومنین کا ہے بعد میرے + ادا کریگا اور نہ پہونچاے گا دین میرا مگر علی + پس اس حدیث سے صاف صاف خلافت جناب امیر علیہ السلام کی ثابت ہے +

کلام سوم اون آیات واحادیث مین + جو تصدیق علم ودانش جناب امیر علیہ السلام کے واقع ہوے ہین +

قولہ تعالی وَتَعِیَهَا اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ + یعنی پا جاتا ہے اور فہم کرلیتا ہے کلمۂ حق وتحقیق کو + وہ گوش جو شنوا و فہم کنندہ ہے + صحیح ترمذی مین بروایت جناب امیر علیہ السلام کے + اور تفسیر واحدی اور ثعلبی اور مناقب ابن مردویہ مین + بروایت بریدہ اسلمی کے مروی ہے + کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یا علی اللہ تعالی نے حکم کیا کہ مین تجھکو نزدیک رکھون اور دور نکرون اور تعلیم وتفہیم کرون تیری + کہ تو فہم و دریافت کنندہ ہے + پس آیہ مذکور نازل ہوی + جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ اوس روز سے جو کچھہ

میں نے سنا + وہ سمجھا اور یاد رکھا + دوم قولہ تعالیٰ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ
شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ + یعنی کہہ
ای محمد کافی ہے اللہ گواہ درمیان میرے اور تمہارے + اور وہ کہ جسکے
پاس ہے علم کتاب + محدث حنبلی محمد حنیفہ سے روایت کرتا ہے + کہ جسکے
پاس علم کتاب ہے وہ ہے۔ جسکے حق مین فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اَنَا
مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا + سوم قولہ تعالیٰ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتَابَ
الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا + یعنی بعد ازان میراث مین دیا مینے کتاب
اپنی برگزیدہ بندگان کو اپنے + مناقب حافظ احمد موسیٰ بن مرد و یہ مین +
جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ نَحْنُ اُولٰئِكَ + یعنی وہ بندگان
برگزیدہ ہم اہلبیت ہین + چہارم حدیث قُسِّمَتِ الْحِكْمَةُ عَلٰى عَشَرَةِ
اَجْزَاءٍ فَاُعْطِيَ عَلِيٌّ تِسْعَةَ اَجْزَاءٍ وَالنَّاسُ جُزْءًا وَاحِدًا + تفسیر
ثعلبی مین عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا آنحضرت
صلعم سے کہ کیا فرماتے ہین آپ حق مین علی کے + فرمایا آنحضرت صلعم نے
کہ قسمت کی گئی حکمت دس حصون پر + پس دیا گیا نو حصہ علی کو + اور ایک حصہ
تمام عالم کو + پنجم حدیث اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ
الْعِلْمَ فَلْيَاْتِ الْبَابَ + صحیح ترمذی + و حلیۃ الاولیا + و مسند برار +
و اوسط طبرانی مین + جابر انصاری سے + اور مواد ات + و مستدرک حاکم +

وصواعق محرقہ مین + جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت
صلعم نے کہ مین ہون شہر علم کا اور علی اوسکا دروازہ ہے + پس جو شخص
چاہے علم کو کہہ آئی شہر مین دروازہ سے + پس بحکم وَاْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ
اَبْوَابِهَا + یعنی آؤ گہرون مین دروازون سے اونکی + بغیر توسل جناب
امیر علیہ السلام رسولخدا صلعم سے بہرہ پانا ممکن نہین + اور یہ دلیل کامل ہے
او پر خلافت جناب امیر علیہ السلام کے + ششم حدیث اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ
وَعَلِيٌّ بَابُهَا + صحیح ترمذی اور مستدرک حاکم + ومشکواۃ + ومصابیح +
وحلیۃ الاولیا + وصواعق محرقہ مین جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ
فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ مین ہون گہر حکمت کا اور علی دروازہ ہی اوسکا +
پس جو چاہے داخل ہو سرای حکمت رسولؐ مین + لازم ہے کہ دروازہ ہی سے
آئے + ورنہ بحکم اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا دست امید کو
دامن مقصود سے کوتاہ کر رکہی + اس صورت مین صاف ظاہر ہے کہ خلافت یعنی
امارت ہدایت اوسی مقام پر ہے + کہ جس مقام سے راستہ ملتا ہی سرای
حکمت وہدایت کا + ہفتم حدیث اَعْلَمُ اُمَّتِيْ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْطَالِبٍ
کتاب اربعین مین سلمان فارسی سے مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے
کہ داناتر امت میرے کا علی ابن ابیطالب ہے + پس خلافت اوسی جگہہ ہے
جہان علم ہدایت ہے + ہشتم حدیث عَلِيٌّ اَقْضٰى اُمَّتِيْ + صحیح

ترمذی میں امام حسین علیہ السلام سے اور استیعاب میں ابوسعید خدری سے
مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ عاقل ترامت میرے کا (یعنی
واقف تراز احکام قضا) علی ابن ابیطالب ہے + پس ظاہر ہے کہ خلافت
کیواسطے واقف کاری احکام قضا امر لازمی سے ہے + اور سواے ایسے
شخص کے دوسرے کو خلافت پہونچ نہین سکتی +

کلام چہارم اون آیات و احادیث مین + جو بہ تصدیق صدق و عصمت جناب امیر علیہ السلام واقع ہوئے ہین +

قوله تعالیٰ اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ
الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیرًا ۵ صواعق محرقہ میں لکھا ہے + کہ جمہور
مفسرین متفق ہین کہ یہہ آیہ شان مین جناب امیر علیہ السلام کے و سیدۃ النساء
و حسنین علیہم السلام کے نازل ہوئی ہے + اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ
کہ بعد نزول اس آیہ کے آنحضرت صلعم نے ان سبکو اندر عباے مبارک کے
لیکر فرمایا اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ وَخَاصَّتِیْ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ
وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِیرًا ۵ یعنی بارخدایا یہہ ہین اہلبیت اور خاصہ میرے +
دور کر انسے رجس اور پاک کر لایق پاک کرنے کے + پس نزدیک صاحب
انصاف کے صاف ظاہر ہے کہ تشہیر اس تطہیر کی غیر از ہادی و امام
دوسرے کے لئے ضرور نہین کہ ہر شخص کو عصمت عقبیٰ مین کام آتی ہے اور ہادی کو

نیز دنیا مین + تا راستی و درستی قول و فعل پر اونکی بخوبی یقین ہوکر + اختیار
تبعیت و اتباع مین اونکے کوئی شبہہ لاحق ہونہ سکے + نہ کہ اون کا دعوی
رد کیا جاسے + اور اونکی دعوی پر گواہ طلب ہون + اور گواہی اونکی
حسب قاعدہ دیگر گواہان شرعی کے رد کیجاسے + کہ ھٰذَا مِنَ الْکُفْرِ کَمَا
لَا یَخْفٰی + اور زیادہ تر خرابی یہہ ہے + کہ اون لوگ سے کیونکر وحدانیت
خدا کو + خلاف شرع او پر گواہی ایک رسول کے راست جانا + اور رسول سے
او پر دعوای رسالت اونکے مطابق شرع کیون دو گواہ عادل طلب
نہین کئے + دوم قولہ تعالیٰ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ
بِہٖ + محدث حنبلی امام باقر علیہ السلام سے + اور ابن مردویہ مجاہد سے روایت
کرتے ہین + کہ اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ محمد مصطفیٰ صلعم ہین اور صَدَّقَ بِہٖ
علی مرتضیٰ + سوم قولہ تعالیٰ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا
عَاهَدُوا اللّٰهَ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّنْتَظِرُ یعنی
منجملہ مومنان مردمان ہین سچے کہ پورا کیا اوس عہد و پیمان کو جو باندھا ساتھ
خدا کے + بعضے اون سے شہید ہوگئے + اور بعضے منتظر ہین + مناقب خطب مین
مروی ہے کہ یہہ آیہ شان مین جناب امیر علیہ السلام و حضرت حمزہ و عبیدہ کے
نازل ہوئی + حضرت حمزہ و عبیدہ شہدا ہین + اور جناب امیر علیہ السلام منتظر +
چہارم حدیث اَلصِّدِّیْقُ ثَلٰثَةٌ حَبِیْبُ النَّجَّارِ مُؤْمِنُ آلِ یٰسٓ

وَحِزْقِيلُ مُؤْمِنُ آلِ فِرْعَوْنَ وَعَلِیٌّ وَهُوَ اَفْضَلُهُمْ + شرح مصابیح
وصواعق محرقہ مین + ابن عباس سے مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے
کہ صدیقان امتہا تین ہین + اول حبیب نجار + دوم حزقیل + سوم علی + اور
علی افضل ہے کل صدیقون سے + پنجم حدیث رَحِمَ اللّٰہُ عَلِیًّا
اَللّٰهُمَّ اور اَلْحَقُّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ صحاح ستہ مین بروایت جناب
امیر علیہ السلام مسطور ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ رحمت کرے خدا
علی پر + اے خدا پہیر حق کو ساتھ علی کے جس طرف پہرے علی + پس اہل ایمان پر
روشن ہے کہ ایسا اعتماد دلانا غیر از ہادی وجانشین پیغمبر دوسرے کے لئے
ضرور نہین + اور ایسے معتمد کو چھوڑکر دوسرے کو ہادی بنانا صریح ناجایز وبیجا +
ششم قوله تعالی وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ
هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ
یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے ہین ساتھ خدا و پیغمبر اوسکے کے + وہ ہین صدیق
اور شہدا نزد پروردگار اونکے لئے ہے جزا اور نور + محدث حنبلی لکہتا ہی کہ یہ آیہ
شان مین جناب امیر علیہ السلام کے نازل ہوئی ہے + اور ظاہر ہے کہ
سب سے پہلے تصدیق رسالت کی + اور تمام عمر ساتھ آنحضرت صلعم کی رہکر
فی سبیل اللہ جہاد کیا + اور آخر بدرجہ شہادت کے فایز ہوئے + ہفتم
قول جناب امیر علیہ السلام اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَاَخُ رَسُوْلِ اللّٰهِ

وَاَنَا الصِّدِّیقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُولُہَا غَیْرِی اِلَّا کَاذِبٌ مُفْتَرٍ ؕ
یعنی مسند احمد بن حنبل مین ابن عباس سے مروی ہے کہ ایسا فرمایا جناب
امیر علیہ السلام کہتے ہین کہ مین بندہ خدا ہون اور برادر رسول سبحان +
اور مین ہون صدیق اکبر نہین کہہ سکتا کوئی اس کلمہ کو بعد میرے مگر جھوٹا مفتری +

کلام پنجم اون آیات قرآنیہ کے بیان مین جو باظہار اخلاق
تمام فضایل مالا کلام جناب امیر علیہ السلام کی واقع ہوئے ہین +

اول **مناقب** حافظ احمد بن موسی بن مردویہ مین عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے +
کہ نہین ہے قرآن مین کوئی آیہ مگر یہ کہ جناب امیر سردار و پیشوا اوس آیہ کے
ہین + اور نہین ہے خطاب یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہ جناب امیر علیہ السلام
اوس اہل خطاب کے نہون + اور نہین لطف فرمایا اللہ تعالی نے اوپر کسی کے
اصحاب رسول صلعم سے ساتھہ بعضی آیات قرآن مجید کے + کہ جناب امیر علیہ السلام کو
بجز نیکوی یاد فرمایا ہو + اور نہین نازل ہوا کسی کے شان مین کتاب اللہ سے +
جسقدر نازل ہوا شان مین جناب امیر علیہ السلام کے + بلکہ نازل ہوا شان مین
جناب امیر علیہ السلام کے سی صد آیہ کریمہ + اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا
کہ قرآن چار حصّون پر نازل ہوا ہے + ایک ربع مین تعریف و توصیف ہماری ہے
اور ایک ربع مین مذمت اعدا ہماری کے + اور ایک ربع مین سیر و قصص وغیرہ
ہین + اور ایک ربع مین فرائض و احکام شریعت از اوامر و نواہی ہین اور ہمکو

ہین آیات کریمہ و شریفہ قرآن مین + دوم قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ یعنی مردمان سے کوئی ہے
کہ بیچے اپنے جان کو راہ خدا مین + بنا بر طلب رضا اوسکے + تفسیر ثعلبی وکتاب
حداف جامع کاشف وکشاف مین + عبداللہ بن عباس سے مروی ہی + کہ یہہ
آیہ شان مین جناب امیر علیہ السلام کے نازل ہوئی + شب غار مین جب سوئے
آپ بطوع و رغبت اوپر بستر آنحضرت صلعم کے + کہ بعد ازان فرمایا اوتعالیٰ نے
جبرئیل و میکائیل کو + کہ مینے تم دونون مین برادری دی + پس کس نے زندگی برادر کو
اختیار کرتا ہی اوپر زندگی اپنی + دونون نے عرض کیا کہ ہم اپنی زندگی چاہتے ہین +
فرمایا او تعالیٰ نے کہ کیون مثل علی ابن ابیطالب نہین کرتے + کہ تحقیق اخوات
باندہا مینے درمیان محمد اور اوسکے + پس سویا وہ اوپر بستر محمد کے + اور فدا کی
جان اپنی اوپر + جاؤ تم دونون اور حفاظت کرو اوسکی + چنانچہ کہڑے ہوئے
جبرئیل آکر جانب سر + اور میکائیل جانب پا + اور کہتے تہے کہ بشارت ہو تجکو
ای علی کہ کون ہے مثل تیرے + بدرستیکہ خدای تعالیٰ ساتہہ تیرے مباہات
کرتا ہے + اوپر فرشتگان زمین و آسمان کے + صاحب مناقب مرتضوی لکھتا ہے
کہ کیون نہو کہ آنحضرت صلعم نے آپکو واسطے اپنی اختیار کیا + یعنی شب غار
اپنا بستر دیا + اور بروز غدیر منبر + وبرای رزم تیغ دوسر + و برای [illegible] دختر +
و باخرت کوثر + اور یہہ مخفی نہین ہے بلکہ اظہر من الشمس ہے + کہ جہاد او نکا فی اللہ تہا +

اور مساکین اور فقرا کو اپنے نفس پر مقدم کرنا بوجہ اللہ + اور جان و نکا بمرضات اللہ +
سوم قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا
وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ
وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یعنی وہ لوگ جو صدقہ کرتے ہین اموال اپنا رات
اور دن پوشیدہ اور ظاہر + پس ہے اونکے لئے اجر نزدیک پروردگار اونکے +
اور نہین اونکو کوئی خوف و غم + تفسیر ثعلبی اور نزول واحدی اور
کشاف زمخشری اور مناقب ابن مردویہ اور مسند احمد بن حنبل
و نہج الحق و صواعق محرقہ مین عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے + کہ یہہ آیہ
شان مین جناب امیر علیہ السلام کے نازل ہوئی + جب خیرات کیا آپنے
چار دینار موجودہ کو یکی بہ شب و یکی بروز و یکی بپنہان و یکی بآشکارا الی آخرہ +
چہارم قولہ تعالیٰ اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ ۝
یعنی وہ شخص کہ مومن ہے مثل اوس شخص کے ہو سکتا ہے کہ فاسق ہے یہہ
دونون برابر نہونگے + کشاف و بحر المناقب مین لکھا ہے کہ جمہور مفسرین
متفق ہین کہ شانِ نزول اس آیہ کا یہہ ہے + کہ ایکبار جناب امیر علیہ السلام
و ولید بن عقبہ مین تکرار ہوئی + ولید نے کہا جناب امیر علیہ السلام کو
کہ چپ رہ کہ تو لڑکا ہی + اور جناب امیر علیہ السلام نے کہا ولید کو کہ چپ رہ
کہ تو فاسق ہے + پس بہ تصدیقِ قولِ جناب امیر علیہ السلام کے آیہ مذکور

نازل ہوئی + پنجم قولہ تعالی اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ یعنی برابر کیا تمنے پانی دینا حاجیا کو اور عمارت مسجد الحرام کی + مانند اوس شخص کے کہ ایمان لایا خدا پر اور روز آخرت پر + اور جہاد کیا راہ خدا مین + یہہ صفات برابر نہین ہوسکتے ہین نزدیک خدا کے + واحدی اسباب نزول مین اس آیہ کے لکھتا ہی + کہ ایکبار عباس نے کہا کہ پانی پلانے والا حاجیان کا ہون + اور طلحہ بن شیبہ نے کہا مین مجاور خانہ کعبہ کا ہون + اور جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو بدرستیکہ مین سب سے پہلے ایمان لایا + اور نماز پڑہی ساتہ رسولخدا صلعم کے + اور مین ہون صاحب جہاد + پس خدا نے بہ تصدیق قول جناب امیر علیہ السلام یہ آیہ نازل فرمائی + اور بعد ازان جہت از دیاد منزلت بیان فرمایا کہ اَلَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۚ یعنی وہ لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا مین ساتہ مالون اور نفسون اپنی کے + رتبہ اونکا عظیم تر ہے دوسرون سے نزدیک اللہ کے + اور یہہ لوگ ہین فایز و رستگار + مژدہ و بشارت دیتا ہے

اونکو پروردگار اونکا ساتھہ رحمت اپنے کے + اور ساتھہ رضامندی خوشنودی
اور نجات کی + اور ساتھہ جنات کے کہ اونمین ہے نعیم اور مقیم + رہین یہہ لوگ
اونمین ہمیشہ + تحقیق کہ اللہ کے نزدیک اجر عظیم ہے + واحدی بعد تحریر آیات
مذکور کے لکھتا ہے + کہ اللہ سبحانہ نے مرتضی علیؑ کو دعوی مین اونکی صادق کیا
اور گواہی دی نسبت اونکی درباره ایمان و مہاجرت وجہاد کے + اور تزکیہ اور
ستایش کیا اونکی + اور رفیع اور بلند کیا منزلت اونکی + کہ نازل کیا شان مین
اونکے ایسی آیات + اور رتبہ اونکا اوس جگہہ پر پہونچایا کہ بعد نبی کوئی شخص
اوس رتبہ پر پہونچ نہین سکتا ہے + **ششم قولہ تعالی** اِنِّی لَغَفَّارٌ
لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ۵ صواعق محرقہ مین امام
جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ثم اہتدی پیروی اہلبیت کی ہے +
اور مسند احمد بن حنبل و کتاب شفاء و دستور الحقایق و ہدایت السعدا مین جناب
امیر علیہ السلام سے مروی ہے + کہ بدرستیکہ آنحضرت صلعم نے ہاتھہ
حضرت حسنین علیہم السلام کا پکڑ کر فرمایا مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ
وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا کَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ + یعنی جو کہ دوست
رکہی مجکو اور ان دونون کو اور پدر و مادر کو انکی + وہ ہوگا ساتھہ میرے درجے مین
میرے + روز قیامت کے + **ہفتم قولہ تعالی** فَمَنْ حَاجَّكَ فِیْهِ
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا

وَاَبْنَاۤءَكُمْ وَنِسَاۤءَنَا وَنِسَاۤءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ
فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ہ صحیح مسلم اور مصابیح و مشکوۃ
مین سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے + کہ جب یہہ آیۃ نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے
علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کو طلب کرکے فرمایا کہ هٰؤُلَاۤءِ اَهْلُ بَيْتِيْ
اور صواعق محرقہ و کشاف زمخشری مین لکھا ہے کہ اس سے قوی تر کوئی
دلیل اوپر فضیلت آل عبا کے (کہ علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام ہین)
نہین ہے + کیونکہ بعد نزول آیۃ مباہلہ مذکور کے ہنگام مباہلہ جبکہ آنحضرت صلعم نے
حسنین علیہم السلام کو دونون پہلو مین لےلئے اور علیؑ کو ساتھ لےگئے اور حضرت
فاطمہؑ کو پیچھے لئے + پس بخوبی پایا گیا کہ حق سبحانہ تعالی نے علیؑ کو
بلقب نفس پیغمبر + و اولاد و ذریۃ کو بلقب ابناءنا و حضرت فاطمہ کو بلقب نساء
آنحضرت صلعم کے یاد فرمایا ہے + ہشتم قولہ تعالی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۤئِكَتَهٗ
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
تَسْلِيْمًا ہ یعنی تحقیق کہ اللہ اور ملائکہ درود بہیجتے ہین اوپر نبی کے + اے
وہ لوگ جو ایمان لائے ہو درود بہیجو اوپر اوسکے اور سلام + صواعق محرقہ
مین کعب سے مروی ہے + اور بہی مستدرک حاکم مین آیا ہے + کہ بعد نزول
اس آیۃ کے ایک صحابی نے دریافت کیا طریق درود و سلام آنحضرت صلعم سے +
پس فرمایا کہ کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ ہ منقول ہے کہ ایک صحابی نے

وعلی آل محمد کہا + پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ مت فرق کرو مجھین اور
آل میرے مین + پس جسنے فرق کیا وہ نہین ہے امت میرے سے + نہم
قولہ تعالیٰ سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ یٰسِیْنَ + صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ تحقیق کہ
نقل کیا ہے جماع مفسرین نے ابن عباس سے + کہ مراد آیہ مذکور سے سلام
اوپر آل محمد صلعم کے ہے + دہم قولہ تعالیٰ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ
وَاَنْتَ فِيْهِمْ یعنی نہین کیا ہے اللہ نے عذاب اوپر اوس جماعت کے کہ
تو اونمین ہو + صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ انت فیہم مین اہلبیت داخل ہین +
جیسا فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَهْلِ السَّمَاءِ وَاَهْلُ بَیْتِی
اَمَانٌ لِاُمَّتِیْ + یعنی نجوم امان ہین واسطے اہل سماء کے + اور اہلبیت میرے
امان واسطے امت میرے کے + یازدہم قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۵ مناقب ابن مردویہ
وخطیب خوارزم مین زید بن سراحیل انصاری سے مروی ہے + کہ سُنا مینے
جناب امیر علیہ السلام سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے یا اخی (قول او تعالیٰ بدرستیکہ
جو ایمان لائے ہین اور عمل نیک کئے ہین وہ گروہ بہترین مخلوقات کے ہین)
وہ تو ہے اور محبان تیرے ہے + اور وعدہ گاہ میری اور تمہاری حوض کوثر ہے +
اور بھی خطیب خوارزم جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتا ہے + کہ
ایک روز آنحضرت صلعم درمیان صحابہ کبار کے بیٹھے تھے کہ علی مرتضیٰ آئے +

فرمایا آنحضرت صلعم نے بہائی میر الطرف تمہاری آیا + اور بعد اوسکے ہاتھہ
طرف کعبہ کے کرکے فرمایا کہ بحق اوسکے کہ جان میری ید قدرت مین اوسکے ہے
یہ اور محبان اسکے رستگار ہین + روز قیامت کے + پہلا تمہارا ہے قبول
ایمان مین + اور اگلا تمہارا ہے وفای عہد خدا مین + اور بہترین تمہارا ہے
قیام فرمان الٰہی مین + اور عادل ترین تمہارا ہے حق رعیت مین + اور نکوترین
تمہارا ہے نزدیک حق تعالی اسکے افزونی قدر و منزلت مین + جابر کہتا ہے
کہ بعد نزول آیۂ مذکور جب علی مرتضیٰ آتے تھے تو اصحاب کہتے تھے کہ جاءَ
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ یعنی آیا بہترین مخلوقات + دوازدہم قولہ تعالیٰ
وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ اُولٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ
مناقب خطب اور کشف الغمہ مین ابن عباس سے مروی ہے + کہ معنی اس آیہ کے
آنحضرت صلعم سے پوچھی + پس فرمایا جبرئیل نے مجھسے کہا کہ وہ علی ہے +
کہ سابق الایمان + و بہشت و جنت ہے + اور مقرب درگاہ خدا ہے + اور بہی
محبان اوسکے ہین + سیزدہم قولہ تعالیٰ قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ اَجْرًا
اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ یعنی کہہ ای محمد بامت خود کہ کوئی غرض طلب
نہین کرتا ہون مین اوپر ہدایت اپنے + مگر محبت و دوستی اپنے قریبون
یعنی اہلبیت کی + تفسیر مدارک و فصل الخطاب و ہدایت السعداء و کشف الغمہ
مین مسطور ہے + کہ بعد نزول اس آیہ کے پوچھا اصحاب نے آنحضرت صلعم سے

کہ کون ہین وہ لوگ جنکی محبت و مودت واجب کی گئی اوپر خلایق کے + بنظر
تاکید تین بار فرمایا کہ علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام ہین + چہاردہم
قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰىہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ
یعنی بدرستیکہ خدا تعالیٰ ناصر ہے + و جبریل و صالح مومنوں کا + مسند ابن
حنبل مین مجاہد سے + اور تحفہ اور مشارق مین عمرو عاص سے + اور مناقب
ابن مردویہ مین ابن عباس اور اسماء بنت عباس سے مروی ہے + کہ سنا مینے
آنحضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ صالح المومنین علی ابن ابیطالب + پانزدہم
قولہ تعالیٰ یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
یعنی اے نبی بس ہے تجکو اللہ اور وہ مومنان کہ اتباع تیرے اختیار کئے +
محدث حنبلی لکہتا ہے کہ جمیع مفسرین متفق ہین + کہ مراد از اتبعک علی ابن
ابیطالب ہے + شانزدہم قولہ تعالیٰ وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ
وَکَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ۚ یعنی بس کیا اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنیوالے
مومنین کو + اور اللہ ہے قوی غالب + مناقب ابن مردویہ مین ابن مسعود سے
مروی ہے کہ یہہ آیہ نازل ہوئی جنگ احزاب مین شان مین جناب امیرؑ کے +
جبکہ جنگ کی عمرو ابن عبدود سے بحالت انکار و تامل کل مسلمانون کے +
بعد اوسکے آنحضرت صلعم نے یہہ حدیث فرمائی شان مین جناب امیرؑ کے +
کہ لَضَرْبَۃُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْاَحْزَابِ خَیْرٌ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ ۚ

یعنی ایک ضرب علی کی بروز احزاب بہتر ہے عبادت ثقلین سے + باقی کل حال جنگ احزاب کا سورۂ احزاب مین مندرج ہے + ہفتدہم قولہ تعالی وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ ۃ یعنی اعلام و آگاہ کرنا حاصل ہوا خدا اور رسول سے اوسکے بطرف مردمان کے + بروز حج اکبر کے حافظ احمد ابن مردویہ مناقب مین لکھتا ہے کہ یہہ اشارہ اوس واقعہ سے ہے + کہ جناب امیر علیہ السلام واسطے سُنانے چہل آیۂ سورہ برات کے بردّ امیر اول یعنی خلیفہ اول کے مامور ہوئے تھے + کہ آنحضرت صلعم نے شتر اپنا جناب امیر علیہ السلام کو دیکر روانہ کیا + اور فرمایا کہ مامور ہوا ہون مین دربارہ پہونچانے اس سورہ کے + کہ مین ہون + یا وہ کہ مجھسے ہے + ہیجدہم قولہ تعالی وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُھٰجِرِیْنَ ۃ یعنی جو انسان نزدیک سکے کہ مومن ہون اور مہاجر ہون کر اولی و احق ہین کتاب اللہ مین + جملہ مفسرین اہل سنت متفق ہین کہ یہ آیہ بشان جناب امیر علیہ السلام کے نازل ہوئی + کہ خویش و نزدیک تھے آنحضرت صلعم کے اور بھی مومن و مہاجر + نوزدہم قولہ تعالی یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ۃ اِلَی آخِرِہٖ یعنی وفا کرتے ہین نذر اور ڈرتے ہین اوس روز سے

کہ محنت و شدت اوسکی فاش و آشکارا ہے + اور کہلاسلتے ہین طعام اوپر محبت
خدا کے + مسکین اور یتیم اور اسیر کو + سوای اسکے نہین ہے کہ کہلاتا ہون مین
طعام صرف بطلب رضای خدا کے + اور نہین چاہتا ہون مین تمسے کوئی مُزد و مکافات +
نہ شکر و سپاس + تفسیر بحر المواج و حافظی و حسینی مین لکہا ہے کہ شان نزول مین
ان آیات بینات سورہ ھَلْ اَتیٰ اسکے جملہ مفسرین متفق ہین + کہ ایکروز آنحضرت صلعم
گہر مین جناب امیر علیہ السلام کے تشریف لے گئے + دیکہا کہ حسنین علیہم السلام
بیمار ہین + فرمایا جناب امیر اور سیدۃ النساء علیہم السلام کو کہ کچہہ نذر کرو کہ فرزندان
تمہارے صحت پائین + اونہون سلنے نذر کیا کہ تین روزہ رکہین + بعد صحت کے
روزہ رکہا + اور قدرے جَو قرض حسنہ لیکر روٹی پکائی + وقت نماز شام
چاہتے تہے کہ افطار کرین + کہ ایک مسکین سلنے دروازہ پر آواز دی + کہ یا اہلبیت
مین مسکین ہون مجکو طعام دیو + جناب امیر علیہ السلام سلنے حصہ اپنا اوٹہادیا
اور سب اہلبیت سلنے موافقت کی + آخر آب خالص سے افطار کرکے شب
عبادت مین گذاری + آور دنکو پہر روزہ رکہا + پہر افطار کے وقت ایک یتیم سلنے
آواز دی + اوسیطرح جو طعام موجود تہا اوسکو دیدیا + اور دن کو پہر روزہ
رکہا + روز سوم بہی ایک اسیر سلنے آواز دی + اوس روز بہی جو کچہہ طعام
تہا عطا فرمایا + اور آب خالص سے افطار کیا + اور شب عبادت مین گذاری +
بعد ازان سورہ ھَلْ اَتیٰ نازل ہوئی + **بستم قولہ تعالیٰ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ**

وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ یعنی محمد صلعم رسولِ خدا ہے + اور جو کہ ساتہ اوسکے ہین سخت اور شدید ہین کافرون پر + اور مہربان ہین آپس ہین + دیکھتا ہے تو اون کو رکوع اور سجود کرنے والے ہین + واسطے اونکے زیادہ ہے ثواب اور خوشنودی اللہ کی + علامتین ہین رخسارون مین اونکے اثر سجود سے + یہ ہین وصف اونکی توریت مین اور صفت انکی انجیل مین + واضح ہو کہ اس آیہ مین درمیان اہل سنت اور اہل تشیع کے اختلاف ہے + اہلسنت اَلَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ و رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ سے ہر سہ مقتدیانِ خود + و رُکَّعًا سُجَّدًا سے جناب امیر علیہ السلام مراد لیتے ہین + یعنی اَلَّذِیْنَ مَعَهٗ کو نسبت بمقتدای اول بسبب معیت غار کے + و اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کو نسبت بمقتدای دوم بسبب فتوحات وغیرہ کے + و رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کو نسبت بمقتدای سوم بسبب آنکہ بصلہ رحم مشہور تہے + ضم کرتے ہین + اور کوئی شان نزول یا ثبوت حدیثی اس مدعا پر پیش نہین کرتے + اور اہل تشیع از اَلَّذِیْنَ مَعَهٗ تا مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ بشان جناب امیر علیہ السلام کے سمجہتے ہین + اور ظاہر ہے کہ اول لفظ مَعَهٗ تحقیق ہے وَالَّذِیْنَ کی + اور باقی صفت مَعَهٗ کی +

یعنی وہ لوگ جو ساتھ ہین او سکے کیسے ہین کہ شدید ہین اوپر کفار کے + اور رحیم
ہین آپسمین + اور رکوع و سجود کرنیوالے ہین + اس صورت مین اگر یہہ کہا جاتا
کہ ہر چہار شخص ہر چہار صفت مین داخل ہین + تو ممکن تہا + مگر علحدہ علحدہ کرنا
چارون صفتونکا واسطے چار شخصون کے خالی از غرایب نہین + اور یہہ وہی
مثل معلوم ہوتی ہے کہ جہان او نگلی پکڑنے کا موقع ملے وہان پہونچا پکڑ لین +
اور جہان پاؤن رکہنے کی جگہہ ملی + وہان گہر بنا لین + دوسرے اگر بالفرض ہر چہار
صفات علحدہ علحدہ تصور کیجائین + تو بہی جناب امیر علیہ السلام چارون
صفات مین بوجہ احسن واولی موصوف ہین + نہ دوسرے + کیونکہ پہلی مَعَهٗ کے
پس ظاہر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام از قبل پیدائش اپنے تا حیات آنحضرت صلعم
برابر ساتھ آنحضرت صلعم کے رہے + پس معیت قبل پیدائش حدیث صحیح بخاری
یعنی خُلِقْتُ وَعَلِیًّا مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ + اِلٰی آخرہٖ + سے (جو بعد ازین لکہی
جاتی ہے انشاء اللہ تعالی) بخوبی ثابت + اور وقت پیدائش آنحضرت صلعم کا
گود مین لینا اور لعاب دہن مبارک کا کہلانا + کلام جناب امیر علیہ السلام سے
(کہ بارہا بر سر منبر فرماتے تہے + اور جملہ کتب اہلسنت مین موجود ہی + کہ بپرسید
از من ماورای عرش کہ درمیان دو پہلوی من علوم بسیار اند + واین اثر لعاب
غیر البشریست) ظاہر ہے + و بعد ازان ہمراہ رکہنا و تعلیم کرنا آنحضرت صلعم کا
تا زمانہ بعثت تواریخہای اہل سنت سے بخوبی آشکارا + اور بعد ازان سب سے

پہلے ایمان لانا اور نماز پڑہنا شامل آنحضرت صلعم کے + اس روایت صحیح ترمذی سے کہ اَوَّلُ مَنْ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ + بہر صورت عیان + اور بعد ازان ہر معارک مین آنحضرت صلعم کا ساتھہ رکہنا + اور دختر دینا + اور عقد مواخات شامل اپنے باندہنا + اور مباہلہ مین شامل لینا + اور وقت رحلت آنحضرتؐ کو غسل دینا + اور تجہیز و تکفین کرنا + اور نماز جنازہ پڑہنا + اور آخراز ہمہ قبر مبارک سے بیرون آنا + پوشیدہ نہین + اور آخرت مین شامل رہنا + آنحضرت صلعم کے بلوای حمد میدان حشر مین + اور پل صراط اور حوض کوثر پہ + اور اندر بہشت کے بسیاری آیات و احادیث سے ثابت + اس صورت مین ان سب روایات سے آنکہین بند کرکے صرف بوسیلہ ایک معیت غار کی ذہنی معنے آیات قرآنی کے قرار دی لینا صریح ناجایز و بیجا + پس اس صورت مین بخوبی ثابت ہے کہ اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ سے مراد غیر از جناب امیر علیہ السلام دوسرا ہو نہین سکتا + دوسرے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ + پس جہاد و قتل جناب امیر علیہ السلام کا پوشیدہ نہین ہے + کہ کسی جنگ سے خوف نہین کیا + اور کسی معرکہ مین پشت نہین دیا + جنگ احد و حنین مین باوجود فرار ہونے جملہ مجاہدین کے ثابت قدم رہے + و جنگ احزاب مین باوجود دہشت و انکار جملہ مسلمان کے عمر ابن عبدود سے جنگ کرکے قتل فرمایا + اور مسلمانون کو اوسکے خوف سے رہائی دی + و جنگ خیبر مین باوجود پس پا ہونے چندکرت مقتدای اول و دوم اہلسنت کے + کس امنگ سے مرحب کو

قتل کیا + اور کس زور و شور سے قلعہ ... گی کو فتح فرمایا + کہ آیۂ کریمہ وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ + اونکی شان مین نازل ہوئی + وحدیث کرار غیر فرار اونکی صفت مین صادر ہوئی + وبسیاری آیات واحادیث بہ ثبوت وتعریف شجاعت وقتال وجہاد جناب امیر علیہ السلام کی کتب اہلسنت مین موجود ہین + اسمعو تین ضم کرنا اس صفت کا اوسکے حق مین + جسکا فرار ہونا جنگ احد وخیبر وحنین سے بخوبی ثابت ہے + او ... فتح کرنا روم وشام کا غیر ذات خود ظاہر + زیادہ تعجب کا مقام ہے + اس صورت مین اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ بھی غیر جناب امیر کے دوسرے کی صفت ہو نہین سکتی + تیسرے رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ + پس یہہ صفت بھی جناب امیر علیہ السلام کی ہے + کیونکہ تا حیات خود غیر از نان جو افطار نہین فرمایا + اور جب اہلبیت تکلیف تناول طعام کی کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ ملاحظہ رکھتا ہون مین + کہ بعہد میرے کوئی گرسنہ رہا ہو + اور مین سیر رہون + اور تفسیر حافظی مین بتفسیر سورہ فاتحہ لکھا ہے کہ ایک روز جناب امیر علیہ السلام برسر منبر خطبہ پڑہتے تھے اور جامہ آپکا کہنہ اور بر پیوند تھا اور پابند آپکا لیف خرما کا تھا + عبد اللہ بن عباس خاطر مین لائے کہ یہہ امر مناسب حال ستودہ مآل امیر نہین ہے + آپنے علم امامت سے دریافت کرکے فرمایا کہ بدرستیکہ اسقدر رقعہ پر رقعہ لگوایا ہینے کہ سینے والے سے شرمندہ ہوا ہین + علی کو زینت دنیا سے کیا کام ہے + کہ گل یہان کا خار ہے + اور نوش یہان نیش + کیونکر شاد ہون مین

اس لذت سے کہ اندک عرصہ مین آخر ہو جاسے گی + اور کیونکر سیر کہاؤن مین
کہ ولایت حجاز مین بہت پیٹ گرسنہ ہونگے + پس جو لوگ مجہے امیر کہین اور
مقتدا اپنا جانین کیونکر شریک حال اونکا نہون + غرض کہ بسیار ہی حالات ایسے
کتب فریقین مین موجود ہین + چنانچہ ایثار کرنا طعام خود با وجود روزہ سہ روز
بمسکین و یتیم و اسیران یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ کے ظاہر ہو چکا + اور جسکی نسبت صفت
ضم کیجاتی ہے ظاہر ہے + کہ اوسکے صلہ رحم سے کیا کیا فتور واسطے عامہ خلایق کے
پڑگئی + اور کیا کیا بدعتین اوس سبب سے ناشی ہوتی گئین + یعنی معاویہ کو اسلام
اور ولید بن عتبہ کو کہ بشرب خمر و فسق کے مشہور تہا والی کوفہ کیا + ایسا صلہ رحم
خلاف حکم خدا و رسولؐ کب جایز + و قابل صفت خدا متصور ہو سکتا ہی + چنانچہ
ان خرابیون سے آخر اکثر صحابہ وغیرہ نے متفق ہو کر قتل کر ڈالا + جیسا کہ
یہہ سب حال بخوبی کتب تواریخ اہل سنت مین مسطور ہے + اس صورت مین
صفت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ بہی غیر جناب امیر علیہ السلام دوسرے مین ثابت نہین ہوتی
لہذا ثابت ہے کہ کل آیۂ مذکور شان مین جناب امیر علیہ السلام کے نازل ہوئی ہے
سوم معائنہ سے شان نزول کے جیسا کل تفاسیر اہل سنت و صحاح ستہ
و مشکوٰۃ وغیرہ مین درج ہے + ظاہر ہے کہ آیۂ مذکور بجنگ خیبر نازل ہوئی +
اور پوشیدہ نہین کہ مقتدای اول و دوم اونکے دونون دو دو بار اوس
جنگ مین فرار ہو چکے تہے کہ قلعہ خیبر دست حق پرست جناب امیر علیہ السلام پہ

فتح ہوا + اس صورت مین اگر بشکر یہ قرار اس آیت کا نازل ہونا کوئی عاقل
قبول کر سکے + تو بصفت قرار یان کے قرار دینا مضایقہ نہین + ورنہ بیشک کل آیہ
شان مین جناب امیر علیہ السلام کے نازل ہوئی ہے + چہارم آخر مین آیہ مذکور کے
خبر ہے کہ یہہ صفت انکی توریت و انجیل مین ہے + حالانکہ نام کسی صحابہ کا توریت
و انجیل مین درج رہنا ثابت نہین + بجز نام جناب امیر علیہ السلام کے + کہ توریت مین
ایلیا و انجیل مین سنطیا ہے + اس سبب سے یہہ آیہ غیر شان جناب امیر علیہ السلام کے +
دوسرے کی شان مین متصور ہو نہین سکتی + اگر یہہ کہا جاے کہ آیہ مین صیغہ جمع
واقع ہے شخص واحد کیونکر مراد ہو سکتا ہے + تو جواب اسکا وہی ہے جو آیہ اِنَّمَا
وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ الی آخرہ مین دیا گیا + وبس + بست وہفتم حدیث اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَنِی
وَعَلِیًّا مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ بَیْنَ یَدَیِ الْعَرْشِ نُسَبِّحُ اللّٰہَ وَنُقَدِّسُہٗ
قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اٰدَمَ بِاَلْفَیْ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ سَکَنَّا فِیْ صُلْبِہٖ
ثُمَّ نُقِلْنَا مِنْ صُلْبٍ وَّبَطْنٍ طَاھِرٍ لَا نَھْتِکُ فِیْنَا حَائِلَۃٌ اِلٰی
صُلْبِ اِبْرَاھِیْمَ حَتّٰی وَصَلْنَا اِلٰی صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَصَارَ
قِسْمَیْنِ قِسْمٌ فِیْ عَبْدِ اللّٰہِ وَقِسْمٌ فِیْ اَبِیْ طَالِبٍ فَخَرَجْتُ مِنْہُ
وَخَرَجَ مِنْہُ عَلِیٌّ ثُمَّ اجْتَمَعَ نُوْرِیْ وَعَلِیٌّ فِیْ فَاطِمَۃَ وَالْحَسَنُ
وَالْحُسَیْنُ نُوْرَانِ مِنْ نُوْرِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ صحیح بخاری و ہدایت
السعدا مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم

کہ اللہ تعالیٰ اسلئے مجکو اور علی کو ایک نور سے پیدا کیا + ساکن ہوئی ہم دونون صلب آدم مین + پس انتقال کیا ہم دونون سے صلب و شکم پاک سے + اور نہین تہا درمیان ہم دونون کے کوئی پردہ + تا آئی ہم دونون صلب نوح مین + اور پہر انتقال کیا ہم دونون سے صلب و بطن پاک سے اور نہین تہا درمیان ہم دونون کے کوئی پردہ + تا صلب ابراہیم علیہ السلام کے + تا آنکہ داخل ہوئے ہم دونون صلب عبد المطلب مین + پس ہوا وہ نور دو قسم ایک قسم صلب عبد اللہ مین قرار پایا + اور قسم دیگر صلب ابیطالب مین + پس برآیا مین پشت عبد اللہ سے + اور علی پشت ابیطالب سے + پس جمع ہوا نور میرا اور علی کا فاطمہ مین اور حسین دو نور رہین نور پروردگار سے + اور قریب اسی کے ایک حدیث یعنی کُنتُ اَنَا وَعَلِیٌّ نُورًا اِلیٰ اٰخرہٖ + کتاب اربعین + و نزول السائرین و کنز الشافعی و مناقب اخطب و موادات + و مسند احمد بن حنبل + و بحر الانساب مین سلمان فارسی سے مروی ہے بحیری فرق لبست ۹۹ + ہم حدیث مَکتُوبٌ عَلیٰ بَابِ الْجَنَّۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ عَلِیٌّ اَخُ رَسُولِ اللّٰہِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰاتِ بِاَلْفَیْ عَامٍ + صحاح ستہ و موادات مین مسطور ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ لکہا گیا ہے اوپر دروازہ بہشت کے + کہ نہین ہے اللہ مگر اللہ اور محمد رسول خدا ہے اور علی برادر رسول خدا ہے بدو ہزار سال اوسکے کہ پیدا کیا خدا نے آسمانون کو + لبست و سوم حدیث یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ

فِی الدُّنیَا وَ الْاٰخِرَۃِ + صحیح ترمذی و مصابیح و مشکوٰۃ و صواعق محرقہ مین
بروایت قتادہ و عبداللہ مروی کہ جب آنحضرت صلعم نے میان اصحاب برادری
قرار دی + تو جناب امیر علیہ السلام کے ساتھہ کسی کی برادری قرار ندی + آپ آئے
نزدیک آنحضرت صلعم کے اور کہا برادر میرا کون ہے + پس فرمایا کہ ای علی تو
برادر میرا ہے دنیا و آخرت مین + بست و چہارم حدیث اَنْتَ مِنِّیْ
وَ اَنَا مِنْکَ + صحیح مسلم و بخاری مین برار بن غازب سے مروی ہی + کہ فرمایا
آنحضرت صلعم نے علی علیہ السلام سے کہ تو مجھسے ہے اور مین تجھسے + بست و
پنجم حدیث مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ
اَبْغَضَنِیْ وَ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَ مَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ
مسند ابو ثعلبی و مسند برار و صواعق محرقہ و استیعاب مین سعد وقاص سے مروی ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جو شخص دوست رکھے علی کو + پس تحقیق کہ دوست رکھے
مجکو + اور جو شخص دشمن رکھے علی کو + پس تحقیق کہ دشمن رکھے مجکو + اور جو شخص
اذیت پہونچاے علی کو + پس تحقیق کہ اذیت پہونچای مجکو + اور جو اذیت پہونچاے
مجکو + اوسنے اذیت پہونچائی خدا کو + بست و ششم حدیث مَنْ اَرَادَ
اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ فِیْ عِلْمِہٖ وَ اِلٰی نُوْحٍ فِیْ فَهْمِہٖ وَ اِلٰی یَحْیٰی فِیْ
زُهْدِہٖ وَ اِلٰی مُوْسٰی فِیْ بَطْشِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ
صحیح واقدی مین ابو الحمرا سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے + کہ جو شخص

چاہیے کہ دیکھے آدم کو بعلم اوسکے * اور نوح کو بفہم اوسکے * اور یحیی کو بزہد اوسکے * اور موسی کو بہیبت اوسکے * پس نظر کرے طرف علی ابن ابیطالب کی * اور بھی یہی حدیث شرف النبی مین ابوالحمرا سے مروی ہے * اوسمین الی یحیی فی زھدہ کے بعد * الی ابراھیم فی حلمہ آیا ہے * اور بھی یہی حدیث بیہقی نے باسناد خود روایت کی ہے * اوسمین الی عیسی فی عبادۃ زاید ہے * اور بھی یہی حدیث صحف ہدایت السعدا مین جابر انصاری سے باین عبارت مروی ہے کہ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی اِسْرَافِیْلَ فِیْ ھَیْبَتِہٖ وَاِلٰی مِیْکَائِیْلَ فِیْ رُتْبَتِہٖ وَاِلٰی جِبْرَئِیْلَ فِیْ جَلَالَتِہٖ وَاِلٰی اٰدَمَ فِیْ سِلْمِہٖ وَاِلٰی نُوْحٍ فِیْ خَشْیَتِہٖ وَاِلٰی اِبْرَاھِیْمَ فِیْ خُلَّتِہٖ وَاِلٰی یَعْقُوْبَ فِیْ حُزْنِہٖ وَاِلٰی یُوْسُفَ فِیْ جَمَالِہٖ وَاِلٰی مُوْسٰی فِیْ مُنَاجَاتِہٖ وَاِلٰی اَیُّوْبَ فِیْ صَبْرِہٖ وَاِلٰی یَحْیٰی فِیْ زُھْدِہٖ وَاِلٰی یُوْنُسَ فِیْ وَرَعِہٖ وَاِلٰی عِیْسٰی فِیْ سُنَّتِہٖ وَاِلٰی مُحَمَّدٍ فِیْ حُسْنِہٖ وَخُلْقِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیٍّ فَاِنَّ فِیْہِ تِسْعِیْنَ خَصْلَۃً مِنْ خِصَالِ الْاَنْبِیَاءِ جَمَعَ اللّٰہُ فِیْہِ وَلَمْ یَجْمَعْ اَحَدًا غَیْرَہٗ * یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جو شخص دوست رکھتا ہے کہ دیکھے اسرافیل کو بہیبت اوسکے * اور میکائیل کو بمرتبت اوسکے * اور جبرئیل کو ببزرگی اوسکے * اور آدم کو بدوستی اوسکے * اور نوح کو بترس اوسکے * اور ابراہیم کو بمحبت اوسکے * اور یعقوب کو باندوہ

اوسکے + اور یوسفؑ کو بجمال اوسکے + اور موسیٰؑ کو بمناجات اوسکے + اور ایوبؑ کو بصبر اوسکے اور یحییٰؑ کو بزہد اوسکے + اور یونسؑ کو بہ پرہیزگاری اوسکے + اور عیسیٰؑ کو بعبادت وسنت اوسکے + اور محمدؐ کو بہ بزرگی وخلق اوسکے + پس دیکھیو وہ علیؑ اسکے + بدرستیکہ اوسمین نوئی خصلتین ہین خصال انبیاء سے + کہ جمع کی ہین خدای تعالیٰ نے اوسمین + اورنہین جمع کریگا کسی مین سوائے اوسکے + پس ظاہر ہے جامع ہونا اسقدر صفات انبیاء کا غیر از نبی و امام ممکن نہین اور ایسے شخص کے موجود ہوتے ہوئے کون شخص واسطے امامت وخلافت کے مقبول ہوسکتا ہے + اور ایسے ہی شخص کو جانشینی وخلافت و وصایت اشرف الانبیاء کے زیبا ہے + مصرعہ ہر کہ بت راسجدہ کرد وخمر خورد ونرد باخت + لبست وہفتم حدیث لَاتَشْكُوا عَلِيًّا فَوَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَاَخْشَنُ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ اَوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ + یعنی صواعق محرقہ ومستدرک حاکم مین ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ شکوہ نکرو علیؑ کا + کہ تحقیق وہ ترسندہ تر ہے ذات خدا یا راہ خدا مین + لبست وہشتم حدیث لَايُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَّلَا يُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ + یعنی مسند احمد بن حنبل وصحیح ترمذی ومشکوٰۃ مین ام سلمہ سے مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ دوست نہین رکھتا ہے علیؑ کو منافق + اور دشمن نہین رکھتا ہے علیؑ کو مومن + لبست ونہم حدیث مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ + مستدرک حاکم ومسند احمد بن حنبل ومشکوٰۃ وصواعق محرقہ مین

ام سلمہ سے مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے + جسنے سب کیا علی کی + پس
اوسنے سب کیا میری + سی ام حدیث اَلنَّظَرُ اِلیٰ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ + معجم
طبرانی و مستدرک حاکم و صواعق محرقہ و بحر المعارف مین ابن مسعود سے مروی ہے +
کہ نظر کرنا طرف علی کے عبادت ہے + سی و یکم حدیث ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ +
جمع دیلمی و صواعق محرقہ و بحر المعارف مین مروی ہے + کہ ذکر علی عبادت ہے +
سی و دوم حدیث عَلِیٌّ یَزْھَرُ فِی الْجَنَّۃِ کَکَوْکَبِ الصُّبْحِ لِاَھْلِ
الدُّنْیَا + صواعق محرقہ و جمع دیلمی و جمع بیہقی مین انس بن مالک سے مروی ہے
کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ علی جب آئی بہشت مین چمکی مثل آفتاب کے اہل دنیا پر +
سی و سوم حدیث اَللّٰھُمَّ لَا تُمِیْتَنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا + صحیح
ترمذی و مشکوٰۃ مین بروایت ام سلمہ لکھا ہے + کہ آنحضرت صلعم نے وقت روانہ
کرنے جناب امیر علیہ السلام کے بطرف ایک غزا کی + بفرط محبت ہاتھ اوٹھا کر فرمایا کہ خداوند
نہ موت دے مجکو جبتک علی کو نہ دیکھون + سی و چہارم حدیث عَلِیٌّ فِی
الْجَنَّۃِ + صحیح ترمذی مین عبد الرحمان بن عوف سے مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم
نے کہ علی بہشت مین ہے + سی و پنجم حدیث دَمُکَ دَمِیْ لَحْمُکَ
لَحْمِیْ وَ قَلْبُکَ قَلْبِیْ وَ نَفْسُکَ نَفْسِیْ وَ رُوْحُکَ رُوْحِیْ ہدایت
السعدا و بعضی کتب دیگر مین سبب ورود اس حدیث کا یہہ لکھا ہے + کہ ایک اعرابی نے
آنحضرت صلعم سے بنسبت حسنین علیہم السلام کے پوچھا کہ یہہ کسکے لڑکے ہین +

فرمایا کہ میرے • بعد ازان اوسنے پوچھا کہ علیؑ کے لڑکے کہان ہین • فرمایا کہ یہی ہین
پس جناب امیرؑ کو کنار مین لیکر حدیث مذکور فرمائی • سی و ششم حدیث
لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَجْنُبَ فِی ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرِکَ •
صحیح ترمذی و مصابیح و مشکوٰۃ و طیبی و ہدایت السعدا مین ابوسعید خدریؓ سے
اور مسند بزاز و صواعق محرقہ مین سعد سے مروی ہے • کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے
کہ ای علی علیہ السلام نہین ہے حلال کسیکو کہ جنب اس مسجد مین آئے مگر مجکو اور تجکو •
سی و ہفتم حدیث عَلِیٌّ خَیْرُ الْبَشَرِ بَعْدِیْ مَنْ اَبٰی فَقَدْ کَفَرَ • صحائف
ہدایت السعدا و مودات مین حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے • کہ فرمایا آنحضرتؐ نے
کہ علی بہترین بشر ہے بعد میرے • جو شخص ابا کرے پس تحقیق کہ وہ کافر ہی • سی
و ہشتم حدیث عَلِیٌّ بَابُ حِطَّۃٍ مَنْ دَخَلَ فِیْہِ کَانَ مُؤْمِنًا وَمَنْ
خَرَجَ مِنْہُ کَانَ کَافِرًا • افراد دارقطنی اور صواعق محرقہ اور مودات مین ابن
عباس سے مروی ہے • کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ علی در توبہ و استغفار ہے •
جو در آئے بیچ اوس در کے مومن ہے • اور جو باہر جاسئے اوس در سے وہ کافر •
سی و نہم حدیث عَلِیٌّ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ الرَّاْسِ مِنْ بَدَنِیْ • مناقب
خطیب مین برا ابن عازب سے اور جمع دیلمی و فردوس الاخبار و مودات و
صواعق محرقہ مین ابن عباس سے مروی ہے • کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ علیؑ
مجسے بجای سر کے ہے بدن سے • چہلم حدیث اَنَا وَ عَلِیٌّ مِنْ شَجَرَۃٍ

وَاحِدَۃٍ وَالنَّاسُ مِنْ اَشْجَارٍ شَتّٰی + اوسط طبرانی و صواعق محرقہ مین
جابر بن عبداللہ انصاری سے اور مواوات مین ابن عباس سے مروی ہے کہ مین
اور علی ایک درخت سے ہون + اور دیگر مردمان درختان دیگر پراگندہ سی چہل
و یکم حدیث اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ ذُرِّیَّۃَ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِہٖ وَ
جَعَلَ ذُرِّیَّتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍؓ + اوسط طبرانی و صواعق محرقہ
و فردوس الاخبار و مواوات مین جابر سے اور مناقب خطیب مین ابن عباس سے
مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ تحقیق کہ خدای تعالی نے پیدا کی نسل
کل پیغمبرون کے صلب مین اونکے + اور پیدا کی نسل میری صلب مین علی کی +
چہل و دوم حدیث عُنْوَانُ صَحِیْفَۃِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْطَالِبٍؑ
مناقب خطیب و مواوات و صواعق محرقہ مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ سرنامہ صحیفہ اعمال مومن محبت علی بن ابیطالب ہے + چہل
و سوم حدیث اِنَّ الْجَنَّۃَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلٰثَۃٍ عَلِیٍّؑ وَ عَمَّارٍؓ
وَ سَلْمَانَؓ + صحیح ترمذی و صحیح نسائی و مستدرک و صواعق محرقہ مین انس
بن مالک سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ تحقیق کہ بہشت واسطے
لقای تین شخص کے مشتاق ہے علی و عمار یاسر و سلمان فارسی کے + چہل
و چہارم حدیث مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ
اَحَبَّ اللّٰہَ وَ مَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ

ابغض اللہ + سنن ترمذی مین سلمان سے اور صواعق محرقہ مین ام سلمہ سے مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے جسنے دوست رکھا علی کو اوسنے دوست رکھا مجکو + اور جسنے دوست رکھا مجکو اوسنے دوست رکھا خدا کو + اور جسنے بغض رکھا علی سے اوسنے بغض رکھا مجھسے + اور جسنے بغض رکھا مجھسے اوسنے بغض رکھا خدا سے +

چہل و پنجم حدیث یَا عَلِی اَنْتَ قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ + سنن دارقطنی اور صواعق محرقہ مین ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ اے علی تو قسمت کنندہ دوزخ و بہشت ہے بروز قیامت کے + **چہل و ششم حدیث** مسند احمد بن حنبل و مستدرک حاکم و صواعق محرقہ مین ابو سعید خدری سے مروی ہے + کہ ایک روز ہم مع جمعی از صحابہ خدمت مین آنحضرت صلعم کے گئے + اوسوقت جناب امیر علیہ السلام نعلین شکستہ آنحضرت صلعم کی اصلاح کرتے تھے + پس فرمایا آنحضرت صلعم نے یَا اَیُّھَا النَّاسُ مَنْ یُقَاتِلُ عَلٰی تَاوِیْلِ الْقُرْاٰنِ کَمَا قَاتَلْتُ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ فَقُلْنَا مَنْ ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ قَالَ ذَاتَ خَاصِفُ النَّعْلِ فَخَرَجْتُ فَبَشَّرْتُہٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَلَمْ یَلْتَفِتْ بِہٖ وَجَاءَ کَاَنَّہٗ سَمِعَہٗ + یعنی ای مردمان تم مین کوئی ہے کہ قتال کرے تاویل قرآن پر + جیسا کہ مینے تنزیل پر کیا + ہمنے کہا کہ یا رسول اللہ کون ہے وہ آدمی + فرمایا کہ یہہ جو نعل مین میرے اصلاح کرتا ہے + ابو سعید کہتا ہے کہ مینے پیش امیر جا کر بشارت دی + کچھ ملتفت نہوئے + جیسا سنا ہو +

چہل و ہفتم حدیث اَنَا حربٌ لِمَن حَارَبَهُم وَ سِلمٌ لِمَن سَالَمَهُم
صحیح ترمذی اور مصابیح اور مشکوٰۃ مین زید بن ارقم سے مروی ہے کہ فرمایا
آنحضرت صلعم نے علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام سے + کہ مین جنگ کرنیوالا ہون
اوس سے جو ساتھہ تمہارے جنگ کرے + اور صلح کرنیوالا ہون اوس سے
جو ساتھہ تمہارے صلح کرے + اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے + کہ بروز نزول
آیہ تطہیر یہہ حدیث آنحضرت صلعم نے فرمائی + چہل و ہشتم حدیث
اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا يَغذُوكُم مِن نِعَمِهِ وَاَحِبُّونِي بِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوا
اَهلَ بَيتِي بِحُبِّي + مشکوٰۃ و نصاب الاخبار و فصل الخطاب و معانی الاخبار
و ہدایت السعدا و خلاصتہ المناقب مین مروی ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے
کہ دوست رکھو خدا کو بجہت آنکہ پرورش کیا ہے تمکو نعمت اپنی سے + اور دوست
رکھو مجکو بوجہہ محبت خدا کے + اور دوست رکھو اہلبیت میرے کو بوجہہ دوستی میرے +
چہل و نہم حدیث یَا عَلِيُّ اَمَا تَرضٰى اَنَّكَ مَعِي فِي الجَنَّةِ وَالحَسَنُ
وَالحُسَينُ وَذُرِّيَّاتُنَا خَلفَ ظُهُورِنَا وَاَزوَاجُنَا خَلفَ ذُرِّيَّاتِنَا
وَشِيعَتُنَا عَن اَيمَانِنَا وَشَمَائِلِنَا + مناقب ابن مردویہ و صواعق محرقہ
مین لکھتا ہے + کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ ای علی راضی نہین ہے تو کہ رہے
ساتھہ میرے بہشت مین + اور حسن و حسین اور فرزندان میرے پس پشت ہمارے +
اور ازواج ہمارے پس پشت فرزندان + اور شیعیان ہمار چپ و راست ہمارے +

پنجاہ و ششم حدیث مَعرِفَۃُ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَرَآءَۃٌ مِنَ النَّارِ وَ
حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَوَازٌ عَلیٰ صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ وَ وِلَایَۃُ اٰلِ مُحَمَّدٍ
اَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ + معانی الاخبار و فصل الخطاب مین مسطور ہے کہ
معرفہ آل محمد باعث نجات از آتش دوزخ ہے + اور محبت آل محمد سبب سلامتی
صراط + اور اطاعت آل محمد سبب امان از جمیع عذاب + پنجاہ و ہفتم حدیث
لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا کَرَّارًا غَیْرَ فَرَّارٍ یُحِبُّ اللّٰہَ وَ
رَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ + یعنی عطا کرونگا مین کل نشان اپنا
اوس شخص کو کہ کرار غیر فرار ہے + اور دوست رکہتا ہے اللہ و رسولؐ کو +
اور دوست رکہتا ہے اوسکو اللہ و رسولؐ صحاح وغیرہ کتب اہلسنت مین
مسطور ہے + کہ یہہ حدیث جنگ خیبر مین بعد شکست سہ روز آنحضرت صلعم نے
فرمائی + اور اوس روز درد چشم جناب امیر علیہ السلام زمد کرآئی تہی + آخر روز دوم
آنحضرت صلعم نے طلب فرماکر چشم مین اونکے لب مبارک لگایا تا صحت حاصل
ہوئی + اور نشان جناب امیر علیہ السلام کو عطا فرمایا چنانچہ قلعہ خیبر ہاتہہ پر
جناب امیر علیہ السلام کے فتح ہوا + پس معنی سے اس حدیث کے صاف ظاہر ہے
کہ فراریان پیشتر کہ خلیفہ اول و دوم تہے صفت مین حدیث مذکور کے داخل نہ تہے
کیونکہ صفات متذکرہ حدیث صاحب لوای آخر کے لئے مخصوص کئے گئے ہین
فافہم + پنجاہ و ہشتم حدیث صحیح ترمذی و مشکوٰۃ و مسند احمد بن حنبل

وصحیح نسائی وہدایت السعدا مین ابن عباس وزید بن ارقم وبراء بن عازب سے
مروی ہے * کہ چند کس صحابہ نے دروازے اپنی طرف مسجد نبوی کے کہولے تہے
ایکروز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بند کرو دروازے اپنے سوای دروازے
علی علیہ السلام کے ۔ صحابہ نے آپسمین گفتگو کی اسمین * پس فرمایا آنحضرت صلعم نے
کہ واللہ کہ نہین بند کیا اور کہولا مینے کوئی دروازہ مگر یہہ کہ اوسپر مامور ہوا ہون*
پنجاہ وسوم حدیث اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِکَ اِلَیْکَ حَتّٰی
یَاْکُلَ مَعِیَ ھٰذَا الطَّیْرَ * صحیح ترمذی وصحیح نسائی وصحایف ومشکوات
ومصابیح ودستور الحقایق وہدایت السعدا وجلد ثانی حبیب السیر مین انس سے
مروی ہے ۔ کہ ایک روز ایک شخص مرغ بریان نزد آنحضرت صلعم کے لایا کہ آن
حضرت صلعم نے رو بطرف آسمان کرکے فرمایا * کہ خدایا بہیج دوست ترین خلق
اپنے کو نزدیک میرے تا یہہ مرغ بریان ساتہہ میرے تناول کرے * پس اوسیوقت
جناب امیر علیہ السلام تشریف لائے اور آنحضرت صلعم نے اوس مرغ بریان کو
ساتہہ اونکے تناول فرمایا ۔

بحث پنجم رد خلافت غیر از ائمہ معصومین علیہم السلام مین *

واضح ہو کہ دربارۂ خلافت کے اعتقاد شیعونکا یہہ ہے کہ خلیفہ کو منصوص ہونا (یعنی
از جانب علام الغیوب وواقف صلاح وعیوب مامور ومقرر ہونا) ضرور ہے *
چنانچہ جناب امیر علیہ السلام کو حسب دلایل مندرجہ بحث ہای ثبوت خلافت

و دیگر دلایل بسیار بعد آنحضرت صلعم کے خلیفہ بلا فصل + اور کل ائمہ اثنا عشر
علیہم السلام کو یکی بعد دیگرے خلیفہ مامور و منصوص سمجھتے ہین + اور اونکی اطاعت
مثل اطاعت رسول صلعم واجب جانتے ہین + اور خلافت و امامت و وصائیت کو
الفاظ مترادف یعنی متحد المعنی یا لازم و ملزوم تصور کرتے ہین + اور اہلسنت منصوص
و مامور ہونا خلیفہ کا ضرور نہین سمجھتے + بلکہ امر خلافت یعنی تقرری خلیفہ کی + اوپر رائے
اہل اسلام کے چھوٹنا + ظاہر کرتے ہین + اور یہی اعتقاد رکھتے ہین + لیکن بالفعل اکثر
لوگ بعض حدیث و روایت کو (جو بجز وہم قیاس کرنے پر بھی موثر نہین ہین + مثل
حکم پیش نمازی وغیرہ کے) بہ ثبوت تقرری و رضای آنحضرت صلعم کے پیش
کیا کرتے ہین + پس علاوہ تردیدات علمای شیعہ نسبت صدق حکم مذکور + ظاہر ہے
کہ روایت حکم پیش نمازی مذکور بطور بیان اہلسنت بموجب اصول شیعہ البتہ ایک
عظمت کی بات ہے + سو اونکے بیان ثابت نہین + بلکہ وہ خود روایات اہلسنت سے
تردید اوسکی کرتے ہین + لہذا اوپر استدلال اسکا ناروا + باقی رہا استدلال خود
اہلسنت کو اوپر اپنے + سو پیش نمازی اصول اہلسنت کے رو سے کوئی عظمت کی
بات نہین + ہر شخص نماز پڑہا سکتا ہے + اور ضرور ہے کہ یہہ اصول مطابق سنت کے
رکہا گیا ہو + نہ خلاف سنت + اس سے ثابت ہے کہ پیش نمازی حسب اصول اونکے
اوسوقت بہی کوئی عظمت کی چیز نہ تہی + اسلئے حکم پیش نمازی بصورت صحت
نزدیک اونکی بھی + حسب اونکے (کہ صَلُّوا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاسِقٍ

یعنی کہ نماز پڑہو و اقتدا کرو پیچہے ہر مرد نیک و فاسق کے) کوئی دلیل بنا بر امر عظیم خلافت کے ہو نہین سکتا ہے + اور علاوہ اسکے باوجود اقبال شورہ شقیفہ بنی ساعدہ کے (کہ مبنی اوپر تجویز خلیفہ کے تہا) پیش کرنا ثبوت تقریری کا قبول نقیضین و متضادین سے کم نہین + کسلئے کہ بصورت تقریری + شورہ تجویز ناجایز + و در صورت شورہ تجویز + تقریری یا کذب یا نامقبول + بصورت کذب ہو المقصود + و بصورت عدم قبول تقریری پیغمبر + شعبہ از کفر و نفاق + پس قول و فعل کفاران یا منافقان غیر قابل اعتبار و تسلیم و تبعیت + باین وجہہ جتنی دلیلین موثر بہ تقریری قرار دیجاوین و پیش کیجاوین + سب کذب و بہتان و بیہودہ و باطل متصور ہین + اصل اعتقاد اہلسنت کا وہی ہے + کہ امر خلافت غیر منصوص و ماموررہکر مسلمانون کی رای پر چہوڑا گیا جیسا قول علمای اہلسنت کا ہے + کہ مَاتَ مُحَمَّدٌ وَلَمْ یَنُصَّ عَلٰی اَحَدٍ پس واضح ہو کہ شریک شورہ نرہنا اور شامل نکر لیا جانا جناب امیر علیہ السلام کا (جو باتفاق عالم ترو صادق و معصوم تر امت ہین + اور جنکی حقیت قول و فعل ساتہہ بسیاری آیات و احادیث متفقہ غیر محتملہ کے ثابت ہے + اور جو بقول اکثر اہلسنت کے وصی پیغمبر بہی ہین + جیسا اقرار وصایت اوسیوقت خود زبان خلیفہ اول سے بقصہ مفر بہی ثابت ہے + اور معارج النبوت مین بحالات بعد وفات آنحضرت صلعم مندرج + اور جیسے یہہ رباعی شافعی کی مشہور ہے رباعی عَلِیٌّ حُبُّہٗ جُنَّۃٌ قَسِیْمُ النَّارِ وَالْجَنَّۃِ + وَصِیُّ مُصْطَفٰی حَقًّا + اِمَامُ الْاِنْسِ وَالْجِنَّۃِ +

اور یہی قبل معلوم کرنے رای ایسے شخص کے کسی شخص کا شریک شورہ ہوکر رای اپنی
ظاہر کرنا یا فیصل کرنا امر عظیم خلافت کو + یا قبول کرنا دوسرون کی رای ناقابل
الاعتبار کو (جو صریحًا و بدیہًا بیباکی وجرأت متجاوز از حد متصور رہے) ہر صورت مین
واسطے رد خلافت مجوزہ کے کافی ووافی ہے + اور یہہ کہنا کہ اوسوقت جناب امیرؑ
بتجہیز و تکفین پیغمبرؐ مین مشغول تھے + کافی نہین ہو سکتا + کیونکہ تیسرے روز حاضر ہونا
جناب امیر علیہ السلام کا بطلب دعوی خلافت اپنے + خود روایات اہلسنت سے ثابت ہی
اس صورت مین دو ایک روز توقف کرنے اور باز رہنے مین اس جرأت ناقابل الاختیار
سے کسیطرح کوئی عاقل منصف مضایقہ نہین تصور کرسکتا + تاہم چند دلیلین بتردید
اس قول و اس اعتقاد کے لکھے جاتے ہین + **اول** ہرگاہ اس دعوی کی ساتھہ کوئی
ایسا ثبوت پیش نہین کیا جاتا ہے + کہ خدا یا رسولؐ نے فرمایا ہو + کہ تقرری خلیفہ کی
اہل دین کے رای پر چھوڑی جاتی ہے + تو اس صورت مین امر خلافت مجوزہ
و مقررہ اہل اسلام + نہ داخل اوامر متصور و نہ داخل نواہی + تو داخل افعال عبث
ہوا + اور نہ بحکم خدا یعنی واجب متصور + و نہ بحکم رسولؐ یعنی سنت + تو داخل
بدعت ہوا + اور فعل عبث و بدعت یا خطا ہے یا غیر نافع + کسی حال مین واجب
التسلیم و الاطاعت نہین + اور نہ تردید اوسکی داخل خطا و معصیت + حالانکہ حسب
قول خدا اور رسول صلعم وجود امیر واجب الاطاعت کا ثابت ہے + جیسا ثابت ہو چکا
لہذا خلافت مذکور صریح ناجایز و ناحق کیونکہ امیر واجب الاطاعت وہی ہو سکتا ہے

جو بموجب امر خدا ماموریا مقرر ہو۔ نہ دوسرا۔ دوم برتقدیر تسلیم غیر کار عبث وبدعت۔ اگر خلیفہ کے لئے اور کوئی قید ضرور نہ سمجھی جاے۔ تو ایماندار وصالح ہونا تو ضروریات سے متصور ہے۔ کیونکہ غیر صالح وایماندار سے دین کا اپنی حالت اصلی پر قایم رہنا غیر ممکن حالانکہ بحث تشخیصات مین ثابت ہوچکا۔ کہ شناخت قابل یقین ایماندار وصالح کی بغیر گواہی خاص خدا ورسول کے محال ہے۔ اور یہہ کہنا یا سمجھنا کہ کل اصحاب آنحضرت صلعم ایماندار وصالح ہین (باوجود واقفیت از قصہ اصحاب حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام۔ ودیگرامتان۔ اور معلوم کرنی دلایل مندرجہ بحث تشخیصات کے) بیش از وہم وظن وگمان نہین ووہم وگمان پر اعتقاد کرنا واعتقاد رکھنا خلاف ایمان۔ کیونکہ ایمان ساتھہ یقین کے ہے۔ اور اعتقاد اندر یقین کے۔ یعنی جو امر یقیناً یا حسب ثبوت قابل یقین ثابت وصادق سمجھا جاے اوسپر ایمان لانا چاہیئے۔ اور جو امر غیر ثابت اندر اوس یقین کے ہو۔ اوسپر اعتقاد کرنا۔ مثلاً پیغمبر کو بمعاینہ معجزات۔ یعنی بہ ثبوت قابل یقین۔ پیغمبر برحق جانکر۔ بنسبت افضل الناس ہونے اوسکے بجمیع صفات۔ (کہ پیغمبر کے لئے یقینی ضرور ہے) ایمان لائیے۔ تو بعد ازان جو کچھہ صفت اوسکی اندر اوس یقین کے بیان وظاہر کیجاے۔ سب پر بغیر معاینہ وبغیر طلب ثبوت اعتقاد کرسکتے ہین۔ لیکن اگر کوئی خدا کہی یا بصفت ہای خدا موصوف کرے۔ تو چونکہ یہہ امر اوس یقین سے باہر۔ اعتقاد ہو نہین سکتا۔ پس ہرگاہ یقین پیغمبری پیغمبر بغیر ثبوت

قابل یقین (بوجہہ دنخوف امکان رجوع بطرف غیر پیغمبر) جایز نہین تو دوسرے امر کا یقین بغیر ثبوت قابل یقین کیونکر جایز ہوسکتا + اور اس صورت مین کیا مشکل تھا خدا و رسول کو بیان کردینا اس بات کا + کہ کل اصحاب یعنی مصاحبان رسول صلعم نیک وصالح ہین تا یقین کے لیئے کافی ہوتا + باقی رہی گواہی خاص خدا ورسول + وہ قابل یقین ثابت نہین + کیونکہ کوئی آیت الٰہی بشان خلفاء خلافت + خود اہلسنت کے یہان بہ بیان صادق پیغمبر ثابت نہین + اور بعض آیۂ جو مثل آیۂ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ وغیرہ مین تاویل کی جاتی ہے + اوسکی تاویل مین خود جملہ علمای اہلسنت متفق نہین + تا بمخالف چہ رسد + باقی رہی حدیث + سو جسقدر احادیث بشان خلفاء خلافت کتب اہلسنت مین وارد ہوئے ہین وہ خود اونکے یہان متواتر نہین + اور جو صحیحین مین درج کی گئی ہین اونمین اکثر خود بقول صاحب صحیحین غریب + اور بہی دیگر احادیث صحیحہ سے متناقص + اور بیان اکثر کا اونمین سے مملو از تعجب واختلال + اور راویان اونکے نہ باتفاق عادل نہ خالی از اغراض + یعنی راوئ احادیث شان خلیفۂ اول یا خلیفۂ دوم ہین + جو بانی و مبانی اس خلافت کے ہوئے + یا عائشہ دختر + اور راوئ احادیث شان خلیفۂ دوم یا خلیفہ اول و عمر ابن عاص وزیر معاویہ ہین + یا عبد اللہ پسر + اور راوئ احادیث شان خلیفہ سوم + یا معاویہ یا عمر ابن عاص وزیر معاویہ + جیسا یہہ سب حال معاینہ کنندگان کتب احادیث اہل سنت پر پوشیدہ نہین +

چنانچہ علمای شیعہ اکثر کتب مین تفصیل و تشریح اسکی کرتے گئے ہین + یہہ رسالہ
اسکی تفصیل و تشریح کی گنجایش نہین رکھتا + بلکہ مولوی وحید الدین خانصاحب نے
جو ایک رسالہ عدم تحقیق بالفعل لکھا ہے + اوسکے مطالعہ سے بھی یہہ سب حال بخوبی
ظاہر ہو سکتا ہے + بلکہ وہ رسالہ ایک جزو اس مقام کا ہے + اور بھی ثابت رہنا اکثر
مطاعن مخل ایمان کا نسبت خلفاء مذکور کے + از کتب اہلسنت (مثل تعرض صلح
حدیبیہ و اظہار شک برسالت آنحضرت صلعم + و منع قرطاس و قلم + و نسبت ہذیان
بآنحضرت صلعم + و ایذا رسانی جناب امیرؑ و حضرت فاطمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بقصد
احراق بیت و غصب فدک وغیرہ + اور رد کرنا دعوی کو معصومہ یعنی حضرت
فاطمہ صلوات اللہ کے + اور گواہی کو معصومین یعنی جناب امیر اور حسنین علیہم السلام
درباب فدک + اور قبول نکرنا قرآن جمع کردہ عالم قرامت و معصوم قرامت
یعنی جناب امیر علیہ السلام کو + اور جلانا اکثر کلام شریف کا + اور مارنا اکثر صحابی
جلیل القدر کو) زیادہ تر اثبات صحت احادیث صفاتیہ کا اونکے + رخنہ زن
و خلل انداز ہے + مگر بخیال تطویل و ملال اس بحث طولانی سے (کہ دیگر کتب مبسوطہ
مین مفصل درج ہے + اور جسکا ثبوت مجمل حاوی و کافی عنقریب لکھا جاتا ہے انشاء
اللہ تعالی) درگذر کرکے + طرف ایک دلیل جامع کے رجوع کیا جاتا ہے + یعنی
اگر بالفرض اہل خلاف بزعم باطل خود + گواہی خاص خدا و رسولؐ کا موجود رہنا +
ثابت بھی سمجھتے ہونگے + یا سمجھین گے + تو نسبت ایمان و صلاح اونہین چند اشخاص کے +

جو بعد آنحضرت صلعم کے موجود تھے + یعنی نسبت خلفا ثلثہ کے + نہ ہر زمانہ کے
لوگون کے نسبت + اور قایم رہنا امر خلافت وامارت دینی کا ہر زمانہ مین تا قیام
دین متین ضرور و مطلوب + عقلا + و نیز بموجب اقوال خدا و رسول + جیسا اوپر
ظاہر ہوتا گیا (مثل اس آیت کے + کہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ
کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ + اور مثل اس حدیث کے + کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ
اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً + یعنی جو مرا اور نہین پہچانا
اپنے امام زمان کو پس مرا وہ اوپر موت جاہلیت کے وغیرہم) تو اس صورت مین
تجویز و تشخیص و تعین و تقرر ایماندار و صالح + اگر اوس وقت کے لئے حسب زعم
باطل اہل خلاف کے محال و دشوار نہ تصور ہو + تو آیندہ کے لئے بیشک محال
متصور ہے + لہذا ظاہر ہے کہ جو اصول ہر زمانہ کے لئے صحیح و کافی نہ تصور ہو
وہ اصول کسی زمانہ کے لئے بھی صحیح و جایز متصور ہو نہین سکتا + اس صورت مین
کوئی قلب قبول نہین کر سکتا ہے + کہ حکیم مطلق و دانای برحق نے تعین امر عظیم
خلافت + و تقرر خلفا ر آنحضرت صلعم کا + واسطے ہر وقت و زمان کے + بطریق
قابل یقین (مثل اصدار نص یا اظہار صفات لازم یا عطای معجزات) خود نفرما کر
اون لوگون کی رای پر چھوڑا ہو + جو ایمان دایماندار تک کی پہچاننے کی قدرت
نہین رکھتے ہین + تا بشناخت صالح و عادل و صادق وغیرہ چہ رسد + چنانچہ اسی
اصول ناقص کے سبب جیسے جیسے لوگ خلیفہ و امیر مقرر ہوتے گئے + اور جو جو تباہیان

وخرابیان دین مین لاحق ہوتی گئین + تجربہ کیطرف نگاہ کرنے سے یعنی کتب احادیث و تواریخ فریقین کے دیکھنے سے ظاہر وعیان ہین + اگر اوسوقت نہین سمجھا گیا + تو اسوقت بعد تجربہ سمجھنا کچھ مشکل نہین + سوم جس طرح وجود اعجاز + تقرب اور صدق وصفات اور خلافتِ صاحب اعجاز کو + ثابت کرتا ہے + اوسیطرح عدم وجود اعجاز + تقرب اور صدق وصفات اور خلافتِ غیر صاحب اعجاز کو + رد کر سکتا ہے + اور بھی جس طرح وجودِ اعجاز مثبت دپشتیبان دعوی صحت آیات واحادیث صفاتیہ صاحب اعجازِ موصوف کا متصور ہے + اوسیطرح عدم وجود اعجاز + مثبت دپشتیبان دعوی عدم صحت و وضع صفاتِ وضعی غیر صاحب اعجاز و غیر موصوف کے متصور ہوسکتا ہے + کیونکہ بحث ہاے ماقبل مین ظاہر ہوا + کہ اعجاز مثبتِ تقرب ہین + اور تقرب مثبتِ صدق وصفات + اور صدق وصفات مثبتِ صدق دعوی ہین + پس ویسی ہی صدق وصفات علتِ تقرب متصور ہین + اور تقرب علت اعجاز + اس صورت مین ظاہر ہے کہ بصورت اصلی ہونے صفات کے تقرب لازم ہے + اور بصورت تحقیقی ہونے تقرب کے اعجاز ممکن + کیونکہ علت کے موجود رہنے کی صورت مین + معلول کا موجود ہوجانا دشوار نہین + لہذا جو شخص وجودِ معلول یعنی اعجاز کو + اپنے مین ثابت نکر سکے + یا جسمین وجودِ معلول یعنی اعجاز ثابت نہ پایا جاسے + اوسمین وجودِ علت یعنی تقرب اور صدق وصفات بھی + بمقابلہ صاحبِ اعجازِ موصوف غیر ثابت +

اور جسمین وجود تقرب اور صدق وصفات ثابت نرہا + اوسکا ہر دعوی وہر قول
وہر فعل غیر ثابت وغیر قابل یقین + اور جسکا ہر دعوی وہر قول وہر فعل
غیر ثابت وغیر قابل یقین رہا + اوسکا دعوی خلافت بھی ہر صورت مین غیر قابل
یقین + پس چونکہ وجود اعجاز سواے جناب امیر وائمہ معصومین علیہم السلام کے
کسی دوسرے مین از دعویداران خلافت + باتفاق ثابت نہین + لہذا جملہ صفات
اونکے غیر ثابت ومحتمل لوضع + وثبوت ہای تردید صفات اقوی + تو خلافت اونکی
بمقابلہ صاحب اعجاز موصوف بیشک غیر ثابت وغیر قابل اعتبار ویقین وناحق
وباطل + چہارم بمصداق قصہ طالوت + جیسا کلام شریف مین آیا ہے + کہ
باوجود انکار ورو گردان ہوجانے کثیر اہل دین کے + پروردگار عالم نے سالاری
طالوت کی موقوف نرکھکر + فرمایا + کہ یہہ لطف وعنایت خدا کی ہے + جسکو چاہے
دے + اور جو اللہ جانتا ہے تم نہین جان سکتے ہو + علم وجسم سے + اور اسپر بھی
اکتفا نہ فرماکر جسقدر لوگ شامل طالوت سے کے چلے اونکو تین روز کی تشنگی مین
بحکم پینے ایک چلو پانی کے آزمایا + چنانچہ اس حکم کے سبب کل اہل دین روگردان
ہوکر + صرف تین سو آدمی ثابت قدم طالوت کے ساتھہ باقی رہ گئے + اور پھر
پروانہ کی خدا نے + اور اونہین تین سو آدمی سے + بلکہ صرف ایک حضرت داؤد
سے + طالوت کو فتح بخشی + جالوت کافر وظالم پر + پس ہرگاہ پروردگار نے
ایک ادنی سالار فوج کا مقرر کرنا + حسب رای اہل دین جایز نرکھا + اور پھر جانے سے

اسقدر اہل دین کی کچہہ پروا نفرمائی + تو کیونکر یقین ہوسکتا ہے + کہ تقرری امر عظیم
خلافت کی خصوص خلافت آنحضرت صلعم کی + ایسے اہل دین کی رای پر چہوڑ دے
جنمین مومن و منافق دونون شامل ہون + اور اپنے لطف عظیم کو بحق خلفاء و مومنان
دین آنحضرت صلعم کے دریغ رکہے + کیونکہ یہان تو حسب اعتقاد باطل اہل خلاف
اہل دین ایسے بہی نہ تہے جنپر پہر جانے کا گمان ہو + اور اگر پہر بہی جاتی تو وہی
لوگ جنکا ایمان درست نہوتا + پس ناقصان ایمان کے داخل دین رہنے سے کیا
فائدہ اور اونکے پہر جانے سے کیا نقصان خدا کا متصور تہا + ہرگاہ ثابت ہے کہ
اوتعالی اسلئے پہر جانے سے اوسقدر ناقصان ایمان قوم طالوت کی پروا نفرمائی +
یہہ سب قصہ نظیر ہین ایمانداروں کے لئے + نہ بیفایدہ و عبث بیان کئے گئے ہین +
کلام شریف مین + اس صورت مین ممکن نہین کہ پروردگار عالم نے امر عظیم خلافت
آنحضرت صلعم کو + خود تقرر نفرما کر رای ناقص اہل دین پہ چہوڑا ہو + بلکہ بیشک
پروردگار عالم نے خلفاء آنحضرت صلعم کو حسب دلایل مندرجہ بحث ہای ثبوت خلافت
تقرر و مامور فرمایا + اور بیشک برفع علت اول نفاق یعنی خوف و موجودگی علت
دوہم یعنی طمع کی اہل دین کو آزمایا + جس طرح آزمایا قوم طالوت و اصحاب حضرت
موسی علی نبینا و علیہ السلام و دیگر امتان کو + جیسا اکثر احادیث سے ثابت ہے
کہ جناب امیر علیہ السلام فارق ایمان و نفاق ہین + اور جیسا اوتعالی خود فرماتا ہے
اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝

یعنی ایا مرد ماں ٹھہرائے تھے کہ معاف و متروک رہیں گے۔ اس کہنے پر کہ ایمان لائے
اور یہہ لوگ آزمائے نجائینگے **پنجم** باقی رہی حدیث اجماع۔ سو عالموں نے
ہماری رضوان اللہ عنہم ہزاروں دلیلوں سے اور ہزاروں طریقوں سے اس اجماع کو
غلط ٹھہرا دیا ہے۔ اسلئے یہاں اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ یعنی **پہلی** اجماع تام
خلیفہ اول پر بھی نہیں ہوا۔ یعنی سعد بن عبادہ نے کسیوقت بیعت نکی۔ جیسا کتب
اہلسنت سے ظاہر ہے۔ **دوسری** بصورت تمسک اجماع بمگلہ۔ **تیسری** بصورت
صحت تمسک اجماع کے تقرر شوریٰ مسدسہ خلافت سوم۔ یعنی امر خلیفہ دوم اور
بھی خلافت خلیفہ سوم جو شوریٰ مذکور پر قرار پائی تھی ناجایز۔ و بصورت جواز امر
خلیفہ دوم۔ و خلافت خلیفہ سوم۔ تمسک اجماع غلط و غیر صحیح۔ **چوتھی** اگر
اجماع سے جمع ہونا کل اہل دین کا یا کثرت رای اہل دین کی مراد ہے۔ تو یہہ
دونوں اجماع بعہد خلافت جناب امیر علیہ السلام کے صریح غلط ہو گیا۔ کیونکہ
خلافت جناب امیر علیہ السلام پر نہ کل اہل دین جمع ہوئے۔ نہ کثرت رائے واقع ہوئی۔
حالانکہ اہلسنت جناب امیر علیہ السلام کو خلیفہ چہارم برحق جانتے ہیں۔ پس
ظاہر ہے کہ یہہ دونوں سخنان متضاد و نقیضین حق و قابل قبول ہو نہیں سکتے۔
اس سے چارہ نہیں۔ کہ یا اس اجماع کو غلط کہیں۔ یا خلافت جناب امیر علیہ السلام کو
ناحق قرار دیں۔ مگر بسبب نازل رہنے آیات وافر و صادر رہنے احادیث
متکاثر کے بہ ثبوت عصمت و صداقت و حقیت قول و فعل جناب امیر علیہ السلام کے

بمگلہ۔ بخلافت خلیفہ اول و وصیت خلیفہ اول نسبت خلافت خلیفہ دوم ناجایز و بصورت جواز وصیت تمسک اجماع غلط۔

خلافت کو اونکے ناحق ٹھہرانا مشکل + بلکہ داخل کفر + اسلیئے اس اجماع کی غلطی ہونیمین کسیطرح کا شک وشبہہ نہین + بلکہ ظاہر ہے کہ بصورت صحت حدیث اجماع سے کے حدیث مذکور اسی امر کے مصدق متصور ہے + کہ اگرچہ اتفاق باطل پر بالکل غیر امکان نہین مگر اتفاق کل امت محمدی صلعم باطل پر غیر امکان ہے + اس صورت مین معنی اس حدیث کے یہی ہونگے کہ اختلاف امت محمدی صلعم کا جو بموجب حدیث دیگر تہتر فرقون مین تعین کردیا گیا ہے + پس جس امر مین یہ کل فرقے متفق ہون وہ امر بغیر چون وچرا صحیح و درست ویقینی ہے + باقی امرون کی تصحیح لازم نہ یا یہہ معنی + کہ ان تہتر فرقون مین کوئی فرقہ ضرور حق پر ہوگا نہ کل ناحق پر + جیسا ایک فرقہ کا ناجی ہونا خود اسی حدیث سے ثابت ہے + نہ یہہ معنے کہ جس امر پر پانچ آدمی ایکوقت خاص مین برضاے قلب یا غیر رضای قلب یا بغرض خاص رای ملالین + وہ درست ہوجاے گا + گو وہ رای خلاف رای دیگر اشخاص یا خلاف عقل + یا خلاف حکم خدا ورسول ہو + ایسے معنی کوئی نادان بھی کہہ نہین سکتا سوائے مضطرب ومتردد کے + زیادہ اس سے تردید اجماع بحث مابعد مین ظاہر ہوگی + انشاء اللہ تعالی ہشتم اگر بالفرض حسب قول باطل اہلسنت کے تسلیم کرلیا جاے + کہ تقرر امر خلافت کا ادبر رای مسلمانون کے چھوڑدیا گیا تھا + تو اس صورت مین مسلمانون کو واجب وضرور تھا + کہ تجویز وتقرر خلیفہ کا ایمانا وانصافا کرتے + نہ بگذاشت ایمان وانصاف + کیونکہ فعل بی ا[illegible] سے

ولی انصافی جایز و قابل التسلیم نہین + اور ایماناً و انصافاً تجویز وثوق کرنا خلیفہ کا
بلحاظ انہین امورات کے ہوسکتا تھا یعنی پہلے بلحاظ تقرب یقینی خدا و رسول کے
دوسرے بلحاظ شرف ولایت و امامت و وصایت و ظہور کشف و کرامت کے کہ اکثر
اہل سنت ان مدارج کو بتفریق خلافت + بنام خلافت باطنی + مخصوص بجناب
امیر علیہ السلام کہتے ہین تیسرے بلحاظ کمال علم و دانش کے + چوتھے بلحاظ
تفضیل صدق و عصمت کے + پانچوین بلحاظ ایمان صادق و اعمال صالح یعنی
اتقای ثابت کے + چھٹین بلحاظ انتہاے شجاعت و عدالت و دیگر فضایل
اخلاقیت کے + ساتوین بلحاظ شرف ذات و قرابت و محبت رسول صلعم اور یہ بین
ظاہر ہے کہ یہہ سب امور جس طرح یقین کے لئے کافی و وافی ہوسکتین (یعنی از روی
آیات متواترہ و احادیث متکاثرہ صحیحہ متفقہ کے) نسبت جناب امیر علیہ السلام کے
ظاہر و ثابت ہین نسبت دوسرے کے نہین + جیسا بحث اثبات فضایل جناب امیر
علیہ السلام مین ظاہر ہوچکا + لہذا اس صورت مین بھی جناب امیر علیہ السلام
احق ترین مردمان و اولی ترین مسلمانان تھے واسطے خلافت کے + نہ کہ تجویز
خلافت باعتبار کبر سن کے لایق پذیرائی ہے + کہ اس بات کو بصورت وقوف از
حال نبوت طفلی حضرت یحیی علیہ السلام کے + کوئی لڑکا بھی قبول نہین کرسکتا
جیسا شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ بزرگی بعقل است نہ بسال + لہذا
اس صورت مین بھی حق جناب امیر علیہ السلام کا نسبت خلافت کے بہر نوع

ثابت ہے + اور جب حق جناب امیر علیہ السلام کا ثابت ہے + تو خلافت مجوزہ البتہ
خلاف ایمان و انصاف و ناحق + اور فعل بے ایمانی و بے انصافی و امر ناحق ہرگز قابل
قبول و بیعت نہین + ہفتم اگر یہہ فرض کر لیا جاے کہ استقرار امر خلافت + مسلمانون کی
رای غیر وجوہ یعنی صرف رجوع و خواہش طبیعت پہ چھوڑ گیا تھا + تو اگرچہ یہہ فرض
محال ہے کما لا یخفی + مگر اس صورت مین بھی باعتبار اوس محبت کے جو نسبت جناب
امیر علیہ السلام کے بوجوہ متعددہ اوپر کل مسلمانون کے واجب کی گئی ہے + (اور کوئی
اوسمین حجت و انکار نہین رکھتا + علی الخصوص اہل سنت + کہ کل نصوص خلافت کو
تاویل محبت کر کے + صرف محبت پر ثابت قدم ہوئے ہین + بلکہ بعد خدا و رسول تخصیص جناب
امیر علیہ السلام کے قایل ہین + جیسا بحث ماقبل مین ظاہر ہوا) ضرور تھا + کہ درصورت
ہونے محبت مذکور کے + رجوع قلب کل اہل دین کا بطرف جناب امیر علیہ السلام کے ہوتا +
نہ بطرف اپنے یا دوسرون کے + جیسا بحث ماقبل مین ظاہر ہوا + پس اس حالت مین بھی
اہل سنت کو ان دو صورتون سے چارہ نہین + یا عدم محبت جناب امیر علیہ السلام کی
مُقر ہو کر کفر و نفاق علانیہ اپنے اور اپنے مقتداؤن کی ذمہ لین + یا اس اعزاز و اکرام
اختیاری کو غیر از دست یعنی جناب امیر علیہ السلام کے کسی دوسرے کے لئے گوارہ نکرین +
جیسا خدا فرماتا ہے + کہ تم مین سے کوئی مومن نہین ہو سکتا جب تک کہ نچاہے واسطے
دوست کے لئے جو چاہے اپنے واسطے + پس جای غور ہے کہ ہرگاہ بمقابلہ ذات
شاملِ یہہ حکم ہے + تو بمقابلہ دیگران چہ رسد + اور ہرگاہ بحق دوستان عام یہہ تاکید ہے +

تو بہی دوست خاص واجب المحبت چہ گنجد غرض کرادس دانای مطلق وحکیم برحق نے کوئی راہ واسطے پیش رفت جانے باطل کے نہین چھوڑی ہے اور کوئی جگہہ واسطے قایم ہونے کذب کے نہین رکہی ہے چنانچہ فرماتا ہے کہ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا یعنی اور آیا حق اور مٹ گیا باطل تحقیق کہ باطل مٹا ہوا ہے

بحث ششم برفع بعض توہمات معترضہ اہل خلاف نسبت بخلافت حقہ

توہم اول جناب امیر علیہ السلام نے باوجود رہنے غالب علی کل غالب کے غصب خلافت پر اپنے کیون صبر اختیار کیا اور جنگ وجدل نہین فرمائی اور باوصف ایسے شجاعت کے کیا خوف مانع تہا آپکو جنگ وجدل کرنے مین پس جواب واضح ہو کہ بمقابلہ دلایل قطعیہ یقینیہ مندرجہ بحث ہای ماقبل کے (باوجود جاننے اس بات کے کہ کل افعال جناب امیر علیہ السلام باعث رکہنے عصمت وصداقت کے مثل افعال خدا ورسول صلعم مستند ہین چون وچرا کا مقام نہین) ایسے توہمات کا پیش کرنا غیر از عجز کلام دوسرا متصور نہین تاہم اول وجہہ عقلی ظاہر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام خدا ورسول سے بڑہکر غالب علی کل غالب نہ تہے اور نہ معاذ اللہ شیعونکا ایسا اعتقاد ہے بلکہ یہہ غلبہ اعجازیہ جو آپ کو حاصل تہا صرف بوجہہ اطاعت خدا ورسول بعطای پروردگار تہا نہ بذاتہ تو ہرگاہ خدا ورسول نے حسب بیان مندرجہ بحث مسئلہ جبر واختیار خلاف اصول خلقت

انسانی + بمحض زور و غلبہ قدرتی پیش آنا جایز نہ کہا + جیسا کہ ظاہر ہے + تو جناب
امیر علیہ السلام (کہ بہر نوع پیرو احکام خدا و رسولؐ تھے) خلافِ قاعدۂ خدا و
رسولؐ کیونکر جایز رکھہ سکتے تھے + اور بھی ظاہر ہے کہ جنگ و قتال کہ باعث
موجودگی علتِ نفاق ہے + واسطے دین کے منظور نہین + مگر بضرورت شدید +
جیسا معلوم ہوا + بلکہ پیغمبر بیش از بشیر و نذیر نہین + کہ اسیقدر خدا کو منظور ہے +
جیسا اکثر مقامون مین او تعالی خود ہی فرماتا ہے + تا بخلیفہ چہ رسد + اور واسطے
غلبہ کے غالب رہنا او پر ہر مقابل اپنے کافی ہے + جیسا جناب امیر علیہ السلام کسی
مقابل سے اپنے کبھی مغلوب نہین رہے + نہ تنہا فتحیاب ہونا او پر لاکھون آدمیونکے
چنانچہ ظاہر ہے کہ جنگ معاویہ مین اگرچہ ہمیشہ غلبہ طرف آپکے رہا + لیکن فتح
کامل آپ کو حاصل نہوئی + حالانکہ اوس جنگ مین شامل آپ کے ہزارہا
آدمی تھے نہ تنہا تھے + اور کیونکر فتح ہو کہ آپ خلاف قاعدہ + و اصولِ شرع
تعمیل نہین کرتے تھے + مثلاً تعاقب فراریان وغیرہ نہین فرماتے تھے + کہ
آپ کو راہِ حق یعنے راہِ خدا کا قایم کرنا تھا + اور رضائے الٰہی اصلاً بر جوع قلب
قبولِ راہ نیک + یا اختتام حجت سے غرض ہے + نہ اطاعت جبر و فتح ملک سے +
اور طرف ثانی کچھہ خیال اصولِ شرعی کا نہ رکھتے تھے + کہ اونکو فتح ملک سے
مطلب تھا + نہ راہ نیک سے + دوم وجہ شرعی + پس واضح ہو کہ خلیفہ برحق
(کہ پابندی شرع اول اوسکو لازم ہے) کوئی جنگ غیر از جہاد کر نہین سکتا ہے +

اور معلوم ہے کہ جہاد کے لئے شرعاً شرایط و قیود مقرر ہین نہ یہہ کہ جو شخص جسوقت
جس مقام پر جس طرح چاہے جہاد کرلے + اور منجملہ شرایط جہاد واسطے جہاد کے +
قوت اجتماعی تا بمعمول و رواج کا ہونا ضرور ہے + تاکہ خلاف عادت انسانی
متصور ہوکر بموافقین پر تکلیف زاید + اور مخالفین پر محض جبر و زور قدرسے
ثابت نہو + جیسا آنحضرت صلعم نے بغیر حصول قوت ظاہری قصد جہاد نفرمایا +
اور نہ خدا نے حکم دیا + جیسا اوتعالیٰ خود فرماتا ہے + کہ بمقابلہ سہ کفار کے دو ش
مومنان ثابت قدم + اور جب تعداد افواج طرفثانی معلوم نہو یا کسی حالت مین
واسطے جہاد کے چالیس آدمی سے کم ہونا جایز نہین + جیسا آنحضرت صلعم نے
کبھی کسی سریہ مین بھی چالیس آدمیون سے کم روانہ نہین فرمایا + اور ظاہر ہے
کہ خدا ایسے تکلیف مالایطاق کو روا رکھہ نہین سکتا ہے + کہ تنہا یا قلیل آدمیون سے
ساتھہ لاکھون آدمیون کے جنگ کرنا واجب کرے + جسکے فرار کو گناہ عظیم
قرار دیا ہے + حالانکہ خود فرماتا ہے + کہ نہین تکلیف دی مینے کسیکو مگر بقدر وسعت
اوسکے + اور پوشیدہ نہین کہ اوسوقت جناب امیر علیہ السلام کیطرف سوای
سترہ آدمیون کے اور کوئی نہین تہا + چنانچہ حسب روایت شیعہ آپ فرماتے تھے
کہ اگر چالیس آدمی بھی مجہپر جمع ہوسلے + تو مین جہاد کرتا + اس صورت مین
اگر آپ چالیس آدمی سے کم مین جہاد فرماتے + تو سراسر خلاف قیود جہاد
و خلاف شرع و خلاف بندگی متصور ہوتا + اور امر بخلاف بندگی خلیفہ برحق

اور ایسے صاحب دین سے + جسنے دنیا کو تین طلاق دی ہون + اور جسکی شان مین
آیۂ تطہیر نازل ہوئی ہو + ناروا و ناممکن + اور کیا نہین دیکھتے قصہ ہای انبیاء
سلف کو + کہ کفارون نے کیسے کیسے ظلم اوپر کئے ہین + مگر بزور قدرتی و اعجاز
کبہی پیش نہین آئے ہین + سوم مصلحت + پس واضح ہو کہ بحث مسئلہ جبر و اختیار سے
معلوم ہوا + کہ پروردگار عالم نے جس اصول پر انسان کو خلق فرمایا ہے +
اوسی اصول کے اندر اونسے معاملہ کرتا ہے + تاکہ خلاف اصول ہو کر + خلاف
مقصود خلقت + و خلاف عدل نہو + چنانچہ شرع اوسی اصول پر وارد ہے +
پس اگر انسان حسب معاملۂ اصولی بطوع و رغبت راہ خدا کو اختیار کر لیتا ہے
تو ہو المقصود + ورنہ او تعالی اوسی اصول کے اندر بحکمت کار فرما ہوا + اپنے
مطلب و مصالح صالحین کو فوت ہونے نہین دیتا + اور اسی کو مصلحت کہتے ہین +
اگرچہ پروردگار نے ہر کام مین اپنی جسقدر مصلحتین رکہی ہین + اون سب کا سمجہنا
عقل انسانی سے محال ہے + اور جسقدر بغور سمجہے جاتے ہین اونکی بہی گنجایش یہہ
رسالہ نہین رکہتا + مگر مصلحت ضروری الاظہار ظاہر کیجاتی ہے + واضح ہو کہ اگر
کل اہل دین (کہ اونمین ممکن ہے کہ بسبب موجودگی علت نفاق مومنین و منافقین
و سست اعتقاد تینون شامل ہون + جیسا بحث تشخیصات مین ظاہر ہوا +)
بعد آنحضرت صلعم بحالت رفع علت اول نفاق یعنی بحالت اختیار و بیخوفی
حکم خدا و رسول پر راضی ہو کر + بخوشی قلب خلافت ماموری جناب امیر علیہ السلام کو

قبول کرلیتے + اور بطرف علت ثانی نفاق یعنی طمع دنیا وی کے رجوع نہ لاتے تو ہو المقصود خدا + بلکہ اس صورت مین رضای خدا برنجوشی دل دنیا + وال ہوتا اوپر درست ہوجانے اعتقادون کے + اور ہرگاہ ایسا نکر سکے خلاف اسکے پیش آسے + تو بہی مطالب خدا فوت نہوا + کیونکہ اس حالت مین صورت تفرق مومنان ومنافقان + یعنی کامل الایمان وغیر کامل الایمان کے باختتام حجت پیدا ہوگئی + مگر اس صورت مین پروردگار کو ضرور ہوا کہ راہ حق کو واسطے مومنین وصالحین وقت آیندہ کے + ظاہر وصاف کرے وکرر کہے + لہذا اوسوقت قتال وجہاد کا قایم ہونا کسیطرح قرین مصلحت متصور نہین ہوتا + کیونکہ اول ظاہر ہے کہ اوسوقت کے ہنگامہ شیطانی مین + کل لوگ چہ نیک وچہ بد سبہے وبے سبہے خلاف ہوگئے تہے + تو درصورت قیام جنگ وقتال + غور کرنا وسمجہنا زیادہ تر اون لوگ کو مشکل ومحال ہوجاتا + اور اون مومنین کے لیے جو بغیر سمجہے بوجہے حالت اضطراب مین + شامل اجماع ہوگئے تھے + بہت ضرر متصور تہا + اور بسبب موقوفی جنگ ہر شخص کو سمجہہ بوجہہ کر اعتقاد حق کیطرف رجوع کرنے کا بخوبی موقع حاصل ہوا + دوسرے معلوم ہے کہ کل احادیث احکامی وتفاسیر خصوص اخبار فضایل ائمہ معصومین علیہم السلام کے (کہ اس فساد عظیم مین وہی اخبار رہبر راہ حق ہوئے ہین) کل اونہین لوگون کے ذہن وزبان پر متفرق تھے + تو درصورت قیام جنگ وجدال ضرور تہا + کہ لوگ زیادہ تر منحرف

اور عداوت سے پیدا کی ہوکر اون کی انبارات کو زیادہ تر مخفی وضایع و تغیر
و تبدیل کر ڈالتے + کرتے تھے کے سبب سے مومنین حال و گذشتہ کو + راہ حق کا دریافت
کرنا مشکل و محال ہوجاتا + اور ہوتی نہ جنگ و جہاد مین یہہ فائدہ ہوا + کہ وہ لوگ
مقصد اپنا پا کر زیادہ مدعی دین نہ ہوسئے + مگر بقدر نفع اپنے + اور اس عرصہ مین
کل احکام شرعیہ اور فضایل ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اور نصوص خلافت
حقہ وغیرہ بر و کد بیان ہوہوکر مشہور و شایع و درج کتب ہوتے گئے + جسکے
سبب مومنین حال و گذشتہ کو + صورت دریافت کرنی راہ حق کے ہاتھ آئے +
اور دین خدا بالکلیہ منہدم ہونے نپایا + مگر دعوای خلافت کہ واسطے قایم کرنے
حق خلافت کے ضرور تہا کسیوقت جناب امیر علیہ السلام نے نہ چھوڑا + جیسا کتب فریقین
مین موجود ہے + غرض کہ فِعۡلُ الۡحَکِیۡمِ لَایَخۡلُوۡ عَنِ الۡحِکۡمَۃِ ۵ + توہم
و وہم اگر خلافت خلفاء ثلثہ کی ناحق ہوتی + تو جناب امیر علیہ السلام کیون
اون سے بیعت کرتے + اور بصورت بیعت + چونکہ کوئی شخص آپکا ناحق تصور
ہو نہین سکتا + لہذا وہ بیعت حق و قابل بیعت ہے + نہ ناحق و قابل انکار +
و بیعت خوف و تقیہ شایان غالب علی کل غالب نہین + بلکہ تقیہ نوعی از
نفاق ہے + جو آپ پر قبیح متصور + پس جواب واضح ہو کہ بیعت کرنا جناب
امیر علیہ السلام کا خلفاء ثلثہ سے + بروایت صحیحہ اہل تشیع ثابت نہین + لیکن جو کچہ
شیعہ قبول و تسلیم کرتے ہین وہ بعد شش ماہ از وفات آنحضرت صلعم + یعنی پس از وفات

سیّدہ صلوات اللہ کے + کہ اوسوقت لوگ آپکو زیادہ تر ضعیف جاننے لگے تھے + اور قدر و منزلت
آپکی کمی تصور کرنے لگے تھے + بحالت جبر و زور بسیار + اور روایات اہلسنت بھی بالکلیہ اسکے
خالی نہین + چنانچہ انکار و تکرار و دعوای خلافت + اور بھی جبر و زور + مثل قصد احراق بیت
وغیرہ + روایات اہلسنت مین بھی وارد ہے + اور کتب تواریخ واحادیث مین اونکی موجود و مشہور +
مگر نسبت ایام بیعت کے روایات اہلسنت مختلف واقع ہین + بعض روایات سے بعد سہ روز اور بعض سے
بعد چہل روز + اور بعض سے بعد شش ماہ + پس از وفات جناب سیّدہ علیہا السلام کے ظاہر ہوتا ہے +
اور روضۃ الاحباب مین قول آخر اصح لکہا ہے + جو کچھہ ہو مگر دعوای خلافت و انکار و مکث
بیعت بہر حال ثابت ہے + لیکن وجوہ بیعت + پس اول وجہہ شرعی ظاہر ہے کہ بحالت جبر و زور +
ان تین امر سے مفر نہین + یا قتال و جہاد کرنا + یا بغیر جنگ بطور عبث جان دینا + یا بیعت کرنا +
مگر تردید توہم اول مین ثابت ہو چکا + کہ جہاد اوسوقت باعث عدم موجودگی شرائط
جہاد جایز نہ تہا + اور ارتکاب ناجایز ناروا + اور بطور عبث جان دینا (عقلاً اور
بہی بموجب حکم خدا کہ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّہْلُکَۃِ کہ نڈالو اپنی جانونکو
ہلاکت مین) ممنوع + اور ارتکاب ممنوع ناجایز + لہذا بیعت و تبعیت ظاہری جابران
حق متصور مجبور کے لئے + نہ واسطے جابر کے + اور اسیکو تقیہ کہتے ہین یعنی بحالت خوف
جان روحی و عارضی + و عدم موجودگی شرائط جہاد تبعیت ظاہری جابران کی اختیار کرلینا + جسطرح
آنحضرت صلعم نے بحالت خوف جان و عدم موجودگی حکم جہاد + کلمہ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْن + خلاف اصول عقیدہ رسالت
اپنے بحکم خدا فرمایا + و بعد ازان ہجرت مغلوبانہ یعنی بطور خفیہ اختیار کی + پس تقیہ بحالت موجودگی شروط

حق ہے + کیونکہ حق وہ امر ہے جو مطابق حکم خدا کے ہو + اور ناحق وہ امر ہے جو
مطابق حکم خدا کے نہو + پس تقیہ بمصداق آیہ مذکور مطابق حکم خدا + وحق متصور +
پس اہل تشیع بیعت کرنے کو جناب امیر علیہ السلام کے ناحق نہیں کہتے و سمجھتے ہین +
بلکہ انکار بیعت وبیعت کرنا دونون حق سمجھتے ہین + یعنی جبتک شروط تقیہ موجود نہوئے +
آپنے انکار فرمایا + پس وہ انکار بسبب رہنے خلافت ناحق کے حق تہا + اور جب شروط
تقیہ یعنی جبر وزور موجود ہو گئے + تو بیعت کرلی + پس یہہ بیعت بسبب حق ہونے تقیہ کے
حق + جیسے حرام چیز کا کہانا حرام وناحق ہے + مگر بحالت فاقہ سہ روزہ حلال وحق ہے
بلکہ بالعکس حرام وناحق ہے + لیکن یہہ علت تا عدم میسر رزق حلال کے جایز رہیگی
نہ ہمیشہ کے لئے + اس صورت مین بیعت ناحق سے شیعون کے یہہ مراد ہے + کہ جابرین کا
جناب امیر علیہ السلام سے بجبر بیعت لینا ناحق ہے + نہ آپکا بیعت کرنا + پس یہہ ہین مطلب
وس حدیث کے + کہ پہرتا ہے حق اوس طرف جس طرف علی پہرے + علیہ السلام + جیسے مولوی
عبدالعزیز دہلوی نے اپنے تحفہ اثنا عشریہ مین بہ طمطراق تمام + نسبت حقیت خلافت
خلفاء بسبب بیعت جناب امیر علیہ السلام استدلال کیا ہے + ورنہ ظاہر ہے کہ نقیض و
متضاد اقوال یعنی انکار واقبال دونون حق نہین ہوسکتے + اور تقیہ کو جو بموجب حکم خدا
ثابت ہے + نفاق قرار دینا + خالی از جہالت نہین + کیونکہ نفاق قایم رکہنا کفر کا ہے
قلبًا + اور تقیہ بالعکس قایم رکہنا ایمان خدا کا ہے قلبًا + مصرع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک + پس نفاق بسبب پوشیدہ رکہنے کفر کے بد نہین ہے + کیونکہ اخفاء

کار ہاے بدنسبت باظہار اولی متصور + عقلاً و نقلاً + بلکہ نفاق بسبب بدرہنے اوسکے اصل کے کہ کفر ہے بدہے + اور چونکہ اصل تقیہ کہ ایمان خدا ہے بد نہین لہذا تقیہ بد نہین ہو سکتا یعنی قایم رکہنا امر ناحق کا ہر طرح ناحق + اور قایم رکہنا امر حق کا ہر طرح حق + جس طرح آنحضرت صلعم نے کلمہ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ خلاف داب رسالت اپنی فرماکر + ایمان خدا کو قایم رکہنا چاہا + اور بعد ازان بہ ہجرت خفیہ قایم رکہا + صرف اسقدر ہے کہ اظہار کار ہاے نیک نسبت اخفا اوسکی بہتر ہی + بخیال اعتبار کرنے دوسرون کے + سو وہ بحالت مجبوری عیب نہین ہو سکتا + چنانچہ فتوح شام مین لکہا ہے کہ جنگ فارس مین ہرگاہ کچھہ اہل اسلام بادشاہ فارس کے یہان اسیر ہو گئے + تو ابو عبیدہ جراح امیر لشکر اسلام نے خالد بن ولید کو مع ہزار جوان بنظر سبیل رہائی اونکی روانہ کیا + جب یہہ لوگ قریب شہر شاہ کے پہونچے + تو ایک دیر کی راہب نے از روی کتب سابقہ فتح اسلام کی خبر دی کر کہا + کہ ہمکو ایک برارت نامہ لکہدو + کہ جب تمہاری فتح ہو تو کوئی ہمسے مزاحمت نکرے چنانچہ خالد بن ولید نے بعوض ہزار صلیب و ہزار زنار کے لکہدیا + اور چونکہ بادشاہ فارس نے کسی شاہ نصرانی سے مدد طلب کی تہی + لہذا یہہ لوگ بذریعہ اوس زنار و صلیب کے بشکل نصارا بنکر + باظہار مدد نصارا شہر شاہی مین داخل ہوے + جب دربار مین گئے تو لوگون نے کہا کہ حسب دستور بادشاہ کو سجدہ کرو + تب یہہ لوگ گہبراے + اور آپسمین مشورہ کیا + آخر راے اسی پر قرار پائی + کہ خدا فرماتا ہی کہ نہ ڈالو اپنی جانونکو ہلاکت مین اسلئے سجدہ کرنا اسوقت مین مضایقہ نہین چنانچہ سب نے سجدہ کیا + پس

اس حال سے ظاہر ہے کہ یہان تقیہ سے بہی زیادہ کیا گیا + کیونکہ اوسوقت مسلمانان خود برسر جہاد تہے + اور جملہ شروط وقیود جہاد موجود + اور بہی تقیہ شیعان مین اصلی از اصول دین کا مخفی رکہنا ہوتا ہے + زبانی + اور یہان کل اصول دین کا اخفاء و انکار ثابت + نہ صرف زبانی + بلکہ صدور فعل ناجایز سجدہ اوسیطرہ + اور بہی ظاہر ہے کہ اسوقت جو مسلمانان ہندوستان تبعیت آئین نصاراکی کررہے ہین + بیرون از تقیہ نہین + بلکہ بخوشی اوس آئین کے مطابق مقدمہ دایر کرنا و انصاف چاہنا + اور اونکی فیصلجات کو بخوشی اجرای کرانا + اور اوس سے نفع یاب ہونا + بیش از تقیہ متصور ہے + حالانکہ اسوقت دار ہجرت موجود ہے اور اوسوقت کوئی دار ہجرت بہی موجود نہ تہا + دوم مصلحت چون باظہار خدا ورسول + اور بہی بعلم امامت اپنی جناب امیر علیہ السلام کو معلوم تہا + کہ ایک وقت وایک زمانہ ایسا آنے والا ہے + کہ جسمین مخالفان و دشمنان کو آپکے ایسا فروغ و غلبہ حاصل ہوگا + کہ محبان و متابعان آپکے نام محبت و تبعیت سے آپکی واجب القتل تصور کئے جاینگے + تو اس صورت مین اگر آپ یہان بوجہ بیخوفی و غلبہ اپنی تقیہ نفرماتے + تو بہی سنت آپکے متابعان کے واسطے بہی قایم و مستند ہوکر اون لوگ کو بہی کسی حال مین تقیہ جایز نہوتا + تو اون لوگ کی جان بری کی کوئی صورت قایم نہوتی + اور سبکے سب مفت ہلاکت مین پڑجاتے + کیونکہ اون مین تو کوئی غالب علی الکل غالب متصور نہین + بلکہ قایم رہنا مذہب حقہ کا دشوار ہوجاتا

اسلئے ضرور تہا کہ جناب امیر علیہ السلام باوجود رہنے غالب علیٰ کلّ غالب سکے
بمصلحت قایم کرلنے سنت تقیہ اور ظاہر کرلنے تاویل کلام آلہی کے + تقیہ فرمایئن
جس طرح آنحضرت سلے بنا بر قایم کرسلنے سنت ہجرت خفیہ کے پوشیدہ ہجرت فرمائی
ورنہ ظاہر ہے کہ جو ایک چٹکی خاک سے سبکو اندہا بنائے اوسکو علانیہ نکل آنا کیا
مشکل تہا + پس اگر بیعت تقیہ شایان امام نہین تو ہجرت خفیہ بہی شایان پیغمبر نہین
ہوسکتی + اور اگر ہجرت خفیہ خلاف شان پیغمبر نہین تو بیعت تقیہ بہی خلاف شان امام
نہین ہوسکتی + جیسے ہجرت خفیہ کفار سے روا + ویسا ہی بیعت تقیہ منافقین سے
جایز + کیونکہ بیعت منافقین نسبت ہجرت بطرف کفار اولیٰ متصور ہے + اس صورتین
ہر اعتراض اہل سنت نسبت تقیہ جناب امیر علیہ السلام بیجا و ناروا متصور + تو ہم
سوم اگر خلافت غصب ہوتی تو جناب امیر علیہ السلام خلفاء کے ساتہہ اکثر
مشورہ مین کیون شریک رہتے + اور اکثر امور مین کیون اونکے معین و مددگار
ہوتے اور وقت محاصرۂ مکان خلیفۂ سوم + کیون پانی وغیرہ پہونچانے سے اونکی
اعانت کرتے + پس جواب ہر گاہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ مامور بامر اللہ تہے تو
لوگون کے قبول نکرنے سے موقوف ہو نہین سکتے + اور نہ کسی کے خلیفہ بننے سے
معطل ہان اطاعت کرنے و نہ کرنے کا لوگون کو اختیار تہا + پس اس حالت مین
جہان تک ممکن ہوسکے آپکو اپنا کام یعنی راہ خدا کو قایم و ظاہر رکہنا + اور جہان تک
امکان رہے + رفع فتورات و صورت قیام دین مین کوشش و پیروی کرنا ضرور تہا

اور ظاہر ہے کہ شراکت آپکی ایسی ہی کامون مین تہی نہ غیر انکی + مثلاً بہ تردید و تصفیہ
قضایاے خلاف + و بجوابات سوالات اہم سایلان + و بہ تسکین طالبان ثبوت سالت
وغیرہم + اور کار خلیفہ اصلا یہی ہے + آسصور تمین آپ درحقیقت کار متعلقہ اپنا انجام
دیتے تہے + جسکے لئے مامور تہے + نہ اونلوگ کے شریک و معین رہتے تہے + اور مدد کرنا
خلیفہ سوم کے وقت محاصرہ ساتہہ پہونچانے پانی وغیرہ کے + بہ تقاضای اخلاق
حمیدہ تہا + نہ بنظر محبت اور اخلاق ساتہہ دوست و دشمن دونون کے ہو سکتا ہے
چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین کہ مصرع بادوستان تلطف ، بادشمنان مدارا ؛
اور جیسے آنحضرت صلعم نے واسطے اولاد حاتم کے + چادر مبارک اپنی بچہادی + حالانکہ
وہ کافر تہے + چنانچہ یہہ رباعی اسی امر کی مصداق ہے رباعی شربت دیا قاتل کو
سنی ایسے تہے ؛ روشن ہے خدا پہ متقی جیسے تہے ؛ جو چاہتا ہی پوچہتی پہرے سب سے ؛
یارو تمہین اللہ علی کیسے تہے ؛ توہم چہارم اگر خلافت اجماعی ناحق تہی اور
جناب امیر علیہ السلام خلیفہ برحق و مامور خدا تہے + تو حین شورہ خلافت سوم کیون
خلافت قبول نفرمائی + اور پہی بعد خلیفہ سوم وقت رجوع اہل دین کیون اختیار
خلافت سے انکار فرماتے تہے + اور بغیر رضاے صحابہ کبار قبول و منظور نفرمائی +
پس جواب واضح ہو کہ خلافت ماموری نہ کسی کے قایم کرنے سے قایم ہو سکتی ہے
نہ کسی کے برطرف کرنے سے برطرف + ہان نفاذ و نفع خلافت ماموری بغیر حصول
اجماع کے ممکن نہین سو وہ نفع خود مسلمانون کی ذات کیلئے ہے + نہ ذات خدا

و خلیفہ کے لئے + اس صورت مین کوئی انکار آپکا بحیثیت خلافت ماموری سے کے
نہ تہا بلکہ بحیثیت خلافت اجماعی مقرر کردہ مسلمانان کے تہا + کہ مسلمانان اسی
حیثیت پر آپکو خلیفہ بنانا چاہتے تہے + نہ اعتقاد خلافت ماموری کیطرف رجوع کرکے +
پس وجہ انکار اول معلوم ہے کہ وقت شورہ خلافت سوم + عبد الرحمان بن
عوف امیر شورہ نے آپ سے کہا + کہ اگر حکم خدا و سنت رسولؐ و سیرت شیخین پر
قایم رہنے کا اقرار کرو تو ہم شامل تمہارے بیعت کرتے ہین + آپنے اختیار سیرت شیخین سے
انکار فرمایا + نہ خلافت سے + اگرچہ جواب جناب امیر علیہ السلام مین اہلسنت مختلف
ہین + مگر سوال عبد الرحمان بن عوف مین کسیکو کلام نہین + پس مدعای اہل حق سوال
ہی سے ثابت ہے + یعنی ظاہر ہے کہ اگر سیرت شیخین کے کل مطابق حکم خدا و سنت
رسولؐ کے ہوتی + تو قید علحدہ کی ضرورت نہ تہی + اور جب قید علحدہ پر تمسک کیا گیا +
تو اسی سے ظاہر ہے + کہ کل سیرت شیخین کی مطابق حکم خدا و سنت رسولؐ کے
نہ تہی + اور خلاف حکم خدا و سنت رسولؐ بدعت ہے + اور اختیار بدعت خلیفہ برحق سے
ممکن نہین + اور نہ تخلف قول و عہد + لہذا بیشک انکار آپکا بوجہ اسی قید
بیجا کے تہا + نہ دوسری وجہ سے + ورنہ قبل شورہ و بعد شورہ کسی وقت طلب
و دعوای خلافت منصوصی آپنے نہ چہوڑا + اور اگر یہی جواب جناب امیر علیہ السلام کا
فرض کرلیا جاے + کہ حتی الوسع انجام کرینگے جیسا اکثر اہلسنت کہتے ہین + تو یہہ
جواب بہی + کہ جسمین انجام کار او پر اعانت خدا کے رکہا گیا ہے کیا برا تہا

اوسکے سبب عبد الرحمان بن عوف نے (با وجود آگاہی از عصمت و صداقت وحقیت قول و فعل جناب امیر علیہ السلام) اونکو واسطے خلافت کے قبول نہین کیا + وہذا من الکفر کما لایخفی + اما وجہہ انکار دوم پس ظاہر ہے کہ خلافت ماموری کے سلئے ضرور ہے + کہ اطاعت حکم خلیفہ کے مثل اطاعتِ خدا و رسول بغیر چون وچرا کے لازم کی جاے + اور اعتقاد رکہا جاے کہ اوس سے خلاف حق صادر ہو نہین سکتا + مگر اوسوقت لوگ عادی خلافت اجماعی بمقرر کردہ اپنے کے ہو گئی تہی + خلیفہ کو مثل اپنے سمجہتے تہے + اور جو بات خلیفہ کی اچہی معلوم ہوتی تہی + اوسمین اطاعت کرتے تہے + اور جو اچھی معلوم نہین ہوتی تھی اوسمین اطاعت ضرور نہ جانتے تہے + بلکہ خلیفہ اونکی عقل و راے پر چلتے تہے + اس سبب سے اوسوقت انجام ایسے کار اہم خلافت کا بقاعدہ حق وصواب دشوار متصور تہا + لہذا آپ نے اول بنظر اختتام حجت و امتحان قلوب انکار فرمایا + اور بعد رجوع ہونے اکابر صحابہ کے کہ صلاح و فساد دونون ایسیمون سے صورت پذیر ہو سکتا ہے + اور پس از ضد مسلمانان (جب بحث اوپر اسکے آئی کہ سوا آپکے کوئی لیاقت خلافت کی نہین رکہتا) قبول کیا + اگرچہ یہہ خلافت بدرجۂ خلافت ماموری کے نہ تہی + یعنے کل مسلمانون کا اعتقاد مثل اعتقاد لایق خلیفہ ماموری کے نہ تہا + لیکن بوجہہ مصالح کثیر قبول فرمائی گئی تہی کہ بعض اوسمین سے یہہ ہین + اول بذریعہ خلافت کے بیان کرنے عقاید مذہب حقہ و قایم کرنی راہ صواب کا

موقع ملا + اور ظاہر کرنے تفسیر و تاویل ضروری اکثر آیات قرآنی کا محل حاصل ہوا +
دوم جو کچھ احادیث و اخبار فضایل جناب امیر علیہ السلام و ایمہ طاہرین علیہم السلام کے
بسبب برخلافی مسلمانان مخفی رہ گئی تہی + یا بہ خلاصگی بیان نہین ہوئی تہی + بعد
اس خلافت کے بہ خلاصگی تمام بیان اور مشہور ہو گئی + جسکے سبب مخالفین کو اوپر
افعال و اقوال آپکے اونگلی رکھنے کی جگہہ نہ رہی + اور مومنین کو صورت و دلیل
تفریق راہ حق کی ہاتھہ آئی + سوم سبب انحرافی معاویہ + جسکو غزل مین اکثر لوگ
معترض ہوتے ہین (بنیاد تفریق مذہب حق کی + اصل مقصود خدا متصور ہے
قایم ہو گئی + خصوص بعد حکم حکمین صلح معاویہ کی + کہ اوس وقت علاوہ متابعان
معاویہ کے متابعان جناب امیر علیہ السلام مین تین فرقے ہو گئے + بعضون نے
کہا کہ لا حکم الا اللہ یعنی سوای خدا کے کسی کا حکم نہین + اور یہہ فرقہ خارجی
کہلایا + اور یہہ فرقہ دونون کو برا کہتا و سمجھتا تہا + چنانچہ جناب امیر علیہ السلام نے
ساتھہ اس فرقے کے جنگ کی + اور بعضون نے حکم حکمین پر رضا دیکر کہا کہ ہمنے
ان دونون مرد کے کام کو خدا کے سپرد کیا + اور یہہ فرقہ مرجیہ کہلایا + مگر جو لوگ
جانتے تہے کہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ مامور بامر اللہ ہین نہ کسی کے مقرر کرنے سے مقرر
اور نہ کسی کے برطرف کرنے سے برطرف ہو سکتے ہین اونہون نے کہا کہ حکمین
نسبت تجویز خلافت اجماعی مقرر کردہ مسلمانان کے مقرر ہوئی تہی نہ نسبت تجویز
خلافت منصوصی و ماموری خدا کے + پس اگر خلافت اجماعی مقرر کردہ مسلمانان

بموجب حکم حکمین جناب امیر علیہ السلام کو نہین رہی تو خلافت منصوصی و ماموری خدا کہین جا نہین سکتی ہے + لہذا ہر حال مین سوائے جناب امیر علیہ السلام کے دوسرے کو خلیفہ جاننا روا نہین + اور یہی فرقہ شیعہ علی کہلایا + اور بعد ازان ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے رہا

چہارم مسلمانون نے جو حدیث اجماع کو حسب مطلب اپنے بنسبت اجماع خلافت کے تاویل کرکے تمسک کیا تہا + وہ اجماع اس خلافت مین بوجہ اجماع معاویہ غلط ہوکر اہل حق کو نسبت تردید خلافت اجماعی کے دلیل مستحکم ہاتھ آئی **پنجم** اس خلافت سے وہ قول بے ثبوت اکثر اہل خلاف کا + کہ خلافت باطنی و خلافت ظاہری دو چیز علحدہ علحدہ ہین + اور دو جگہہ ہونی چاہیئن + اور جناب امیر علیہ السلام نے خلافت ظاہری کو بسبب رہنے کار ذلیل و ادنی و متعلقہ خواہشات دنیا و ناقابل الاختیار خاصان کے خود ترک فرمایا + رد ہوگیا + کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ایسا ہوتا + تو جناب امیر علیہ السلام باین جلالت مرتبت و رکہنے صداقت و عصمت اور دینے تین طلاق دنیا کو + اسوقت بہی خلافت ظاہری نا قابل الاختیار کو ہرگز اختیار نفرماتے + اور جب اختیار فرمایا تو اسی سے ثابت ہوگیا کہ خلافت باطنی و ظاہری دو شی متضاد نہین اور نہ خلافت ظاہری کار دنیا و ذلیل ہے + اور نہ خلاف شان صاحبان باطن و خاصان الہی ہے + اور نہ جناب امیر علیہ السلام نے کسی وقت مین خود ترک فرمایا + مگر بعصیان اہل دین + جیسا ہر وقت دعوی کرنا جناب امیر علیہ السلام کا نسبت خلافت ظاہری اپنے خود کتب اہل سنت سے ثابت ہے + غرض کہ مقصود

خدا کسی حال مین نوبت نہین ہو سکتا۔ مگر ہم حیران ہین ایمان و انصاف پر
اہل خلاف کے۔ کہ یہان تو دنیا کو جناب امیر علیہ السلام سے اسقدر علاحدہ کرتے ہین
کہ خلافت ظاہری کو بہی (جو اصلی از اصول و باعث درستی و سلامتی دین ہے)
واسطے اونکے گوارا نہین کرتے۔ اور وہان جنگ جناب امیر علیہ السلام و عایشہ وغیرہ مین
جنگ و جدال دنیاوی و عداوت دنیاوی کو باہم جناب امیر علیہ السلام عایشہ وغیرہ کے
روا رکہتے ہین۔ جیسا مولوی عبد العزیز دہلوی نے اپنے تحفہ اثنا عشریہ مین لکہا ہے۔
اور بہی جس کام کو کار دنیا و ذلیل کہتے ہین۔ اوسی کے اختیار کرنے والون کو
صاحب دین و جلیل سمجہتے ہین۔ کہ یہہ تخبط و اختلال ہے یا تعصب و عناد کما لا یخفی۔
بلکہ شایان ایمان و انصاف کے یہہ سمجہنا ہے۔ کہ ہرگاہ عصمت و صداقت و حقیت جناب
امیر علیہ السلام کے ساتہہ بسیاری آیات و احادیث صحیحہ متفقہ سے ثابت ہے۔
تو ہر قول و فعل جناب امیر علیہ السلام کا مثل قول و فعل خدا و رسول صلعم کے مستند و صحیح
و صادق و مثل دین ہے۔ اور جو شخص اونسے مقابلہ کرے یا اونکے قول و فعل کو
رد کرے وہ بیشک سراسر ناحق و باطل ہے۔ و باللہ التوفیق۔

توہم پنجم

اگر خلافت ایمہ معصومین علیہم السلام کی منصوصی و ماموری خدا تہی۔ تو حضرت امام حسن
علیہ السلام نے با وجود قایم رہنے اوپر تخت خلافت کے۔ کیون خلع خلافت کرکے
معاویہ سے (جو باعتقاد شیعیان فاسق و فاجر بلکہ کافر تہا) صلح فرمائی۔

پس جواب واضح ہوکہ اول وجہہ شرعی معلوم ہے کہ بعد جناب امیر علیہ السلام کی جسوقت لوگون سے نے شامل حضرت امام حسن علیہ السلام کے بیعت کی تو اکثر لوگون نے کہا کہ بیعت کرتا ہون مین اوپر متابعت احکام قرآن اور جہاد با معاویہ کے جسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ اگر جہاد ساتھہ معاویہ کے مطابق حکم قرآن کے نہین ہے تو جایز نہین اور اگر مطابق حکم قرآن کے ہے تو قید علیحدہ کی حاجت نہین اس سے معلوم ہوا کہ اعتقاد اون سب کا ساتھہ آپ کے مثل اعتقاد لایق خلیفہ مامور کے نہ تہا کیونکہ خلیفہ مامور سے کوئی قید جایز نہین بلکہ وہ اکثر لوگ بنظر جنگ و جہاد لطمع ملک و مال شریک ہوئے تہے اور خدا و خلیفہ برحق کو اونہین لوگون سے کام ہے جو بلوث دنیا راہ حق اختیار کرین اور عہد جناب امیر علیہ السلام مین بخوبی تفریق اعتقاد حق و مذہب حقہ کے ہوچکی تہی اسلئے آپنے بنظر امتحان و تفریق مومنین اصلی کلمہ خلاف مقصود اونکی ظاہر کیا یعنی فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ معاویہ سے صلح کرون تاکہ جو لوگ اعتقاد نسبت خلافت ماموری کے رکہتے نہونگے وہ علیحدہ ہو جائینگے چنانچہ اس امتحان پر بہت لوگ خلاف ہوکر معاذ اللہ آپکو برا کہنے لگے اور اوپر قتل آپ کے مستعد ہوگئے بلکہ پاے مبارک پر زخم پہونچایا اور بساط مبارک چہین کر لے گئے اور قدرے قلیل صحیح الاعتقاد جو باقی رہ گئے اونکو بمقابلہ معاویہ قوت نہ تہی جو جہاد واجب ہوتا اور جب جہاد واجب نہین رہا تو صلح ضرور

وشرعاً جایز + چنانچہ باین وجہ ونیز بنظر عنید مصلحت دیگر کے جو بعد ازین ظاہر
کی جائیگی + انشاء اللہ تعالی + آپنے معاویہ سے صلح کرکے + خلافت اجماعی مقرر کردۂ
مسلمانان کو خلع فرمایا + نہ خلافت ماموری خدا کو + کہ وہ ہرگز خلع ہو نہین سکتی + اور اگر
قیود جہاد موجود (؟) سمجھے جائین تو بہی حسب مصلحت وقت صلح کرلینے مین کوئی مضایقہ
متصور نہین + کیونکہ ہرگاہ آنحضرت صلعم نے باوجود موجود رہنے شرایط جہاد کے حدیبیہ مین
بمصلحت وقت کفار سے صلح مغلوبانہ کرلی + تو فاسق و منافق سے کہ بظاہر اپنے کو دین
اسلام مین ظاہر کرتا تہا + صلح غالبانہ کرلینے مین کیا مضایقہ متصور ہو سکتا ہی + تو اس
صورت مین اس صلح کو ترک جہاد کہنا چاہیے + نہ خلع خلافت + پس یہ صلح ہر طرح
افضل و بہتر متصور ہے + صلح حدیبیہ سے + باین وجہ کسی طرح خلاف شرع تصور ہو نہیں سکتی
اور نہ اس رو سے معاویہ نیک سمجھا جا سکتا ہے + اور نہ خلافت ماموری مین
آپکے کوئی نقصان لاحق ہو سکتا ہے + **دوم** مصلحت پس پہلے ظاہر ہے کہ
مذہب حق قریب بعہد خلافت جناب امیر علیہ السلام کے تفرق ہوا تہا + اور جو
لوگ اس مذہب پر راسخ الاعتقاد تہے + وہ بہت قلیل تہے + پس اوس وقت
اون لوگ کو جہاد مین ضایع کرنا کسی طرح قرین مصلحت و مناسب تہا + کیونکہ
اونکے قایم رہنے مین اشتہار اعتقاد حق کا اور ترقی مذہب حقہ کی متصور تھی +
اور اونکے ضایع ہو جانے مین بالکلیہ ضایع ہو جانا مذہب حق کا اور یہی
ضایع ہو جانا اون کل اقوال جناب امیر علیہ السلام کا + جو بتائید مذہب

حق اونسے ظاہر کئے گئے تہے + اور بہی ضایع ہو جانا اون کل فضایل جناب امیر
والمہ علیہم السلام کا + جو بعہد خلافت جناب امیر علیہ السلام اونکی روبرو بخلاصگی بیان
وروایت ہوئی تہی + اور بہی ضایع ہو جانا اون کل کرامات ومعجزات جناب امیر
علیہ السلام کا + جو اونکے روبرو ظاہر ہوئی تہی + اور بہی ضایع ہو جانا اون کل مسایل
شرعیہ تاویلیہ وغیر تاویلیہ و دیگر اقوال جناب امیر علیہ السلام کا جو اون سے یا اونکے روبرو
بیان فرمائی گئی تہی + متصور تہا + دوسرے وہ صحیح الاعتقاد لوگ خلاف
اعتقادون وسست اعتقادون مین مخلوط تہے + اور بغیر تفریق کر لینے کی اوس
زمانہ شر و فساد واجب التقیہ مین + علانیہ استحکام کیا جانا اونکے اعتقادون کا
مناسب وممکن نہ تہا + اسلیئے ضرور ہوا کہ جہاد موقوف رکہا جاسے + تا معتقدین
اعتقاد حق بخوبی تفریق ہو جائیں + کیونکہ اس حالت مین لسبب نہین رہنے کوئی علت
نفاق کے اس طرف وہی لوگ رجوع لاینگے + جنکو سوای عقبی کے دوسری غرض
نہوگی + پس اون سے بیان احکام و وجوہ حقیقت مذہب حق مین کوئی مضایقہ
تصور نہو کر + بخوبی و بفراغت تمام صورت استحکام و ترقی وقیام اس مذہب
حق قریب الانعقاد کی (جس سے اصل مقصود خدا ہے) پیدا کی جایگی
جیسا کہ کئے گئے +

توہم ششم

اگر تقیہ درست و جایز ہے + اور جناب امیر علیہ السلام نے بمجبوری

باعث نہین حاصل ہونے قوت کے بیعت کی + تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے
باوجود نہ حصول قوت کے کیون بیعت یزید قبول نکر کے مفت جان دی اور
تقیہ نفرمایا + اگر بسبب فسق و فجور ظاہر یزید کے تہا تو اس صورت مین بیعت جناب
امیر علیہ السلام ساتہہ خلفائے اجماعی غیر فاسق و فاجر یعنی خلفاء ثلاثہ کے جایز + تو خلافت
اونکی ناجایز متصور ہو نہین سکتی + الجواب پس اول وجہ شرعی ظاہر ہے
کہ بیعت بہ تقیہ بحالت مجبوری و عدم موجودگی شرایط جہاد جایز ہے + اور بحالت
غیر مجبوری و قبل مجبوری و موجود رہنے شرایط جہاد کے انکار ضرور + لہذا جب
حضرت امام حسین علیہ السلام سے ابتداً خواہش بیعت کی گئی انکار فرمایا اور
جب دار الحکومت مدینہ مین بنظر حاصل کرنے بیعت کے طلب فرمائے گئے + تو
چالیس آدمی اپنے اقران سے کہ اوسوقت آپکے ساتہہ تہے اپنے شامل لیکر گئے +
تا بحالت جبر و زور جہاد جایز ہو اور بعد ازان اسی خیال سے کہ شاید
مجبور کئے جاوین + مدینہ منورہ کو چھوڑ کر مکہ معظمہ مین چلے گئے + لیکن وہان
کوفیون نے بہ اظہار اعتقاد و محبت راسخ + و بوعدۂ مدد و اعانت مستحکم آپکو طلب کرنا
اور جہاد پر آمادہ کرنا شروع کیا + مگر چونکہ بدعہدی و بداعتقادی اونکی ساتہ
جناب امیر علیہ السلام کے وہی ساتہہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے
ظاہر و ثابت ہو چکی تہی + جو حجت قوی تہی اوپر عدم اعتبار اونکے +
اس سبب سے آپ برابر انکار فرماتے رہے + یہان تک کہ دوانزدہ ہزار خطوط اونکے

جمع ہوگئے، اور الحاح و زاری اونکی حد کو پہونچی + تو بخیال اسکے کہ حجت
اونکی بحت خدا پر غالب ہوئی جاتی تہی + آپکو ضرور ہوا کہ قصد جہاد فرمائین
اسپر بھی آپ نے احتیاطاً حضرت مسلم کو روانہ فرمایا + کہ لوگون سے بیعت لیکر
تعداد و اعتقادون سے اونکے آگاہ کرین + تا حال قوت و ضعف کا یقیناً
دریافت مین آوے + چنانچہ حضرت مسلم نے جاکر لکہا کہ ستر ہزار یا چالیس ہزار
آدمی آمادہ جہاد بیعت مین درآئے + اوس وقت آپ آمادۂ جہاد ہوکر
اوسطرف روانہ ہوئے + اور علاوہ اسکے آپکے شامل بھی بہت مجاہدین
موافقت مین تہے + لیکن اثناء راہ مین حال دغابازی کوفیان آپکو معلوم ہوا +
اوسوقت چونکہ تلبساً آمادہ جہاد ہو چکے تھے + اسلئے بموجب سنت حدیث
جنگ احد کے کہ نہین کہولتے پیغمبران کمر جہاد پر باندہ کر + فسخ ارادۂ جہاد
کر نہ سکے + اور بہی واپس آنے کی فرصت آپکو دی نہ گئی + چنانچہ آپ
فرماتے تہے کہ یا مجہے واپس جانے دو + یا یزید کے پاس لیچلو + لیکن ان
دو باتون مین سے کوئی بات قبول نہ کی گئی + تو چونکہ ہمراہیان سے آپ کے
(باوجود روگردان ہو جانے بہت آدمیون کے باستماع حال دغابازی
کوفیان کے و دریافت خبر شہادت کے) تو بہی چالیس آدمی سے زیادہ
یعنی بہتر آدمی + آمادۂ جہاد و مشتاق شہادت آپ کے شامل رہ گئے +
اور علاوہ اسکے خود اقران سے آپ کے چالیس آدمی آپکے شامل

موجود تھے + کہ جسکے سبب شرائط جہاد بخوبی موجود و غیر زائل متصور + لہذا
آپ کو انکار بیعت و جہاد شرعاً ضرور ہوا + پس اس بیان سے ظاہر ہے
کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے صرف بسبب فسق و فجور علانیہ یزید کے
انکار بیعت و جہاد نہیں کیا + ورنہ اس صورت میں کل بادشاہان اسلام کے
ساتھ کہ کوئی خالی از معصیت نہ نکلیگا + جہاد جائز ہو جاسے اور مسئلہ جہاد میں
قید امام و اذن امام وغیرہ کی باقی نہیں ہے - بلکہ بسبب ہونے خلافت یزید ناحق
و موجود ہونے شرائط جہاد کے باعث عدم جواز تقیہ انکار بیعت و جہاد فرمایا +
اسلیئے ظاہر ہے کہ یہ ہلاکت داخل ہلاکت متصور ہو نہیں سکتی + کیونکہ ہلاکت
وہی ہے کہ موافق حکم خدا و غیر نفع ناحق جان دی جاسے یعنی خلافت
جہاد + و دیگر عبادت + پس واضح ہو کہ چونکہ افعال آل عبا مخصوص کی گئی تھی اور
امتحان کثیر + و قیام دین + و تفریق مومنین و منافقین + و دریافت و تصفیۂ راہ
حق و یقین ہونے سے اسی وجہ سے فضایل کثیر آپکے از روی آیات متواتر
و احادیث متکاثرہ ظاہر کی گئی + اور اظہار صداقت و عصمت میں انکی بحد
مبالغہ کیا گیا + جیسا کہ فرقہ اثنا عشریہ جو وہ اسپر اجماع رکھتے ہیں + کسی کو جاے
کلام نہیں + تا ہر قول و فعل انکا مثل حکم خدا و رسول مستند یقینی ہو کر
کسیکو از موافق و مخالف کسی قول و فعل پر انکے انگلی رکھنے کی جگہ نملی +
اور انکار انکے قول و فعل کا گویا انکار آیات خدا و احادیث رسول متصور ہو کر

انکار خدا و رسولؐ پر دال ہو یا بذریعہ جسکے راہ حق بخوبی قایم و ظاہر و صاف ہو کر حجت خدا صاف صاف بطریق قابل یقین ہر کس و ناکس پر تا بقیامت قایم رہی + اور اہل ایمان و یقین کو کسی طرح کی مشکل و دقت دریافت و تفریق راہ حق و صواب مین جس طرح کہ یقین کے لئے کافی ہو پیش نہ آوے چنانچہ اسی سبب سے محبت انکی عین ایمان اور عداوت انکی عین کفر و نفاق قرار دی گئی + اور چونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام خامس و آخر آل عبا تہے لہذا آپکے افعال پر راہ حق کی تفریق و صاف ہونے کا خاتمہ کیا گیا + یعنی راہ حق و یقین اون کل خس و خاشاک شبہات سے جو بسبب افعال و اقوال خلاف اہل اسلام کے + جو اصحاب رسولؐ و متبرک تصور کئے جاتے تہے + لاحق ہو گئی تہی + اور اون تمامی گرد و غبار شکوک سے بوجہ تقیہ و صلح ضروری و مصلحتے دو امام یعنی جناب امیر و امام حسن علیہم السلام کے ناشی ہو گئے تہے + بخوبی صاف و منجلی کر دی گئے + پس جسقدر مصلحتین آپکے شہادت مین رکہی گئی ہین دریافت کرنا اونکا وسعت انسانی سے باہر ہے + مگر جو ظاہر واس مقام پر ضروری الاظہار ہین بیان کیجاتی ہین و واضح ہو کہ چونکہ اکثر واقعات ضروری دین اسلام کے + جو بعد رسولؐ صلعم + باہم جناب امیر علیہ السلام و خلفاء اہل خلاف کے + پیش آئی تہی + مثل اصرار جناب امیر علیہ السلام کے بدعوای خلافت منصوصی اپنے + اور انکار بیعت و تبعیت خلفاء اجماعی کے + و ظلم و جور و جبر و زور و بغض و عداوت اکثر اہل دین کے نسبت خاندان رسالت و جناب

امیر علیہ السلام وغیرہ کے + بسبب واقف رہنے صرف بعض خاص اہل دین کے
اور نہین اشتہار ہونے بخاص وعام خلایق کے + اکثر اخفاء وانکار او نکا کیا گیا +
اور تاحال (باوجود وارد رہنے روایات متعدد ومتکثر کے) بذریعہ توہمات باطل
وتشکیکات لاطائل کے + اخفاء وانکار او نکا کیا جاتا ہے + جسکے سبب سے طالبان
راہِ حق وصواب کو دریافت وتفریق کرنے مین راہ اصلی دین کی البتہ شبہہ
پیش آسکتا ہے + اور عوام خلایق کے لئے + اختتام حجت خدا مین رخنہ پڑسکتا ہی +
باین وجہہ یہہ واقعہ یعنی واقعہ کربلا بسبب کثرت اشتہار بخاص وعام خلایق + ومزید
تواتر بہر مخالف وموافق کے + ایسا یقینی رکہا گیا + کہ کوئی واقعہ دین اسلام مین
اس سے زیادہ متواتر ومشتہر ویقینی نہین + اور کسیکو از موافقین ومخالفین نسبت
اس واقعہ کے + مجال انکار واخفاء ونکتہ چینی نہین + تاکہ جو دعوی اہل ایمان
ویقین کا بذریعہ اس واقعہ بدیہی ویقینی تر کے ثابت + اور جو توہمات
اہل خلاف کے بذریعہ اس واقعہ ثابت تر کی رد کیجائین + کل حتمی ویقینی ہون
اور کوئی شک وشبہہ اونکی ثبوت + یا انکی تردید مین باقی نرہکر + راہِ حق ویقین
واسطے عام خلایق کے بخوبی قایم وثابت ہوجاوے + اور جو خلاف کرے
حجت اوسپر ختم ہوکر + جرم وعصیان اوسکا بلا عذر ثابت ہوسکے + چنانچہ
اسی سبب سے اول اشتہار اس واقعہ کا + زبانِ معجز بیان پیغمبر صلعم سے کروایا گیا +
اور باوجود ثابت رہنے عصمت وصداقت امام حسین علیہ السلام کے + بآیات متعدد واحادیث

متنکر + علحدہ کر کے نسبت خاص اس واقعہ کی + حقیقت امام حسین علیہ السلام کی +
اور بدی اونکی قاتلین کی + بخوبی و بشرح و بسط تمام و بنام و نشان ظاہر کروائی گئی +
تاکسیکو حقیت مین جناب امام حسین علیہ السلام کے + اور بدی مین اونکی قاتلین کے +
جگہہ کلام کرنیکی باقی نرہے + اور اسی سبب سے اصرار جناب امام حسین علیہ السلام کا نسبت
خلافت منصوصی اپنے + اور انکار اونکا خلافت اجماعی یزید سے تا بدرجہ شہادت
مظلومانہ کے پہونچایا گیا + تاکہ اب کسیکو کوئی پہلو + اس اصرار و انکار کی اخفا یا انکا
کے لئے مل نسکے + اور اسی سبب سے تشہیر ہونا ناموس نبوت کا شہر بشہر + اور
لیجانا اونکا دربار عام یزید مین بہ آن ہیجو فی و بیباکی + قبول و گوارا کیا گیا + تاکہ
یہہ واقعۂ عظیمہ باعث رہنے ایک عجایب و غرایب فعل کے + ہر خاص و عام
خلایق و ہر اہل دین و ملت اور ہر ملک و دیار مین مشتہر ہو کر کسی کو مجال اخفاء
و انکار کی اس واقعۂ عظیمہ کی + (جو موخر ہے اوپر اثبات و تردید یقینی اکثر دعوائے
حق + و لتوہمات باطل اہل خلاف کی) باقی نرہے + اور وجود پر اس واقعہ کے
کل اہل دین کا اجتماع ہو جاے + تاکہ جو دلیل بنیاد پر اس واقعہ یقینی کی قایم کیجاے +
دلیل اجماعی و یقینی تصور ہو + اب چند دعوی اور چند توہمات جو بذریعہ اس واقعہ
یقینی تر کی ثابت و رد ہوتے ہین لکھی جاتی ہین + اول یہانتک پہونچکر دلیل اجماع (کہ جسپر
اہل سنت کو بجدی تمسک تہا وہی) بالکل رد و غلط ہو گئے + کیونکہ حضرت
امام حسین علیہ السلام پر کسی طرحکا اجماع واقع ہوا + نہ اہل حل و عقد و نہ غیر اہل

حل و عقد کا بخلاف یزید کے کہ اوسپر اہل حل و عقد و غیر اہل حل و عقد کل جمع تھے
اس صورت مین یا فعل جناب امام حسین علیہ السلام کا ناجایز + یا تمسک اجماع غلط +
مگر فعل امام بوجہ ثبوت صداقت و عصمت و حقیت اونکے ازروی لبسیاری آیات
و احادیث صحیحہ متفقہ متواتر بالاجماع ناجایز تصور ہو نہین سکتا + لہذا تمسک
اجماع بالکلیہ ناجایز و غلط و غیر صحیح + دوم یہان تک پہونچکر وہ دلیل جو بنسبت
جواز قتال جناب امیر علیہ السلام ساتہہ معاویہ کے (بوجہہ غلط ہوجانے دلیل اجماع
بسبب اجماع مقرر اہل دین کے بخلاف معاویہ) بذریعہ اس حدیث ساختہ کی
درست کی گئی تہی + کہ اِذَا یَتَخَلَّفِیْنَ فَاقْتُلُوا الْاٰخِرَ مِنْہُمَا یعنی جب بیعت کیجاے
ساتہہ دو خلیفہ کے + تو قتل کرو آخر کو اونمین سے + بالکل رد ہوگئی + کیونکہ حضرت
امام حسین علیہ السلام بہی مثل معاویہ صاحب بیعت آخر تہے + تو اس دلیل کے رو سے واجب القتل
و برسر ناحق ہوئی + اور قاتلین اونکے برسر حق + حالانکہ ازروی لبسیاری آیات
و احادیث متفق حقیت آپکی اور کفر قاتلین کا آپکے ثابت ہے + لہذا حدیث
و دلیل مذکور بالکل غلط متصور + اور جب یہہ حدیث و دلیل غلط ہوگئی +
تو تردید اجماع بہ سبب عدم اجماع بخلافت جناب امیر علیہ السلام جیسا کہ
بحث ماقبل مین ظاہر ہوا صحیح و ثابت + سوم یہان تک پہونچکر بالکلیہ غلط
ہوگیا + وہ بیان خلاف عقل لبعض اہل خلاف کا (جو بوجہہ ظہور افعال نادرست
و مغضوب دین از خلفاء مابعد یعنی مروانیہ و عباسیہ کہ بموجب اصول اونکے

خلیفہ ہوسلے گئے تہے + بغرض قایم رکہنے اصول خلافت ناحق کے کہا جاتا ہے +
کہ خلافت تا خلع خلافت حضرت امام حسن علیہ السلام ختم ہوگئی + بالکلیہ غلط ہوگیا + اور
بہی دفع ہوگئی + وہ کل شبہات جو بسبب خلعِ خلافت و صلح مصلحتاً حضرت امام
حسن علیہ السلام کے ناشی ہوسکتی تہی + کیونکہ اگر خلافت ختم ہوجاتی اور آگی نہوتی
تو حضرت امام حسین علیہ السلام + جنکی عصمت و صداقت وحقیت باتفاق ثابت ہے
بطور ناجایز بدعوی خلافت و امامت اپنے و بہ تردید خلافت یزید باین اصرار ہرگز
جہاد نفرماتے + پس اس روسے ظاہر ہے کہ بسبب صلح حضرت امام حسن علیہ السلام کی
نقص اصول ناقصہ اہل خلاف دور نہین ہوسکتا + اور بے شک ثابت ہوتا ہے
کہ صلح حضرت امام حسن علیہ السلام کی مثل صلح حدیبیہ مجبوراً بہ مصلحت وقت واقع
ہوئی تہی + نہ بخلع خلافت + جیسا ردتوہم ماقبل مین ظاہر ہوچکا + اور بہی ثابت
ہوتا ہے کہ جو حدیث موثر اختتام خلافت ظاہر کیجاتی ہے + وہ بیشک غلط
اور ساختہ ہے + چہارم یہان تک پہونچکر بخوبی ظاہر وعیان ہوگیا
نفاق دلی وافراط ہوا و ہوس دنیاوی کل اہل اسلام کا اور بغض اونکا ساتہہ
خاندان نبوت کے بسبب ظہور انتہاے ظلم وجور کربلا کے + کیونکہ ظاہر ہے
کہ کوئی رسم دنیا مین ایک بارگی با فراط قایم نہین ہوتی + بلکہ رفتہ رفتہ
بڑہتی ہے + پس یہہ ظلم مفرط و زاید از حد و شمار + بآن بیخوفی و بیباکی +
اوپر محبوب ترین رسول و عزیز ترین خدا کے بنیاد اول کو بخوبی ثابت

کرتا ہے + جیسا شیخ سعدی فرماتے ہین + کہ بنیاد ظلم در جہان اندک بود + ہر کہ آمد بران
مزید کرد + تا باین درجہ رسید + اور کبھی رفع ہوگیا وہ کل شبہہ + جو کہا جاتا ہے کہ
اصحاب رسول صلعم پر نہین ہو سکتے + کیونکہ اس قتال مین اکثر صحابہ و اولاد صحابہ کے
جنہون نے عہد آنحضرت صلعم کا دیکھا تھا + اور صحبت آپکی اوٹھائی تھی شامل تھے +
تو ظاہر ہے کہ جس طرح یہہ لوگ جہت ہو گئے + اوسیطرح اور لوگون کا بھی برا ہو جانا
امکان ہے + عجب نہین + اور اس سبب سے کسی اہل اسلام کا اعتماد و اعتبار باقی
نہین رہا + مگر جسکا اعتبار از روی قول خدا و رسول ثابت ہو + پنجشم یہانتک
پہونچکر بخوبی ثابت ہو گئی + خصوصیت خلافت و امامت کی خاندان نبوت مین +
کیونکہ ظاہر ہے کہ فوج یزید مین ہجوم کثیر تھا + اور آپکے جانب موجودگی شرط جہاد
بدرجہ اخیر + یعنی صرف بہتر آدمی تھے + جسمین کسی طرح امید فتح و جانبری کی
ثابت نہین ہو سکتی + اور راہ نجات کی بہ بیعت یزید کشادہ تہی + پس باوجود
اسکے باین اصرار عظیم جہاد فرمایا + کہ باوصف اون سب ظلم ہاے کثیر کے
جو معلوم و مشہور ہین + مع کل انصار و اقربا کے بذریعہ شہادت کے پہونچے +
اور ہتک ناموس طاہرہ کا گوارا کیا + لیکن بیعت یزید کو قبول نہین کیا + اور اپنی
دعوی سے روگردان نہین ہوئے + اس سبب سے کوئی شبہہ لوث دنیا کا اس جہاد مین
باقی نہین رہتا ہے + اور بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ یہہ جہاد سوای خوشنودی
خدا و اثبات حق کے + دوسرے امر کے لئے نہین کیا گیا + اسلئے کہ

کوئی شخص ایسی نا امیدی کے حالت مین سبیل نجات کو چہوڑکر اسقدر
جان ہاے عزیز تلف نہین کر سکتا + مگر واسطے کسی کار ضروری دین کے +
کہ وہ بجز اثبات حق خلافت خاندان نبوت سکے دوسرا مفید و معقول نہین
ہو سکتا + اور بہی اس خیال سے بخوبی ثابت ہو گیا وہ قول جناب امیر
علیہ السلام کا + کہ فرماتے تہے کہ اگر چالیس آدمی بہی مجہپر جمع ہوتے تو مین
جہاد کرتا + ششم یہانتک پہونچکر بالکل ناقص ہو گیا اصول خلافت ناحق کا
بسبب انتہای بدی یزید کے + جو بموجب اوسی اصول اجماع کی خلیفہ بنایا گیا تہا +
کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر یہہ اصول مقررہ یا مقصودہ یا پسندیدہ خدا و رسول ہوتا + تو اس
اصول کے رو سے ایسا بد شخص ہرگز خلیفہ نہو سکتا + اور جب ایسا بد شخص اس
اصول کے رو سے خلیفہ ہوا + تو اس سے ثابت ہے کہ یہہ اصول ہرگز مقررہ یا مقصودہ
یا پسندیدہ خدا و رسول صلعم نہین + ہفتم یہانتک پہونچکر بخوبی صاف و ظاہر ہو گئی
راہ حق واسطے اہل حق و یقین کے + اور بخوبی قایم ہو گیا مذہب حقہ + اور نہین
باقی رہا کوئی شک و شبہہ + اور رد و نظری ہو گئین + کل بحثین اور کل دلیلین
اثبات خلافت ہاے ناحق کی + کیونکہ خلافت کی دو ہی صورتین باجماع اہل اسلام
ثابت ہین + اجماعی و منصوصی + اور ظاہر ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کو
حسب اصول اہل خلاف کے خلافت اجماعی کسی طرح حاصل نہ تہی بلکہ وہ خلافت یزید کو
بدرجۂ اتم و اکمل حاصل تہی + اس صورت مین اگر صرف خلافت اجماعی کو حق تصور کیا جاے +

تو دعوای خلافت و جہاد امام حسین علیہ السلام کا بمقابلہ یزید کسی طرح حق و
جایز قرار نہین پاسکتا + حالانکہ حقیت و عصمت امام حسین علیہ السلام کی باتفاق
ثابت ہے + لہذا ضرور ہے کہ امام حسین علیہ السلام سے نے بدعواے خلافت
منصوصی جہاد فرمایا ہو + اور چونکہ خلافت منصوصی کا درمیان مین قایم ہونا
بعد خلافتہاے اجماعی کے بسبب انقطاع وحی آلہی ممکن نہین + اسلیئے ضرور ہے
کہ خلافت منصوصی ابتدا سے قایم ہو + اور جب خلافت منصوصی ابتدا سے
قایم ہوئی + تو خلافت منصوصی جناب امیر علیہ السلام کی کہ جسکا آپ برابر مطالبہ
اور دعوی فرماتے رہے + بخوبی ثابت - اور خلافت ہای اجماعی جسکا کوئی ثبوت
یقینی نہین ملتا ہے + بے شک ناحق و باطل + اور یہی ظاہر ہے کہ اگر
اصول اجماع و خلافت اجماعی حق و درست ہوتی + اور جناب امیر علیہ السلام
بخوشی تبعیت اوس خلافت کی اختیار کیئے ہوتے + تو جناب امام حسین علیہ السلام
باوجود رکھنے عصمت و صداقت کے خلاف اصول مقررۂ آلہی و خلاف فعل مستند
جناب امیر علیہ السلام کے ہرگز یزید سے جو بموجب اصول اجماع بخوبی خلیفہ
ہو چکا تہا + باین اصرار قتال و جہاد نفرماتے + اور ہرگاہ باین اصرار جہاد فرمایا
تو بسبب ثابت رہنے حقیت فعل امام حسین علیہ السلام کے بے شک اصول
اجماع و خلافت اجماعی ناحق و باطل ہے + کیونکہ ظاہر ہے کہ واقعات جناب
امام حسین علیہ السلام کے یعنی اصرار اونکا خلافت و امامت پر اپنے و انکار

خلافت وبیعت یزید سے باتفاق یقینی ہے + اور واقعات جناب امیر علیہ السلام کے
خود کتب اہل خلاف مین مختلف واقع ہوئے ہین + جو محل لیقین متصور +
اس صورت مین جو واقعات اوس وقت کے + اس واقعہ یقینی کے
موافق ہون + وہی ثبت تصور ہوسکتے ہین + نہ وہ جو خلاف اس واقعہ
یقینی کے ہون + اس روسے بخوبی ثابت ہے کہ بیشک دعوی کرنا جناب
امیر علیہ السلام کا نسبت خلافت منصوصی اپنے صحیح و درست ہے اور بیشک
خاموشی اونکی بوجہہ عدم موجودگی شرایط جہاد کے تہی + اور بیعت وتبعیت خلافت
اجماعی کے بسبب جبر وزور ومجبوری وتقیہ کے جیسا اوپر ظاہر ہوچکا ہے غرض
یہانتک پہونچکر رفع ہوگئی کل شبہات اون کل توہمات کے جنکو اہل خلاف
خلاف روایات موجودہ کتب اپنے بنظر اخفاء وانکار از فعل قبیح مقتدایان اپنے
بنا بر مغالطہ دہی عوام کے ظاہر کیا کرتے ہین کہ اگر خلفاء ثلاثہ جناب امیر
علیہ السلام پر کسیطرحکا جبر وزور وظلم وجور کئے ہوتے + تو جناب امیر علیہ السلام
باوجود رہنے غالب علی کل غالب ورکہنے زور اعجازیہ کے + اون بسبب جبر وزور
وظلم وجور پر کیون صبر کرتے + اور ننگ اپنی روا رکہتے + کیونکہ ظاہر ہے
کہ حسب عقاید شیعہ کل امامین علیہم السلام + لقرب مراتب و قوت اعجازیہ مین
مساوی ہین + کوئی فرق انمین نہین + گو بسبب ضرورت وعدم ضرورت کوئی امر
کسی سے ظہور مین آیا ہو + اور کسی سے نہ آیا ہو + اور باتفاق فریقین ظاہر ہے + بہت سے

کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے + اس معرکہ کربلا مین صبر عظیم فرمایا + یعنی بہوکہا
رکہا اہل دین نے اور بہوکہے رہے + اور پیاسا رکہا اہل دین نے اور پیاسے
رہے + یہان تک کہ اطفال [illegible] بہوک اور پیاس کے مارے تڑپا کئے
اور دیکہتے رہے + اور ایک ایک انصار اور ایک ایک اقران کو آپکے + اہل دین نے
ساتھ ہزار ہزار آدمیون سے کرکے شہید کیا اور گوارا فرمایا + حتیٰ کہ چہ مہینے کے بچے کو
بہی تڑپتا دیکہا اور صبر کیا + اور اگرچہ ننگ ناموس طاہرہ کا پیش نظر تہا باوجود
اسکے کہ کل انصار و کل اقران سے اپنے (کہ ایک ایک محبوب و معشوق سے بڑہ کر
عزیز تہا) درجہ شہادت مظلومانہ کو پہونچے + مگر عزازانسان کسی کی امداد و اعانت
قبول نفرمائی اور صبر کیا + اور جسوقت وہ گروہ ناپاک ناموس طاہرہ کو سر برہنہ کرکے
شترہای برہنہ پر لے چلا + اور قریہ بقریہ و شہر بشہر پہرایا + اور دربار عام یزیدیین لیگیا +
تو ایک امام یعنی امام زین العابدین علیہ السلام اونکی شامل تہے + اور دیکہتے رہے +
نہ اونہون نے کوئی زور اعجازیہ دکہلایا + اور نہ خدا نے اون لوگون کا ہاتہ خشک کیا +
اور اندہا بنایا + پس ہرگاہ ان دو امامان علیہم السلام سے (باوجود رکہنی قوت اعجازیہ
اور رہنے مقرب خدا کے) ایسے واقعہ عظیمہ پر صبر کرنا یقینا ثابت ہے + تو پہر صبر مین
جناب امیر علیہ السلام کے کیا کلام باقی رہتا ہی + بلکہ اس بیان سے بخوبی ثابت ہے
کہ جن امور پر ہم انسانون سے صبر نہین ہوسکتا ہے + اوسپر مقربان
درگاہ الٰہی (باوجود رکہنے زور قدرتی و اعجازی کے) بنظر قایم رکہنے

اصول مقررۂ خدا و برقرار رکہنے مصالح صالحین کی صبر فرماتے ہین + اور
زور قدرتی کا دکہلانا + برخلاف اصول مقررۂ خدا و قبیح جانتے ہین +
جس طرح سے خدا خود باوجود رہنے قاہر و قادر کے + اوپر شرک بت پرستی کے
کہ اوسکو کوئی فعل اس فعل سے زیادہ ترنا پسند نہین + صبر فرماتا ہے +
اور اسیطرح علی زور قدرتی سے پیش نہین آتا + جیسا بحث مسئلہ جبر و اختیار مین
معلوم ہوا + اور اسی جگہہ سے یہہ بہی ثابت ہے کہ اگر جناب امیر علیہ السلام اوسوقت
بہ تشدد پیش آتے + تو بسبب کم رہنے احباب و انصار کے + انکی بہی یہی
نوبت ہوتی جو جناب امام حسین علیہ السلام کی ہوئی + یعنی نوبت بجان آتی +
کیونکہ اہل دین امام حسین علیہ السلام کو (بسبب رہنے سبط اور جگر گوشہ
رسول صلعم کے افضل و اعلی سمجہتے تہے جناب امیر علیہ السلام سے + تو ہرگاہ
ساتہہ حسین کے یعنی زیادہ تر ین لیتے کے + اس طرح پیش آئے + تو شامل
جناب امیر علیہ السلام کے پیش آنا + کوئی تعجب کی بات نہ رہی + اور اب
ہرگز کوئی یہہ بات نہین کہہ سکتا کہ اگر جناب امیر علیہ السلام کسی بات مین
بہ تشدد پیش آتے + تو اہل دین بسبب عظمت و بزرگی اونکی کچہہ نہ بولتے + باقی رہا
شان جناب امام حسین علیہ السلام کے جان دینا + وہ اوسوقت بسبب عدم موجودگی شرائط جہاد
خلاف شرع اور نیز خلاف اون مصالح کے ہوتا جو رد تو ہم اول مین ظاہر ہو چکے +
نہیں ہیا تہا تاکہ سے پہونچکر صورت تفریق مومنین و منافقین + یعنی ایمان قلبی

وزبانی کی بخوبی قایم ہوگئی + کیونکہ ظاہر ہوچکا + کہ عہد پیغمبر صلعم مین بضرورت
چند مومنین و منافقین دونون کو اس دین مین جگہہ دی گئی تہی + اور ظاہر ہے
کہ خدا کو غرض اصلی مومنین سے ہے نہ منافقین سے + لہذا پروردگار کو بنا بر
عطاے نعمات بیخایات اپنے تفریق کرلینا مومنین کو منافقین سے + باین
صورت کہ مقصود و اصول مقررہ دین مین بہی کچہہ فرق آنے نپاے + (یعنی جسمین
صلاح عام فوت نہو) ضرور (تاکہ اون منافقین کو دعوای فسادی مومنین سے
باقی نرہے جو موجب تلف حقوق مومنین کا ہو + چنانچہ اسی نظر سے اوس دانای
برحق نے دل متعلق سلے ملک و مال عطا فرماکر دین و دنیا دونونکو سامہنے رکہا + اور دین
و ایمان اصلی کو ساتہہ محبت واجبی اہلبیت علیہم السلام کے جسمین کل اہل دین
متفق ہین کوئی مختلف نہین) متعلق کرکے اونکو دعویدار اوس ملک و مال کا قرار دیا
یعنی خلیفہ رسول صلعم بنایا + تاکہ جنکو ایمان قلبی حاصل ہوگا وہ بخیال وجوب خدا
اس محبت کے پابند ہوکر دین اصلی کو حاصل کرینگے + اور جنکو ایمان قلبی
حاصل نہوگا + وہ وجوب خدا کا کچہہ خیال نکرکے سب بے شک ملک و مال کی طرف
رجوع لائینگے + پس روگردان ہوجانا اونکا وجوب خدا سے حجت کامل ہوگا
اوپر عدم ایمان قلبیہ کے + چنانچہ اسی نظر سے پروردگار نے اکثر احکامات
دینیہ مین تاویلات باطلہ کا بہی راستہ رکہا ہے + تاکہ ایسا نہو کہ درصورت
نپانے ایسے تاویل کے یکبارگی دین سے علحدہ ہوجائین + جسکے سبب

مصالح عامہ مین بہی فرق آکر مقصود و اصول اصلی دین فوت ہو جاسے +
جیسا بعد آنحضرت صلعم بسیار سے اہل دین بذریعہ تاویلات بیہودہ راہ اصلی
دین کو چہوڑکر طرف ملک و مال دنیاوی کے متوجہ ہوگئے + مگر چونکہ اوسوقت بسبب
عدم نمایش علانیہ جناب امیر علیہ السلام کی مذہب حقہ کی تفریق بخوبی و حتمی طور پر
نہین ہوئی تہی + اسی سببسے جناب امیر علیہ السلام نے بعہد خلافت اپنی عزل معاویہ مین + خلاف
رای دیگر اصحاب جلدی فرمائی + تاکہ دین و دنیا دو طرف قایم ہوکر تفریق مذہب حقہ کی
بخوبی ہوجاے + جیسے کچہہ اوسوقت ہوئی + اور بعہد حکم حکمین صلح معاویہ کی بخوبی و حتمی طور پر
تفریق ہوگئی + پس یہہ ہین مصالح عزل و صلح معاویہ کی جسمین اکثر لوگ معترض ہوئے
اور ہوا کرتے ہین + مگر چونکہ اظہار محبت بہی بغیر حاصل ہونی محبت قلبی کے امکان +
لہذا آخری درجہ تفریق کا واقعہ کربلا پر خاتمہ کیا گیا + از روی ظاہر رو عدم ظہور اندوہ
و گریہ بمصیبت عظیمہ مذکور کے + بوجہ آنکہ ظہور اندوہ و بکا بغیر حصول ہونی محبت قلبیہ کے
غیر امکان ہے + پس ظاہر ہے کہ ظہور اندوہ و بکا بمصیبت مذکور و مثبت محبت قلبیہ
اہلبیت علیہم السلام متصور + اور محبت قلبیہ اہلبیت علیہم السلام کی باعث وجوب کے
مثبت ایمان قلبیہ کی + جیسا فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ محبت اہلبیت نہوگی
مگر مومن کو + اور عداوت اہلبیت نہوگی مگر منافق کو + اور ظاہر ہے کہ محبوب
صاحب ایمان کا وہی ہے جو محبوب خدا اور رسول ہو نہ دوسرا + اور جو شخص
محبوب کرے اوسکو جو یقیناً محبوب خدا و رسول ثابت نہو + خصوص بمقابلہ

محبوب خدا و رسول کے + علی الخصوص بترک وگذاشت محبوب خدا و رسول کے +
وہ ہرگز مومن متصور نہین ہوسکتا + کما لا یخفیٰ + وتمام یہانتک پہونچکر بخوبی ظاہر
وثابت ہوگئی معنی اس آیہ کے (جو شان مین آنحضرت صلعم کے نازل ہوی تھی +
یعنی وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ) بحق مومنین ودین متین کے + بسبب
کثرت صواب گریہ وبکا کے جو مصیبت عظیمہ مذکورہ پر کیجاتا ہے + اور یہی سبب
بخشایش محشر کے + جیسا اکثر روایات سے ثابت ہے +

توہم ہفتم

بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام نے (باوجود
حاصل رہنے خلافت وامامت منصوصی ومأموری وکثرت محبان ومعتقدان کے)
کیون ترک جہاد فرما کے خلافت کو فاسقان وفاجران پر چھوڑا + پس **جواب**
واضح ہو کہ ظاہر ہو چکا کہ دین کے لئے جہاد وقتال چندان ضرور نہین ہا ایمان
درست وہی ہے کہ جو بغیر جہاد وقتال کے یعنی بخوف وطمع کے حاصل ہو + تو
چونکہ بسبب واقعۂ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے + صورت
تفریق راہ حق ویقین کے بخوبی ظاہر وقایم ہوکر + یہہ واقعۂ عظیمہ حجت کامل ہوگیا +
اور بے اعتباری کل دعویداران محبت + وغیر دعویداران محبت کے + لہذا
آپ لوگ جایزاً ترک جہاد کرکے + تدبیر وکوشش قیام وترقی واستحکام
راہ حق مین + مصروف ہوئے + تاکہ احکام ضروریہ ولازمیۂ مذہب حق کے

بخوبی مبیّن و مرتّب ہو جائین + کہ اوسوقت کی مصلحت یہی متصور ہے +
کما لا یخفی +

بحثِ ہفتم رفع توہمات غیبتِ مین جناب صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی

اوّل اگر کہا جاے کہ حسب اصولِ مذہب شیعہ ضرور و واجب کیا گیا ہے + کہ کوئی حجتِ خدا
ہر وقت و ہر زمان مین موجود ہو اور کوئی زمانہ حجتِ خدا سے خالی نرہے + مگر اس زمانہ مین
وہ اصول صادق نہین آتا ہے + کیونکہ اس زمانہ مین کوئی حجتِ خدا خلق مین موجود نہین ہے
پس جواب واضح ہو کہ اس زمانہ مین بھی حسبِ اعتقادِ شیعہ دنیا حجتِ خدا سے خالی نہین بلکہ
صاحب الامر اس زمانہ کے + مطابق روایات شیعہ + وبعض روایات اہلسنت پیدا ہو کر
موجود ہین مگر غیبت مین دوم اگر کہا جاے امام کا غیبت مین رہنا + قبل نہین رہنے کے ہے +
کہ کوئی فائدہ متصور نہین نہ کسیکو کچھہ ہدایت ہوتی ہے + نہ کسی پر حجتِ خدا ختم ہوتی ہے
پس جواب ظاہر ہے کہ اس مادہ مین بموجب عقاید شیعہ + جو کچھہ خدا کو ضرور ہے +
اور جو کچھہ اوسپر واجب سمجھا گیا ہے + وہ لطف ہے پروردگار کا + یعنی کسی پیغمبر
یا نبی یا امام کو + کہ یہی حجت خدا متصور ہین واسطے ہدایت کی بھیجنا + و قایم رکھنا
بقاعدہ مناسب و جایز + جو واسطے ہدایت و اختتام حجت کے
ضرور و کافی ہو + نہ خواہ مخواہ اوس لطف کا قبول کروانا + بلکہ
بندگان مختار پیدا کیئے گئے ہین + اسباب پر + کہ اوس لطف کو
بخوشی اپنے قبول کرین + یا رد + قبول کرنے مین بھلائی اونکی ہے +

اور رد ... مین برائی اونکی جسکے جاننے کے لیے عقل عنایت فرمائی گئی ہے ... ظاہر ہے کہ بحالت رد اگر پروردگار اپنے لطف کو اوٹہالے تو کچہہ الزام اوسپر عاید نہین ہوتا کیونکہ وہ اپنے کار واجبی سے ادا ہو گیا + اگر قصور ہے تو بندگان محنت ... اپنے وجوب کے ہوئے + یعنی اوس لطف واجب القبول کو رد کیا + اور ... رد بہی فہمایش قبول نہ چہوڑی جائے + تو یہہ لطف مزید لقصور ہوگا + نہ ... ضروری جب یہہ معلوم کیا تو اب جاننا چاہیئے + کہ اول پروردگار نے پیغمبر آخرالزمان یعنی آنحضرت صلعم کو بہیجا + مگر اہل دنیا نے اس لطف کو رد کیا + اور اونکو ایذا پہونچائی + اور خدا نے صبر کیا + مگر بعض نے بعلت دلی علت قبول کیا + اور ایمان لائے + بعد ازان پروردگار نے امام اول یعنی جناب امیر علیہ السلام کو مامور کیا + مگر بسیاری اہل دین نے اس لطف کو رد کیا + اور اکثر متابعین و غیر متابعین نے خلاف کیا + اور ایذا پہونچائی + اور باوجودیکہ صلح کرکے خلافت ظاہری و جہاد سے دست بردار ہو گئے + اسپر بہی باز نرہکر ہزار مکر و زور سے شہید کیا + اور خدا نے صبر فرمایا + بعد ازان پروردگار نے امام سوم یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کو مامور کیا + مگر اہل دین نے اس لطف کو بہی ... کیا + یعنی خلافت مین اونکو قبول نہ کیا + بلکہ ساتہہ ہزار ظلم و جور کے شہید کیا + اور کسی نے دوست و دشمن سے مدد و اعانت نہ کی + بلکہ خود وہ لوگ جنہون نے ساتہہ ہزار ہزار اصرار کے واسطے خلافت

وجہاد کے طلب کیا تہا + اور ساتہہ ہزار تپاک کے محبت اپنی ظاہر کی تھی + بدعہدی اور دغابازی کے ساتہہ پیش آیے + اور خدا نے صبر کیا صبر عظیم + بعد ازان پروردگار نے دیگر اماموں علیہم السلام کو از چہارم تا یازدہم یکی بعد دیگرے مامور کیا + مگر اہل دین نے رد کیا ہر ایک کو + اور باوجود دیکہ اونہون نے بوجہہ ظاہر ہونے بیوفائی عظیم از جانب ہر موافق و مخالف نسبت حضرت امام حسین علیہ السلام کے و بلے اعتباری ہر دشمن و دوست کی یکقلم ترک جہاد فرمایا + اوسپر بہی باز نرہکر سبکو بظلم و جور شہید کرنے لگے + اور کسی نے مدد نکی + اور خدا نے صبر کیا + پس ظاہر ہے کہ او تعالی نے اپنے لطف و صبر کا انتہا کیا + بعد ازان پروردگار نے امام آخر دوازدہم کو مامور کیا + مگر مخالفین اونکی بہی تلاش و جستجو کرنے لگے + بنا بر نیست و نابود کردینے خاندان امامت کے جیسا اکثر تواریخون سے اہل سنت کے بہی ظاہر ہے + پس اگر بعد انتہای رد و ظلم بندگان + و انتہای لطف و صبر اپنے پروردگار نے اپنے لطف کو بنظر قایم و برقرار رکہنے حجت کے مخفی کر لیا نہ کہ بالکلیہ اوٹہالیا + تو خدا پر نسبت انجام کار واجبی اوسکے کیا الزام عاید ہو سکتا ہے + اور ہم بندگان کو کوی عذر و حجت پیش لانیکا کیا منہہ باقی ہے + سوم اگر کہا جاے کہ یہہ رد و تردید اس زمانے کے لوگون سے واقع نہین ہوئی + تو پہر اس زمانہ کے لوگون کی کیا خطا ہے + کہ جسکے سبب اس لطف سے محروم

رکہے جاتے ہین + پس جواب واضح ہو کہ لطف ظاہری اپنے کا اوٹہا لینا
نوعی از عتاب پروردگار متصور + اور ظاہر ہے کہ جس طرح لطف وصبر
پروردگار کا عظیم ہے اوسی طرح قہر وعتاب بہی اوسکا عظیم + اور جس طرح
انعام واکرام اوسکا عام ہے + اوسی طرح غصہ وغضب بہی اوسکا عام + چنانچہ
عادتاً وتجربتاً بہی دیکہا جاتا ہے + کہ جیسے ایک حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کی
تقصیر پر کل اولاد اونکی اس محنت ومشقت دنیاوی مین مبتلا کی گئی + اور
جس طرح ایک گروہ حضرت نوح کی ظلم پر کل عالم غرق طوفانِ قہر کردیا گیا
علی ہذا + تو ہر گاہ عادتِ پروردگار مثل لطف واکرام عام نسبت قہر وعتاب
عام کے ثابت ہوتی ہے + اور ظاہر ہے کہ ہر فعل اوسکا مستند تر ہی + چون وچرا کا
مقام نہین + تو اس صورت مین اس غیبت عام مین بہی کچہہ جای کلام نہین +
اگر کلام باقی بہی ہے تو عدل وظلم مین ایسے عتاب کے + تو اسکے لئے
اسیقدر معلوم کرنا کافی ہے + کہ گو وجوہ عدل ہمارے عقول ناقص سے
قایم ہوسکین یا نہ + مگر فعل خدا بیرون از عدل متصور نہین + کسلئے کہ ظلم
اوس سے ناممکن الوقوع + اور علاوہ اسکے ہوسکتا ہے کہ خطای آباداجداد کے
ثمرہ مین اولاد بہی شریک کیجای + بسبب دستورِ ناقص اصرار وتمسک دینِ
آبائی کے + اور یہ بہی ہوسکتا ہے کہ علم پروردگار مین اسوقت کی لوگ ہی قابل
اظہار اوس لطف کے نہون + اور اس صورت مین کسی کو از قائلینِ عدل

وعلم خدا + جای کلام نہین + بلکہ حال حسرت مال پر اپنے گریہ و زاری کا مقام ہے +
اور بہی ہو سکتا ہے کہ جو لوگ زمانہ مابعد کے افعال ظالمین متقدمین کو بد نہ سمجھین +
اور اوس سے تبرا کرین + وہ شریک اونکے تقصور ہون + اور جو لوگ اونکے
افعال کو بد سمجھین اور اوس سے تبرا کرین + اونکے نسبت پروردگار کوی
اور لطف فرمائے + یعنی بخشایش + جو حاصل ہر لطف و اکرام کا ہے + اور بہی
ہو سکتا ہے + کہ پروردگار کل گناہان اہل غیبت کی جو لطف واجبی پروردگار سے
محروم رہے + اور جنہپر حجت خدا ختم نہونے پائے + اون سب پر اور اون سب کے
پیروان پر بار کرے + جو اس غیبت کے باعث ہوئی + از اول تا آخر + تا بخوبی
چکہین مزا اپنے ظلم کثیر + اور پروردگار عالم کے قہر عظیم کا + کہ اس صورت مین
صورت اظہار صفت رحمانی و غفاری و صفت قہاری و جباری دونوں کی +
بوجہ اتم و اکمل قایم ہوئی جاتی ہے + جو خلق خلایق کا اصل مقصود ہے +
اور کوئی ظلم بھی متصور نہین ہوتا + کما لا یخفی + اور بہی مطلب اوس آیہ کی
بخوبی ظاہر ہوئے جاتے ہین + جو شان مین آن حضرت صلعم کے نازل ہوئی تھی +
یعنی آیۂ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین + بسبب قایم فرمانے صورت آسایش
و بخشایش اسقدر اہل غیبت کی + بنزول قہر و عتاب اور بر تلیل باعثان غیبت کے +
پس یہہ غیبت قہر عظیم متصور ہے + بنسبت اونکے جو باعث اس غیبت کی ہوئے +
اور نسبت اونکے پیروان اصلی کے + اور رحمت عظیم متصور ہے واسطے دیگر

خلایق سکے + اس صورت مین یہہ غیبت عتاب خاص قرار پاتی ہی + اور باعثان غیبت سکے نہ عتاب عام + الغرض اہل دین کو کہ یہان پر اہمل غرض و بحث او نسبت بسبب ظاہر وصاف رکہے جانے راہ حق کی کچہہ جای عذر و حجت باقی نہین ہے + باقی رہے غیر دین ایام غیبت + تو اونکے نسبت علمای ہمارے رضوان اللہ عنہم جو کچہہ رای قایم کی ہے + کافی ہے یہہ رسالہ اوسکی شرح کی گنجایش نہین رکہتا + لیکن ہم اسقدر کہہ سکتے ہین کہ چونکہ وحدانیت پروردگار صریحاً و بدیہاً عقلی ہے + اسلیے مشرکان کسی حالت مین معاف و معذور رہ نہین سکتے + باقی رہی جو ان سوا اونکو بوجہہ نہین پہونچنے وحی خاص کے بنظر اخذ احکام الٰہی کے متابعت دین پیغمبری از پیغمبران ضرور + وبعد ازان تجسس و تلاش دین پیغمبر زمان کی لازم + جو بدلایل مرجح اسوقت ہی ممکن ہے + پہر وہ اگر حتی الوسع بایمان والنصاف تجسس و تلاش کرین + و نپائین تو شاید معاف و معذور رہین + واللہ اعلم بالصواب +

بحث ہشتم ثبوت حقیت مذہب امامیہ مین

علاوہ دلایل مندرجہ بحث ہاے ماقبل کے ظاہر ہے + کہ چونکہ بعہد رسالت آنحضرت صلعم کے بوجہہ نافذ رہنے حکم جہاد مصلحتاً و ضرورتاً خوف و طمع دونون علت ہاے نفاق کے جمع ہوگئی تہین + جسکے سبب سے مومن و منافق و سست اعتقاد تینون قسم کے لوگون کا جمع ہونا + آپ کے دین مین ممکن متصور + جیسا کہ مبحث تشخیصات مین ظاہر ہوا + تو اس سبب سے ظاہر ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلعم کے

بحالت اختیار و بیخوفی علت طمع کیطرف رجوع کرنا + اور بغلبہ حرص و ہوا ے دنیاوی حکم خدا و رسولؐ کو سہل و آسان سمجھنا + اور بقدر حصول مقصود اپنے اوس سے روگردان ہوجانا + ایسے لوگون سے کچھہ جاے عجب نہین + چنانچہ خود آنحضرت صلعم نے بقرب زمانۂ وفات ساتھہ دیگر نصایح کے فرمایا تھا + کہ نہین خوف کرتا ہون مین تم لوگ سے ساتھہ شرک کے + مگر خوف کرتا ہون مین ساتھہ طمع و ہوا و حرص دنیاوی کے یعنی ساتھہ نفاق کے + جیسا کہ مدارج النبوت وغیرہ کتب اہل سنت مین بتفصیل درج ہے + پس جس بات کا خوف آنحضرت صلعم کو ہو ممکن نہین کہ وہ بات اونمین موجود نہو اور اونسے وقوع مین نہ آوے + کیونکہ یہہ خوف آپکا بی سبب و بغیر سمجھے بوجھے ہو نہین سکتا + اور یہی ظاہر ہے کہ اسقدر اختلافات کثیر جو دین مین پڑ گئے + کہ تہتر فرقے ہو گئے + اور اسقدر خرابی و تباہی ہاے بیشمار جو دین مین لاحق ہو گئین + کہ خلاف تاکیدات محبت باخود ہا کشت و خون عظیم آپس مین واقع ہوتا رہا (نہ صرف عہد جناب امیر علیہ السلام مین + بلکہ ہر زمانہ مین + تا عہد خلفاء عباسیہ کے) خالی از سبب و علت و غیر از بدخیالی و بدطینتی اہل دین کے نہین ہو سکتا + کیونکہ ظاہر ہے کہ یہہ سب اختلاف و خرابیان مقصود خدا و باختیار راہ مجوزہ و مقررۂ خدا و بہ قیام و تمسک طریق مقصودہ و محکومۂ خدا کے ممکن نہین + بلکہ ضرور ہے کہ پروردگار نے ان سب اختلافات و خرابی ہا عیر مقصود و غیر محمود کی انسداد

و دفعیہ کا کوئی راستہ رکہا ہو + نہ کہ کشتی دین کو اس طوفانِ بلا مین چہوڑا ہو +
مگر بسبب نہین اختیار کرلنے اہل دین کے اوس راہ کو + اور چہوڑ دینی ساحل
امن و امان کو + یہہ سب اختلافات و خرابیان پیش آئین + اور واقع ہوئین +
اس صورت مین حسب بنیادِ مذہب اہلسنت + افعال پر ایسے لوگون کے
اعتبار کرنا + اور اوسکو مستند جاننا + صریح بی عقلی اور نادانی ہے + اور ظاہر ہے
کہ وہ راہِ مقررہ و مقصودہ خدا + و واقع اختلافات و خرابی ہا غیر از راہِ بابِ علم
رسول + اور اون لوگ کے ہو نہین سکتی + جو کہ ہمیشہ ساتہہ قرآن کی کی ہین +
اور کبہی قرآن سے جدا ہو نہین سکتی + اور جو سفینۂ نوح ہین طوفان کفر
و نفاق مین + واسطے تمسک کرنے والون کے + اور وہ کہ تمسک جنکا باعثِ
ہدایت + اور موجبِ نجات از ضلالت ہے + اور وہ کہ پہرتا ہے حق ساتہہ
اونکے + جس طرف پہرین + اور وہ کہ پاک و طاہر ہین کل رجس سے + لایق و پاک
و طاہر ہو نیکے + اور وہ کہ محبت جنکی عین ایمان ہے + اور عداوت جنکی عین
نفاق ہے + یعنی راہِ اہلبیت رسول صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین کے +
پس ظاہر ہے کہ اگر کل اہلِ دین ایک ایسے صادق و معصوم + عالمِ علم لدنی +
حافظ شرع الٰہی کے + اطاعت و فرمانبرداری بصدقِ دل اختیار کرلے +
تو کوئی اختلاف و خرابی لاحق ہونے نہ سکتی + اور نہ کوئی مشقت و دشواری +
بہ تصحیح و تصدیقِ تفسیرات و احادیث کے پیش آتی + لہذا بجز اس راہ کے

کوئی راہ حق متصور نہین ہوسکتی + اور یہی ظاہر ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کے +
بطرف صاحبانِ اصولِ خلافتِ مختارِ شیعہ کے (یعنی جناب ایمہ معصومین علیہم السلام
کیطرف) کوئی علت نفاق کی باقی نہ رہی + نہ خوف + نہ طمع + یعنی نہ زورِ شمشیر جہاد +
نہ ملک و مال + تو اس صورت مین ظاہر ہے کہ کوئی شخص بغیبت طرف عقاید مذہبِ
شیعہ کے رجوع لاسکے اور توجہ کرسکے نہین سکتا + مگر وہ کہ جسکو حقیت اس مذہب کی
بخوبی تحقیق و یقین ہو + اور عقبیٰ سے بوجہ اتم ڈرتا اور دنیا کو محض ہیچ
سمجھتا ہو + بخلاف خلفاء اصولِ اہلسنت کے + کہ بطرف اونکے خوف و طمع
دونون علتین برابر موجود رہین + اور ہر خلیفہ تا زمانہ خلفاء بنی عباس + بنظر
حفظ خلافت اپنے + پاس اوس اصول کا کرتا رہا + لہذا ممکن ہے کہ لوگ + چہ عالم
و چہ جاہل + طرف عقاید اہل سنت کے + بخوف + خصوص بطمع + کہ عالمگیر ہے + راہ
حق سے آنکھین چہپا چہپا + اور تاویلات خلاف دل مین ٹہرا ٹہرا + رجوع لائے
اور متوجہ ہوئے ہون + بحکم آنکہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ + اور یہی
ظاہر ہے کہ مذہبِ اہل سنت مین بسبب جاری رہنے پیری و مریدی کے +
آج تک وہ طمع واسطے عالمون کے (جو اصلِ اصولِ مذہب ہین) قایم
و موجود ہے + جسکے سبب وہ لوگ باوجود سمجھنے حقیتِ مذہبِ حقہ کی + ترک پر
اپنے مذہب کے قادر نہین ہوسکتے + اور بفکر و خیال قایم رکھنے اپنے مذہب کے +
تاویلات بیہودہ اونکے سامنے آسکتے ہین + جیساکہ کسی شاعر نے کہا ہے +

کہ مصرع بروز طمع دیدہ ہوشمند کو* پس ظاہر ہے کہ ایمان و طریق ایسے
لوگون کا ہرگز لایق اعتبار ہو نہین سکتا + اور نہ تبعیت اونکی ایمان و طریق کے
قابلِ تسلیم و قبول ہے + مگر ایمان و طریق اون لوگون کا + جو اوس زمانہ شور
و فساد مین + علت ہاے نفاق سے رو گردان ہوکر (یعنی اس خوف کو جو
ہر وقت محمول بقتل تہا قبول کرکے + اور اوس طمع سے جسمین خلایق گرفتار تہی
دست بردار ہوکر) اوسوقت رجوع لائے + کہ جس طرف نہ خوف تہا نہ طمع تو البتہ
بغیر تحقیق بے انتہا + اور بلا خوف آخرت و عقبیٰ کے ہو نہین سکتا + اور بیشک
ایمان اونکا قابلِ اعتبار و تبعیت ہے + اب اہلسنت کہینگے کہ ہم بہی ائمہ
معصومین علیہم السلام کے معتقد ہین اور انسے منحرف نہین مگر یہہ قول بلا عمل
اونکا ہرگز قابل قبول نہین ہو سکتا + کیونکہ غرض اعتقاد سے اونکے طریق
و حکم پر چلنا ہے + نہ زبانی کہنا + اور ظاہر ہے کہ ہر چہار مجتہدان اونکی عین
عہدِ اماہین علیہم السلام مین + علحدہ اجتہاد کرلے گئے + اور نہ حاصل کرنا
اجازتِ اجتہاد کا ظاہر ہے + اور نہ تصدیق کروانا اپنے اجتہاد کا ثابت + بلکہ
کتب اہلسنت سے ظاہر ہے + کہ اکثر اجتہاد اونکے + خلاف اقوال اماہین علیہم السلام
کے ہین + اس صورت مین اہل سنت اپنے کو ہرگز معتقدین اماہین علیہم السلام مین
قرار دے نہین سکتے + اور علاوہ اسکے ظاہر ہے کہ ہفتاد و دو فرقہ ہای دین اسلام مین
از روی اختلافات اصل اصول کے دو مذہب ہین اہلسنت + و اہل تشیع +

اور باقی انہین دو مذہب کی شاعین + اور اختلافِ اصولی ان دو مذہبون ہین
یہی ہے + کہ اہلسنت خلافت کو اصول دین سے شمار نہین کرتے + اور نہ خلیفہ کو
منصوص و مامور بامر اللہ جانتے ہین + بلکہ کہتے ہین کہ امر خلافت مسلمانون کی رائے پر
چھوڑ اگیا تھا + اور اہل تشیع خلافت و امامت کو اصلی از اصول دین سمجھتے ہین +
اور خلیفہ کو منصوص و مامور بامر اللہ جانتے ہین + اور لغصبِ خلیفہ باجماع
خلاف حکم خدا تصور کرتے ہین + پس ان دو اعتقاد متضاد مین ضرور ہے +
کہ کوئی ایک ہی راست ہو + نہ دونون راست + نہ دونون ناراست + اس
صورت مین اگر بالفرض بروزِ قیامت اعتقاد اہل سنت کا حق و راست ٹھہرا +
تو بھی واسطے شیعون کے کوئی قباحت و ہرج لازم نہین آتا + کیونکہ شیعہ
منکر اصولِ دین اہل سنت کے نہین + و نہ بموجبِ اصول اونکے منکر امر خدا کے +
بیش ازین نیست + کہ اپنے امثالون کی آرای و افعال کو + اجتہاد اً بیجا
جانکر پسند و قبول نہین کرتے + اور ظاہر ہے کہ جو چیز عام کی رای پر چھوڑی
جاتی ہے + اوس مین ہر شخص کو کلام کرنے کا ایک حق حاصل ہوتا ہے +
لہذا کلام اہل تشیع خلافِ حق نہین + اور نہ بذریعہ اوسکے کفر و نفاق اونپر
عاید ہو سکتا ہے + بلکہ بوجہہ حاصل رہنے حقِ اجتہاد کے باموری غیر اصول +
کوئی خطا بھی اون پر لازم نہین آتی ہے + اور اگر کاش بروزِ قیامت مذہب
اہل تشیع راست و درست ٹھہرا + تو اہل سنت کا کیا حال ہوگا + کیونکہ اہلسنت

بموجب مذہب شیعہ منکر اونکے اصولِ دین سکے ہین + اور بہی منکر امر خدا کے + اور منکر اصولِ دین وامر خدا کا بیشک کافر ومنافق متصور + اور واگذاشت اصولِ دین مین + اجتہاد کو بہی دخل نہین + اور نہ عذر تقلید بمقبول + اسطور مین ثابت ہے کہ مذہب امامیہ + ہرحال مین بمقابلہ مذہب اہلسنت بہتر وخوب وقابلِ تسلیم و تبعیت ہے + وباللہ التوفیق +

بحث ۳ تردید ایمان وثبوتِ نفاقِ مذاہب خلاف مین +

واضح ہو اہل مذاہب از مذاہبِ اسلام + معتقد وقایل امامت جناب امیر وائمہ معصومین علیہم السلام کے نہین ہین + ایمان اونکا اوپر کسی اصل کے اصولِ دین سے درست ہو نہین سکتا + کیونکہ ظاہر ہے کہ ایمانِ اصلی موقوف ہے اوپر اقرار وتصدیقِ اصولِ دین + اور اونکے متعلقات کے + اور تصدیقِ کامل وقلبی + بغیر ثبوت یقینی کے محال + اور زبردستی تصدیق کرلینا کسی امر کو بغیر حصول ثبوت یقینی کے + تصدیق کامل ہو نہین سکتی + بلکہ ناجایز متصور + کیونکہ ایسی تصدیق عادی کرسکتی ہے نفس وذہن کو + اوپر تصدیق باطلات کے + اور ایسے ہی تصدیق کے عادی ہوجانے سے + ظن ویقین وحق وباطل مین تمیز باقی نہین رہتی + اور یقین کے لئے ثبوتِ عقلی بدیہی وحتمی + یا بیانِ صادق ومعصوم یقینی + وبدرجۂ آخر اتفاق واجماعِ امت + درکار ہے + جیسا کلامِ اول مین مقدمہ کے ظاہر ہوچکا + جیسے تصدیقِ وجودِ خدای ابا وقادر

ومختار کے لئے + معاینہ مخلوقات ومصنوعاتِ الٰہی واعجاز پیغمبران کا + اورتصدیق
رسالت وصفات لازمی پیغمبران کے لئے + (جسمین صدق وعصمت وعلم وعدل
داخل ہین) معاینہ اونکے معجزاتِ عجایب وغرایب کا + اورتصدیق معاد + و دیگر
معتقدات ایمان کے لئے + بیان پیغمبرانِ صادق ومعصوم یقینی کا + اورتصدیق
نقول واخبار دینی کے لئے + (بصورت نرہنے کسی صادق ومعصوم یقینی کے)
اجماع امت کا + جب یہہ معلوم کیا + تواب جاننا چاہیئے کہ تحصیل ایمان کی
دو صورتین متصور ہین + تقلیدی وتفہیمی + مگر ایمان تقلیدی بغیر تقلیدِ صادق
ومعصوم یقینی کے + تصدیق کے لئے کافی ہو نہین سکتا + اور نہ مقلد بصورت
اختیار تقلید ناجایز کے معاف ومعذور ہوسکتا ہے + کیونکہ مقلد کے لئے اتنا
دیکھہ لینا بہر نوع ضرور ولازم ہے + کہ جسکی تقلید کرنا چاہتا ہے + اوسکی تقلید
جایز ہے یا نہین + پس چونکہ اصولِ دین متعلق بایمان ہین + اور ایمان متعلق
بہ تصدیق + اور تصدیق متعلق بہ یقین + لہذا اصول مین اوسی کی تقلید
جایز متصور ہے + کہ جسکا بیان حتماً قابل یقین ہو + توچونکہ ظاہر ہی کہ غیر از
صادق ومعصوم یقینی کے + کسی کا بیان حتماً قابلِ یقین ہو نہین سکتا + لہذا
اصول مین غیر از صادق ومعصوم یقینی کے دوسرے کی تقلید کسی طرح جایز
متصور نہین + اس صورت مین ظاہر ہے کہ تصدیقِ قول وفعلِ تمام صحابہ
(جنکی صدق وعصمت باتفاقِ امت ثابت نہین) اصول مین کیونکر جایز

ہوسکتی ہے + بلکہ بسبب موجود رہنے علتِ نفاق و دشوارِ تشخیصِ صلاح وتقوی اصلی کے حسبِ بیانِ مبحثِ تشخیصات + وثابت رہنے غیر صالحی اونکے (مثل غیر صالحی اصحاب دیگر پیغمبران کے بطور قابلِ یقین + یعنی بسبب شراکت اکثر صحابہ و اولاد صحابہ + بجنگ جمل + وصفین + ونہروان + وبواقعہ عظیمہ کربلا وغیرہ کے جسمین اکثر فعل باتفاق امت فعل کفر ونفاق ہے + جیسا بحث ششم مین مبحث ہذا کے ظاہر ہوا +) تقلید اصولی اونکی یقیناً وحتماً ناجایز + وغیر قابل اعتماد + بلکہ فروع مین بہی غور وتحقیقات درکار + باقی رہا پیش کرنا حدیث الصحابی کالنجوم کا + تو (علاوہ تردیدات علمای شیعہ) چونکہ حدیث مذکور متفق نہین + ونہ مذہب اہلسنت مین متواتر + بلکہ متحمل باغراض راویان اول + ومنافی بیان یقینی ماقبل + اور بہی معنی لفظ اصحاب غیر فیصل + جیساکہ بحث ششم مبحث تشخیصات مین ظاہر ہوچکا + لہذا واسطے قایم کرلنے اصول ایمان کے ایسی حدیث پر عمل کرنا + ہرگز جایز متصور ہو نہین سکتا + اس صورت مین بخوبی ظاہر وثابت ہے کہ تقلید عام صحابہ اصول مین بنابر تصدیقِ یقینی کسی طرح کافی نہین + لہذا اسیطرح تقلید اصولی امام اربعۂ اہل سنت بہی (کہ تحقیقات اونکی مبنی اوپر ایسی ہی بیان ونقل ونا معتبر اپنے تہے) زیادہ غیر کافی + بجز تقلید جناب امیر وائمہ معصوم علیہم السلام کے + جنکا صدق وعصمت واعجاز وکرامت باتفاق امت ثابت ہے + تو چونکہ بنا وجملہ مذاہب خلاف کے + اوپر اونہین تقلیدات ناجایز غیر قابل

یقین کے ہے + لہذا بخوبی ثابت ہوا کہ ایمانِ تقلیدی کل مذاہب خلافت کا +
ناجایز و نادرست + چنانچہ اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے + کہ حق ساتھ
علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ حق کے + اگر دیکہو تم کل خلق کو ایک راستہ پر اور علیؑ کو
دوسرے راستہ پر + تو جاؤ تم ساتھ علیؑ کے + باقی رہا ایمان تفہیمی تو اوسکی لئے
ثبوتِ عقلی یقینی لازم ہے + اور بنا بر یقینِ اخبارات استدلالیہ ثبوت مذکور کے +
بیان صادق و معصوم یقینی کا + یا اجماع امت ضرور + تو چونکہ مباحثاتِ ما قبل مین
ثابت ہو چکا کہ ماموری منجانب خدا کے لئے + سوائے ظہورِ معجزات باجتماع
صفات کے کوئی دوسرا ثبوت حتمی و قابل یقین نہین + اس صورت مین اگر غور کیا جائے
تو اسوقت باتفاق و اجماع جمیع امت ثابت ہے + کہ جناب امیر و ائمہ معصومین
علیہم السلام + معجزات رکہتے تہے + و بجمیع صفات حمیدہ بالعموم + و بصفات
علم و عدل و صدق و عصمت بالخصوص موصوف تہے + اور کوئی دوسرا دعویدار
خلافت + اوسوقت ایسا نہ تہا + کہ جسمین ان سب صفات ضروری کا اجتماع
قابل یقین ثابت ہو + تو اس صورت مین ظاہر ہے کہ رد کرنا ایسے ثبوتِ حتمی
و یقینی کا + نسبت تصدیق امامت اونکے + اور تصدیق کر لینا اون لوگ کے
خلافت و امامت کو + جنکے لئے کوئی ثبوتِ یقینی (بجز تقلید رای اون اصحاب کے
جنکے صفات اوپر ظاہر ہو چکے) موجود نہین + گویا قلب و ذہن کو اپنی + یقینیات
کیطرف سے پہیر کر + ظنیات کیطرف رجوع کرنا ہے + اور بصورت رجوع ہو جانے

قلب و ذہن کے بطرف ظنیاتِ مذکور ضرور ہے + کہ بعادت و نظیر اوسکی + یقینیات متعلقہ ہر ایک اصول کے + اونکی نظرون مین معدوم و کالعدم ہوکر + ظنیات اونکے مقام پر قایم و قبول ہوجائین + تو چونکہ تصدیقِ ظنی تصدیقِ کامل نہین ہوسکتی + بلکہ تصدیق فرضی یا تسلیمی یا تعصبی متصور ہے + اور ظاہر ہے کہ تصدیقِ فرضی یا تسلیمی یا تعصبی بنا بر حصولِ ایمان اصلی کے غیر کافی + لہذا بیشک ایمان ایسے لوگون کا جو تصدیق امامت جناب امیر و ایمہ معصومین علیہم السلام کا نہین کرلتے ہین + نسبت کسی اصل کے اصول دین سے درست نہین ہوسکتا + یعنی ظاہر ہے کہ ہر گاہ بنا بر تصدیقِ ماموری پیغمبران منجانب خدا کے + سوای ظہور معجزات و اجتماع صفات اونکے کوئی دوسرا ثبوت نہین + اور وجود ایسے ثبوت کا جناب امیر و ایمہ معصومین علیہم السلام مین + بذریعہ آیات وافرہ و احادیث متکاثرہ باتفاق و اجتماع جمیع امت ثابت + تو اسصورت مین ظاہر ہے کہ بصورت رد کرنے اس ثبوت کے + یا انکار کرنے اس ثبوت سے + نسبت امامت جناب امیر و ایمہ معصومین علیہم السلام کے + ضرور ہے کہ اون رد کرنے والون کے نزدیک + یہہ ثبوت واسطے ماموری امام منجانب خدا کے کافی متصور نہو + لہذا ضرور ہے کہ نزدیک اونکے یہی ثبوت + بنا بر ماموری پیغمبر زیادہ تر کافی نہو + تو چونکہ یہ ثبوت ماموری پیغمبر + ہر شخص کے پاس وحی نہین آئی + و نہ کوئی دوسرا ثبوت موجود + بلکہ نسبت تصدیق امامت

بعض آیات واحادیث کنائی وایمائی مدد بہی دے سکتی ہین + اور نسبت
تصدیق رسالت کے کوئی دوسرا مددگار بہی نہین + اسصورتمین ضرور ہے
کہ جولوگ اس ثبوت کو نسبت تصدیق امامت جناب امیر وائمہ معصومین
علیہم السلام کے رد کرین + یا اوس سے منکر ہون + وہ تصدیق رسالت مین
آنحضرت صلعم کے بہی بسبب رد ہوجانے ثبوت کافی کے + اور نہین موجود رہنے
کسی دوسرے ثبوت کے + باطناً مذبذب ومتزلزل ہون + تو ضرور ہے کہ جو کچہ
رسول صلعم لائے یا اونہون نے بیان فرمایا + اون سب کی تصدیق مین مذبذب
ومتزلزل ہون + اور جب اون سب کی تصدیق مین مذبذب ومتزلزل ہوئے
تو ظاہر ہے کہ ایمان اونکا کسی اصل کی نسبت اصول دین سے کامل نہین رہا +
اور اگر تصدیق رسالت مین آنحضرت صلعم کے مذبذب ومتزلزل نہین + تو چونکہ
تصدیق رسالت کے لیئے سوائے ثبوت مذکورہ بالا کے کوئی دوسرا ثبوت نہین +
لہذا ضرور ہے کہ اوس ثبوت کو نسبت ماموری رسولؐ منجانب خدا کی کافی
سمجہتے ہون + تو ضرور ہے کہ اوسی ثبوت کو نسبت ماموری امام منجانب خدا کے
زیادہ تر کافی سمجہتے ہون + مگر باغراض وتعصب تصدیق نکرتے ہون + تو اس
صورت مین بہی ظاہر ہے کہ تصدیق نکرنا امر مقررہ خدا ورسولؐ کا + باغراض
وتعصب بسبب ثبوت انکار امر خدا ورسولؐ کے + کل اصول کے ایمان کو باطل
کرتا ہے + اور بہی ظاہر ہے کہ ہرگاہ پروردگار بجمیع صفات کمال موصوف ہے +

تو ضرور ہے کہ کوئی فعل یا ترک فعل اوسکا منافی صفتے از صفات نہو + مگر مباحثات ثبوتِ خلافت مین ثابت ہو چکا + کہ بنظر قایم رہنے ثبوت یقینی رسالت کے + (کہ اختیار دین و ایمان موقوف اوپر اوسکے ہے) اور بنا بر تصفیۂ اختلافات و دریافتِ احکام اخبارِ صحیحہ دین کے + بعد از پیغمبر قایم رہنا کسی ایسے خلیفہ کا ضرور ہے + کہ جو معجزات پیغمبر رکھتا ہو + اور جملہ صفات پیغمبر مین بالعموم + اور علم و عدل و صدق و عصمت مین بالخصوص موصوف ہو + تو ظاہر ہے کہ بصورت نرکہے جانے ایسے خلیفہ کے ترکِ لازم و نفیِ اکثر صفات کا اوپر خدا کے لازم آتا ہے + جو اوسپر محال و غیر امکان + تو اس صورت مین (یعنی بصورت عدم تسلیم موجودگی خلیفہ موصوف) ان دو صورتون سے یا ترک لازم و نفیِ صفات خدا پر محال سمجھ کر + کل دین کو فریبی و تاویلًا تصور کیا جاسے + یا خدا کے لئے لزومِ صفات ضرور رہنا چاہئے + پس بصورت اول ایمان اہل دین بالکل غایب + و غیر دینون کا اوس دین کو اختیار نہ یا خیال و تقلیدِ ناجایز تصور کو + یا بہ نفاق + یا محال + اور بصورت ثانی چونکہ تشخیص و تعین ذاتِ معبود کا + بسبب ظاہر نرہنے بدیہات مین منحصر و موقوف و متعلق ہے ساتھ تشخیص و تعینِ صفاتِ لازمی اوسکے + جیسا بحثِ اول مین ظاہر ہو چکا + تو جب صفات اوسکے لئے لازم نرہی + تو تشخیص و تعین ذات بہی بالکلیہ محال ہو کر + بنیاد دین بالکل منہدم

وجود ایمان بالکل معدوم وکالعدم ہوگیا + اس صورت مین بخوبی ثابت ہوا کہ جو مذہب معتقد وقایل امامت جناب امیر و ائمہ معصومین علیہم السلام کا نہین + اوسکو کسی اہل کے نسبت اصول دین سے ایمان کامل حاصل ہو نہین سکتا + اور جب ایمان کامل حاصل نہین ہوا + تو اظہار ایمان خالی از نفاق نہین چنانچہ اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے + کہ جو مرا نہین پہچانا اپنے امام زمانکو پس مرا وہ او پر موت جاہلیت کے + اور اسی نظر سے اوتعالی نے محبت اہلبیت علیہم السلام کی واجب فرمائی ہے + اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ محبت اہلبیت کی عین ایمان ہے + اور عداوت اہلبیت کی عین کفر ونفاق + اور فرمایا ہے کہ مثل اہلبیت میرے کے مثل ہے کشتی نوح کے + جو سوار ہوا اوسنے نجات پائی + اور جسنے تخلف کیا وہ ہلاک ہوا + وباللہ التوفیق +

بحث دہم بہ ثبوت عدم جواز مذہب اہلسنت و تجویز حقیقت اولیای معتقدہ اہل سنت

واضح ہو کہ اہل سنت نے تمسک کیا ہے وجود مین اولیاؤن کے + اور اونکی نسبت سلسلہا گشتہ ظاہر کرتے ہین کہ ہر سلسلہ بواسطہ امامین یا بواسطہ امامین علیہم السلام کے جناب امیر علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے + اور بعد ازان آنحضرت صلعم پر + اور بہی اونکے نسبت انواع کشف وکرامات درج کتب کرتے گئے ہین + کہ جسکے سبب اپنی مذہب پر فخر کرتے ہین فخر عظیم + پس واضح ہو کہ بصورت صحت وجود

انکی بھی + اعتقاد نسبت انکے بموجب دین متین وشرع مبین جایز وروا نہین ہوسکتا + اور معتقدین انکے بیشک عاصی وخاطی متصور ہین + کیونکہ تعین انکا اور انکے سلسلون کا نہ ازروی کلام خدا ظاہر + ونہ ازروی قول رسول ثابت + جو کچھہ تحریر وتقریر اہلسنت سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہہ ہے + کہ یہہ لوگ اسرار دین خدا ہین + از جانب رسول بواسطۂ یکے از ایمہ معصومین علیہم السلام کے یعنی کچھہ راز دین انکے درمیان رکھا گیا ہے + تا مطابق اوسکے عامل ہون + اور بعضی وجود وبنیاد انکی + تاویل سے بعض آیت وحدیث وروایت کے + بدلالت خود ثابت کرتے ہین + مگر ظاہر ہے کہ ثبوت وجود بنا بر تشخیص شخص غیر مشخص + وتعین وتعداد غیر معین کے موثر وحادی ہو نہین سکتا + اور وجود ولایت سے انکار نہین + کہ ایمہ طاہرین علیہم السلام خالی از درجہ ولایت نہ تھے + اور ظاہر ہے کہ اہل اسلام کو اعتقاد کسی امر کا راست ہو یا کذب بغیر ثابت اور مطابق ہونے از قول خدا ورسول جایز نہین + جیسے اقوال حکما کہ بالکلیہ نا راست ہو نہین سکتی + مگر جو قول ازروی قول خدا ورسول ثابت نہین + اعتقاد ویقین اوسپر ناجایز وناروا + تو اس صورت مین بوجہہ عدم ثبوت تعین وتشخص ازروی قول خدا ورسول + بصورت راست وحق ہونے انکے بہی + اعتقاد انکا جایز ہو نہین سکتا ہے + وعلاوہ اسکے ہرگاہ تعین انکا بذریعہ راز کہا جاتا ہے + تو اس سے ظاہر ہے کہ اہل دین کو کوئی کام ایسے متعلق نہین + ونہ اعتقاد انکا ضرور + مثل

اون انبیاؤن کے جو اپنی ذات پر مبعوث ہوئے + کہ بجز انجام کار معینہ و متعلقہ اپنے
نہ اونکو خلایق سے کام تہا نہ خلایق کو اونسے + اور نہ خبر اونکی کلام شریف و حدیث
وغیرہ مین ظاہر کی گئی + ورنہ اگر کوئی فائدہ اہل دین کا اونسے متعلق ہوتا یا اونکا
اعتقاد ضرور ہوتا + تو مثل دیگر احکام شرعیہ نافعیہ کے ظاہر کیا جاتا نہ مخفی + بلکہ
اہل دین اوسپر ماموری کئے جاتے + اور ظاہر ہے کہ بحالت غیر ماموری وخلاف
ماموری عمل نیک بہی ناجایز متصور + جیسا بحث افعال منشاء اعمال مین
ظاہر ہوا + تو اس صورت مین بصورت راست وحق ہونے انکے بہی اعتقاد انکا
روا ہو نہین سکتا + مثلاً ظاہر ہے کہ حضرت موسی پیغمبر برحق و توریت کتاب اللہ
راست ہے + لیکن بندگان اسوقت مامور ہین اوپر ماننے دینِ آنحضرت صلعم اور تعمیل
احکام قرآن کے + تو اگر خلاف ماموری دین حضرت موسی کو مانین + اور احکام توریت پر
عمل کرین + تو باوجود حق ہونے اوسکے + یہہ عمل داخل خطا ہوگا نہ داخل ثواب +
باقی رہا اعتقاد بذریعہ کشف وکرامات کے + سو اسکے لئے دعوی ضرور ہے + و تصدیق
حسب دعوی نہ بغیر دعوی وخلاف دعوی + حالانکہ تحریر و تقریر اہلسنت سے دعوی کرنا
انکا ظاہر و ثابت نہین ہوتا ہے + بلکہ ظاہر یہہ ہوتا ہے کہ اکثر انمین سے مخفی
رکہتے ہین اپنے کو نظر انسان سے + اور جو پوشیدہ نہین رہتے وہ متنفر رہتی ہین
دنیا و اہل دنیا سے + اور اکثر چہپالیتے ہین اپنے ولایت کو بخوف ہجوم اہل دنیا کی +
یہان تک کہ بذریعہ ارتکاب امور ناجایز و خلاف شرع + و بتمثیل غیر پرہیزگاران

اور جو کچھ دعوی بھی بعضون [illegible] ... اکی [illegible] عوام
ولایت مثل [illegible] انا الحق [illegible] خدا [illegible] لوگوان دعوی [illegible]
کوئی معنے پوشیدہ [illegible] خرافات دین و [illegible]
مقصود کسی طرح اہل دین کو [illegible] جایز [illegible] نہین + اس صورت مین [illegible]
ثابت [illegible] کسی طرح اعتقاد انکا اہل دین کو
جایز نہوگا [illegible] ایک [illegible] صدق
وجود انکی + جیسا کثرت روایات [illegible] کتب [illegible] کثیر اہل [illegible] قیاس
ہوسکتا ہے + [illegible] انکا [illegible] غیر فرقہ اوس مذہب کے ثابت کرتا ہے + [illegible]
واضح ہو کہ ([illegible] کہ [illegible] مذہب کو راست جاننا جایز نہین [illegible]
اسکے [illegible] صورت ثبوت [illegible] + اور [illegible] ثابت [illegible]
نسبت حقیقت انکے کوئی دلیل نہین + یہہ قیاس و خیال مبنی از وہم و قابل [illegible]
محل یقین نہین ہوسکتا +) عجب نہین + بلکہ ضرور ہے + کہ بصورت صدق وجود [illegible]
یہہ لوگ حقیقتاً مذہب حنفہ مین ہون + [illegible] خلاف نہین [illegible] مگر [illegible]
زمانہ تقیہ کے مصلحتاً (کہ عنقریب ظاہر ہوتی ہے) بہ لتقیہ [illegible] غیر مین ظاہر ہون +
کیونکہ ہرگاہ کہا جاتا ہے کہ یہہ لوگ رازدار دین ہین + یعنی کچھہ راز دین درمیان
انکے رکھا گیا ہے + تو ضرور ہے کہ وہ راز ایسا ہو + کہ اوسکے اخفا ہی مین کوئی نفع
دین متصور ہو + اور بصورت اظہار مرتب ہونا اوس نفع مقصودہ کا ممکن نہو +

ورنہ اگر ایسا نہوتا تو ظاہر کہا جاتا نہ مخفی + لہذا بنابر دریافت حقیقت انکے
ان دو امرون کی تجویز کافی ہے + اول یہہ کہ کون ایسا امر ضروری متعلق
اس دین کے قرار پا سکتا ہے + کہ جسکے لئے ایسے رازدار مخصوص ضرور درکار ہون +
اور بغیر ذریعہ راز بغیر ایسے رازدارون کے + انجام اوسکا مشکل و محال ہو + دوسرے
یہہ کہ ان لوگون سے کون ایسے امر ضروری متعلق دین کا انجام ہونا + ظاہر و ثابت
ہوتا ہے + جسکے لئے مخصوص بطور راز کہا جانا ضرور متصور ہو + اور جسکا انجام
بصورت اظہار ناممکن و دشوار ہو + بعد ازان بصورت مطابقت ان دونون
تجویزون کے + حقیقت انکی بخوبی قیاس مین آجا سکتی ہے + پس واضح ہو کہ
بغور و تجویز منصفانہ کوئی امر متعلق اس دین کے ایسا قرار نہین پا سکتا ہے +
جسکے لئے راز مذکور ضرور متصور ہو + اور بغیر راز انجام اوسکا محال ہو + بجز اسکے
کہ خدا و رسول جانتے تھے کہ اہل دین بہوا ہوس دنیاوی + راہ حق سے انحراف
اختیار کر کے + مخالفت خلیفہ برحق یعنی جناب امیر علیہ السلام کی اختیار کرینگے +
جسکے سبب عداوت آپ کی یہان تک شایع ہو گئی + کہ لوگ سب معاذ اللہ
آپکے جایز سمجھینگے + بلکہ علانیہ ممبرون پر کیا کرینگے + پس انحراف راہ حق
و مخالفت خلیفہ برحق ہر شخص کو واسطے اپنے مضر ہے + نہ مضر واسطے خدا
و رسول و خلیفہ کے + باقی رہی اختتام حجت تو اوسکے لئے اظہار صفات
ظاہر اً اور تشہیر فضایل علانیاً ضرور و کافی + ورد و کد ارباب شرع والدین و اقی +

کوئی ضرورت راز پوشیدہ کی + اور کوئی احتیاج ستر خفی کی نہین + اور
نہ واسطے دوسرے امور دینی کے + کہ کل محتاج تشریع ظاہری ہین + نہ محتاج
بہ راز مخفی + مگر سبب ناروا کہ باعث کسر شان ذالالشان جناب امیر علیہ السلام
متصور + اور یہی باعث کراہت عظیم خدا و رسولؐ و مومنان ظاہر + لہذا
خدا کو ضرور تہا کہ حکمت محکمہ اپنے سے + کوئی تدبیر ایسی قایم کرے کہ جس سے
دفعیہ اس امر نالایق و ناپسندیدہ کا صورت پذیر ہو + اور مومنان اس امر
نامعقول و مقبول کے ظلم و عذاب سے + (کہ واسطے اونکے کوئی ظلم اس ظلم سے
افزون تر + اور کوئی عذاب اس عذاب سے عظیم تر نہین) نجات پائین + اور
یہی واسطے دفع کراہت خدا اور رسولؐ کا ہو + مگر ظاہر ہے کہ بوجہ جنگ معاویہ
یہہ مذہب نالایق + غالب تر کل مذاہب اسلام سے قایم ہوگیا تہا + اس صورت مین
دفعیہ اس امر ناملایم کا + رد وکد ارباب ظاہر سے کسی طرح ممکن نہ تہا + کیونکہ
ظاہر ہے کہ ہمذہب خود رد وکد نہین کرسکتے + باقی رہی خلاف مذہب تو رد وکد
خلاف مذہبان + خلاف مذہبون کو + کب مقبول و اثر پذیر ہوسکتا ہے +
بلکہ باعث ہوتا ہے ازدیاد نفسانیت کا + اور اگر اثر پذیر ہو بہی + تو بعض کو
نہ کل کو + اور علاوہ اسکے بسبب غلبۂ مذہب نالایق مذکور کے + خلاف مذہبان
ضعیف کو + کب رد وکد صریحی کے مجال تہی + باقی رہا خوف امرا + تو امرا
اوسوقت کے خود اوسی مذہب نالایق مین گرفتار تہے + اور جو خلاف سنتے +

خوف اونکا زبان مجمع عام کو بند کر سکتا تہا + نہ دل کو + اور زبان مجمع خاص کو +
پس دفعیہ اس امر کا بوجہ احسن واکمل + سوائے اس صورت کے ممکن بتصور ہو نہین سکتا +
کہ ایسے بد مذہبان جنکو گروہ خدا رسیدہ و بزرگ + اور امراسے زیادہ تر واجب الاطاعت
سمجھین + بطور مناسب ہدایت کرین + لہذا ضرور متصور کہ خدا و رسول + بواسطہ
ایمہ طاہرین علیہم السلام کچہہ لوگ معتمد و بزرگ بذریعہ راز کے مقرر و معین
فرما دین + کہ بہ تقیہ اپنے کو مذہب مذکور یا قریب مذہب مذکور مین ظاہر کرکے +
تدبیر مناسب بنابر دفعیہ امر نا ملائم مذکور کے عمل مین لائین + اور یہی ضرور متصور
کہ اون لوگ کو بنابر اظہار بزرگی اونکے + اور بنابر رجوع ہونے اور واجب الاطاعت
سمجھنے اہل دنیا کے + کشف و کرامات متعلقہ اغراض و نفع دنیاوی کی عطا فرمائے
جائین + پس ظاہر ہے کہ اگر راز دار اس دین مین ضرور ہین تو واسطے اسی کام کے
نہ واسطے دوسرے کام کے + اور یہی بطرز افعال اونکے نگاہ و خیال کرنے سے
دیکھا جاتا ہے + کہ سراپا ہدایت اونکے اوپر ترک عداوت و سب جناب امیر کی
محتوی ہے + اور سوائے اسکے کوئی ہدایت ظاہری اونکی + ایسی نہ تہی جو علمائے
شرع سے ممکن نہو + اور ہدایت باطنی و مخفی معتمدان کے طرف اصل مذہب
اپنے متصور + اس صورت مین بصورت صدق سوائے اسکے کوئی کام ضروری
اس دین مین + لایق راز کے قایم ہو نہین سکتا + کہ اخفاء جسکا بخوف افشائے
راز + موافق و مخالف دونون سے ضرور ہے + اور یہی ظاہر ہے کہ اوس وقت

بُرا کہنے والے جناب امیر علیہ السلام کے بہت اور بکثرت تھے + اور یہہ مذہب
غالب تر تھا کل مذاہب پر + تو جب تک کوئی مدبیر کامل و کوئی کوشش بلیغ
نہین ہوئی + تو دفعیہ اس امر نا ملایم کا صورت پذیر نہین ہوا + کہ اب اس وقت
ایک متنفس بہی اونمین باقی نہین ہے + خلاف اسکے کہ بُرا کہنے والے دوسرون کے
اوسوقت قلیل تھے + مگر روز بروز ترقی پاتے گئے + یہانتک کہ اسوقت لاکہہ
درلاکہہ آدمی قایم و موجود ہین + اس صورت مین بصورت صدق ضرور ہے
کہ وہ لوگ مذہب حقہ رکہتے ہون + اور باین مصلحت بتقیہ اوپر غیر مذہب کے
ظاہر ہون + چنانچہ ثابت ہے کہ اوسوقت تقیہ مذہب حقہ کا مذہب صوفیہ مین
تہا + کہ اکثر قصہ ہای مندرجہ تواریخ + مثل قصہ شاہ طاہر مندرجہ تاریخ فرشتہ +
دال ہے اس مدعا پر + اور بہی واسطہ ہونا صرف جناب امیر و ائمہ معصومین علیہم السلام کا
زیادہ تر ثابت کرتا ہے اس مدعا کو + اور بہی اقوالِ خاص اکثرون کے + نسبتِ اعتقاد
بائمہ معصومین علیہم السلام + صریحاً خواہ معنیاً مطابق مذہب حقہ پائے جاتی ہین +
جیسا مناقبات وغیرہ سے اکثرون کے ظاہر ہوتا ہے + اور بہی اصول مذہب
صوفیہ کا بخوبی اصول مذہب حقہ کا مؤید ہے + جس سے اونکا باطناً مذہب حقہ مین
رہنا ثابت ہو سکتا ہے + مگر اوس بیان غیر ضرور کی یہہ رسالہ گنجایش نہین رکہتا +
لیکن چونکہ کوئی انمین سے بزبانِ خود مذہب حقہ رکہنے کے مقر نہ تہی + اور نہ کبہی
مقر ہوئے + اور نہ اقرار صریحی اونکا ثابت + لہذا اہل حق و یقین کو بمذہب اپنے

سمجہنا ضرور نہین + چنانچہ اسی سبب سے اون لوگون نے علانیہ دعوی ولایت کا نہین کیا + اور جو دعوی کیا وہ خلاف شرع نہ ساتہہ کسی معنی مرادی کے + تا اہل حق کو اتباع اونکا ضرور نہو + اور نہ کوئی شبہہ پیدا کر سکین + بلکہ برا جانکر تنفر کرین + اور اگرچہ بعضے برشتہ صدق اونہون نے اپنا کار متعلقہ و مقررہ راز انجام کیا + مگر بسبب نہین رہنے حجت صریحی از کلام خدا و رسول + جن لوگون نے اتباع اونکا باعتقاد ولایت اختیار کیا + بیشک خلاف شرع کے عامل + اور خطا و عصیان کے مرتکب ہوئے + بلکہ اون پر ایک حجت خدا کی یہہ قایم ہوتی ہے + کہ ہرگاہ غیر مستحقان نے بزبان غیر موصوف کو بصورتِ کشف و کرامات غیر دعوی و خلاف دعوی کے مقرب خدا جانکر + اصرار اہل اسلام سے زیادہ تر واجب الاطاعت سمجہا + تو مستحقان و معنیان صاحب کشف و کرامات با دعوی و موصوف بصفات یقینی کے + امیر و امام بنا لے + اور امیر و امام نہ سمجہنے کے لئے کیا امر مانع ہوا + اب جاننا چاہیئے کہ اس بیان سے یہہ غرض ہماری نہین ہے کہ بصورت صدق بہی بہت اون مین ولی فریبی ہون + کیونکہ غیر دعوای عام مین فریب کو بہت گنجایش و دخل ہے + واللہ عالم بالصواب + بیت

رموز مملکت خویش خسروان دانند		متابعان ولی را چہ کار با تحقیق

خاتمہ بیان مین اون امورات کی جنکا بیان کرنا خاتمہ مین مناسب تصور ہوا + اور اوس مین تین کلام ہین +

صہ کل لوگ جو اہل سنت کی بیان مشہور ولی ہین + ولیِ صادق ہین + بلکہ ممکن ہے بصورتِ صدق

کلام اول مختصراً ثبوتِ معاد مین+

چونکہ اصولِ خمسہ دین سے + تین۳ اصول کے معرفت مین + کچھہ نہ کچھہ دخلِ عقل ہرحال مین ضرور ہے + یعنی بمعرفتِ خدا۱ و بمعرفتِ رسول۲ + و بمعرفتِ امام۳ + لہذا ان تینون اصول سے جن امور کی معرفت محض عقل سے متعلق ہے + طریقِ معرفت و ثبوت اونکا + ضرور جا نکر بقدر مناسب ضرورت و گنجایش اس رسالہ کی + صراحتاً لکھا گیا + باقی رہے د۲و اصول۲ یعنی عدل و معاد + پس چونکہ دریافت و تیقن ان د۲و اصول کا ارشادِ پیغمبر و امام سے بخوبی ممکن+ لہذا صراحت انکی ضرور تصور نہوئی + لیکن چونکہ عدلِ خدا عقلاً بہی ساتہہ ثبوتِ صفاتِ مجموعی و اجمالی اوسکے + بحث سوم مبحث اول مین + و نیز بذیلِ مبحث دوم + بخوبی ثابت ہوا + مگر ثبوتِ عقلی معاد کسی مقام سے پیدا نہین + اور اس زمانہ غیبت مین کہ کوئی معصوم موجود نہین ہے + استمدادِ عقل بقدر و بجای مناسب ضرور متصور + خصوص معرفتِ اصولِ دین مین+ کہ صرف تقلید غیر معصوم اسمین ناروا + لہذا مختصراً ثبوتِ عقلی معاد اس مقام پر لکہا جاتا ہے + تا پانچون اصول پورے ہو جائین + پس واضح ہو کہ بحثِ سوم مبحثِ دوم مین ثابت ہو چکا + کہ پروردگار کو + بہ نظر ضرورتِ اصلاحِ انسان اسکے ضرور ہے + کہ کوئی شرع مناسبِ صلاح قایم کر سکے + حسبِ مناسب و بطریقِ احسن اجراے و رواج

دین مین کوشش فرمائے + تا اجتماع صفات ذاتی مین اوسکے نقص
لازم نہ آسئے + جیسا بارسال پیغمبران وغیرہ کے کوشش فرمائے + مگر ظاہر ہے
کہ بسبب مختاری انسان + حسب اصولِ خلقت + جیسا بحث مسئلہ جبر و اختیار
مین ظاہر ہوا + قبول کرنا اور نہین قبول کرنا دین کا + اور قایم رہنا اور نہین
قایم رہنا اوپر احکام شرع کے + دونون انسان سے ممکن + اسلئے بنابر
ترغیب قبول کرنے دین اور قایم رہنے اوپر احکام شرع مبین کے + تعیین
ثواب + اور بنا بر تہدید نہین قبول کرنے دین اور نہین قایم رہنے اوپر احکام
شرع متین کے + تقرر عقاب + دونون ضرور + ورنہ اختیار قیود دین +
وقیام باحکام شرع (کہ اصلاح موقوف اوپر اوسکے ہے) بسبب ہونے خلاف
طبع انسانی کے + غیر امکان + اور چونکہ دنیا مین عطا ہونا ثوابِ قدرتی
ظاہر کا برطبق ہر عمل صالح کے + بسبب رجوع ہو جانے قلبون کے بطرف طمع
دنیاوی + و فسخ ہو جانے نیت خالص کے + خلافِ تہذیب ہے + تو خلافِ
صلاح متصور + اور تسلط کیا جانا عذابِ قدرتی علانیہ کا + برطبق ہر فعل مذموم کے
بوجہہ ثبوت نوعی از جبر + خلاف اصول خلقتِ انسانی ہے + تو خلافِ
مقصود متصور + اور یہی عطا کا ثوابِ تام و تسلط عذابِ عام دنیا مین
خلافِ اصولِ خلقتِ دنیا متصور ہوتا ہے + کیونکہ راحت و رنج کا توام رہنا
اصولِ خلقتِ دنیا سے معلوم ہوتا ہے + جیسا بحثِ دوم مبحثِ دوم مین

ظاہر ہوا + اور یہی صریحاً و بدیہاً ظاہر ہے + اور یہی تعیین ثواب و نام و
تقرر عذاب تمام کا دنیا مین اون سب قدرتہاے کاملہ قادر مطلق کی اظہار کا
مانع ہوتا ہے جو متعلق الاظہار آخری مقصود ہین + اور اون سب صفتہاے ذات
ممدوح برحق کے اثبات کا مانع ہوتا ہے جو متعلق الاثبات عقبی ہین +
جیسا عنقریب ظاہر ہوتا ہے + انشاء اللہ تعالی + لہذا ضرور ہوا کہ اللہ تعالی
ایک روز معین بعد اختتام خلقت جملہ خلایق مقرر فرماکر + اوس روز کل
بندگان کو زندہ کرے + اور عدل و انصاف اور حساب [illegible] فرمائے +
اور حسب عمل نیک ثواب دے + اور حسب فعل بد عقاب کرے + اور اسیکو معاد
کہتے ہین + پس ظاہر ہے کہ معاد حسب وجوہات بالا واسطے دین کے ضروری ہے +
چنانچہ کوئی اہل ملت و مذہب وجود معاد مین مختلف نہین + مگر طریق معاد مین +
کہ تشریح اوسکی لایق گنجایش اس رسالہ کی نہین + لیکن امامیہ اثنا عشریہ معاد
جسمانی کے قائل [illegible] + اور بہشت و دوزخ کو حق جانتے ہین + کیونکہ تمہید
بحث مسئلہ [illegible] مین ظاہر و ثابت ہو چکا + کہ پروردگار عالم جملہ
قدرتون اور اوسکے جملہ مقدورات پر قادر ہے + اور جمیع صفات کمال سے
موصوف + و اظہار [illegible] و اثبات ہر صفت کا باعث مذموم عدم
و ترک مجاہدہ کے امر کا ضرور [illegible] ظاہر ہے کہ مقام اوسکے دو قسم کی ہوسکتی ہین +
فانی و باقی + اور پھر اوسکے [illegible] ہوسکتے ہین + ایک وہ کہ جسمین راحت

ورنج دونون شامل ہون + اور دوسرا وہ کہ جسمین صرف راحت ہو رنج نہو + اور تیسرا وہ کہ جسمین صرف رنج ہو راحت نہو + اور یہی ظاہر ہے کہ راحت ورنج توام (کہ جنکے واقعات کا ہمیشہ تغیر و تبدل و عدم قیام ضرور ہے) مناسب مقام فانی کے ہے + اور صرف راحت یا صرف رنج قایم + مناسب مقام باقی کے + پس مقام فانی جسمین راحت و رنج توام ہین یہی دنیا ہے + جیسا صریحًا و بدیہا ظاہر ہے + تو دو مقام باقی ہی + (یعنی ایک وہ کہ جسمین صرف رنج ہو راحت نہو + اور دوسرا وہ کہ جسمین صرف راحت ہو رنج نہو) بنا بر اظہار جمیع قدرت کے خلق ہونا ضرور + اور ظاہر ہے کہ یہہ تینون قسم کے مقامات (باعث رابطے ضدین و نقیضین کے) شامل جمع ہو نہین سکتے + لہذا دو مقامات آخر الذکر (کہ اقوال دینی مین بہشت و دوزخ تعبیر اون سے ہے) اور اونکے اندر کی کل قدرت وصنعت ہای ضروری (کہ اظہار جنکا دنیا مین خلاف اصول خلقت دنیا متصور ہے) متعلق الاظہار اخری ہین + اور چونکہ بسیاری صفات ہای آلہی (مثل قدرت تام و عدل و عفو و رحم و عطا و کبر و قہر تمام و غیرہم سوائے حلم و صبر کے) اس دنیا مین عملاً بدرجہ اتم و اکمل ظاہر و ثابت نہین ہوئی ہین + اور نہ بسبب ہونے خلاف اصول خلقت دنیا کے + دنیا مین عملاً ظاہر و ثابت ہونا اونکا مناسب ہے لہذا یہہ سب صفات متعلق الاثبات عقبیٰ متصور ہین + پس اس دلیل سے وجود بہشت و دوزخ بالجسم بخوبی ثابت ہے + اور جب وجود بہشت و دوزخ بالجسم

ثابت ہوا + تو معاد جسمانی بھی ہر نوع ثابت + چنانچہ او تعالی فرماتا ہے. اَوَلَيْسَ الَّذِي
خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلٰى وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيْمُ
اِنَّمَا اَمْرُهٗ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ. فَسُبْحَانَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ
كُلِّ شَيْءٍ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ + اور بھی فرماتا ہے کہ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ + امام
فخر رازی بتفسیر اسکے لکھتے ہیں کہ حقتعالی بروز قیامت مگس تک کو زندہ فرمائیگا + مگر امامیہ
اثنا عشریہ رویت خدا کی قایل نہیں ہیں + بلکہ رویت خدا کو بسبب نہیں ہونے
جسم خدا کی ناممکن سمجھتے ہیں + اور کلمہ لن ترانی سے + جو بجواب سوال ارنی حضرت
موسی علی نبینا علیہ السلام کے + کلام شریف میں واقع ہوا ہے + عدم امکان
رویت پر استدلال کرتے ہیں + کما ہو الحق + باقی رہا بازگشت خاک شدگان +
پس ظاہر ہے کہ جو قادر کتم عدم سے عرصہ وجود و ظہور میں لایا + اوسکے نزدیک
خاک موجود سے اوٹھانا کیا دشوار ہوگا + اور کیا دشوار تصور ہو سکتا ہے + اس سے
زیادہ تشریح کی یہہ رسالہ گنجایش نہیں رکھتا + وباللہ التوفیق +

کلام دوم [illegible] اظہار [illegible] ثبوت امور واجب المعرفت [illegible]

واضح ہو کہ کلام سوم میں مقرر ہے کہ عقلاً ثابت کیا گیا ہے کہ ثبوت و طریق معرفت امور
واجب المعرفت دین کا سہل و آسان رکھا گیا ہوتا نہ دشوار و مشکل لہذا اب ثنا بھی
دیکھلایا جاتا ہے کہ پروردگار عالم نے ثبوت و طریق معرفت امورات دین کا کسقدر
بدیہی و سہل و آسان رکھا ہے + کہ کوئی عقل اوسکا [illegible] نہیں کر سکتی + مگر بعصبیان +

اور اسی مقام پر قیاساتِ عقلی کو + کہ کلمہ و کلام غیر فیصل و ناتمام اوس سے متعلق ہے +
دخل نہین دیا ہے + چنانچہ ظاہر ہے کہ اصول خمسہ دین سے جن اصول کی معرفت مین کہ کچھ بہ
دخل عقل ضرور ہے + وہ اصول ثلثہ ہین یعنی معرفتِ خدا + و معرفتِ رسولؐ و معرفتِ امامؑ + پس
ثبوت و طریقِ معرفت انکا جو معرفت کے لئے کافی ہو + سہل و آسان تر رکھا گیا ہے جملہ مفہومات
عقلی سے + اور ایک دوسرے سے + یعنی اول معرفتِ خدا مین معرفتِ وجودِ خدا متعلق ہے فہم و عقل سے +
پس ثبوت اوسکا خود بدیہی و سہل و آسان تر کہا گیا ہے + کیونکہ معاینہ اوسکی صنعت کے تجیبہ اور
قدرتہاء غریبہ کا + کافی تر ہے واسطے معرفت وجود اوسکی + جیسا بحث ثبوت وجود خدا مین
ظاہر ہوا + دوم معرفتِ رسولؐ مین صداقت رسالت ضروری الدخل عقل ہے پس ثبوت اوسکا
بدیہی و سہل و آسان تر رکھا گیا ہے + کیونکہ ظاہر ہونا اونہین قدرتہاے پروردگار کا جنکے رو سے اوسکی
وجود کے قایل ہوچکے ہین پیش نظر بذریعہ پیغمبر کے + یعنی ظہور معجزات باہرہ + وافی تر ہے +
واسطے صداقت رسالت کے + جیسا بحث ثبوت رسالت مین ظاہر ہوا + سوم معرفت
امام مین صداقت امامت بصورت نہین ثابت ہوجانے از قولِ خدا و رسولؐ + یا بحالت
اختلاف اہل دین کے ضروری الدخل عقل ہے + پس ثبوت اوسکا بدیہی تر از بدیہی تر
یعنی سہل تر از سہل تر و آسان تر از آسان تر رکھا گیا ہے + یعنی وجود اونہین معجزات کا
امام مین جسکے رو سے پیغمبر کے قایل ہوچکے ہین + پس مکتفی ہے واسطے صداقت امامت کے +
کیونکہ ظاہر ہے کہ جن معجزات پیغمبر نسبت معجزات اوسکے یہہ غور ضرور ہی + کہ بنا بر ثبوت
تقریر بالا کافی ہین پا چکے ہین اور بوقت معرفت امام نسبت معجزات اوسکے وہ غور نہی باقی نہین رہتا +

کیونکہ غور مذکور حین معرفت پیغمبر فیصل پذیر ہو چکا + اور علاوہ اسکے اقوال خدا ورسولؐ (جسقدر بتائید امامت اوسکے صریحاً و بدیہاً یا معنیاً و کنایتاً ثابت ہیں جا چکے ہین) مزید ہین اوپر اس ثبوت کے + اور بہی دریافت صفات ضروریہ پیغمبر حین تصدیقِ رسالت + یہہ نظر درکار ہوتی ہے + کہ صفات موجودہ پیغمبر فی الحقیقت اصلی ہین یا مصنوعی + اور دریافت صفات امام مین یہہ نظر بہی درکار نہین کیونکہ صفات اوسکی قابلِ یقین وغیر قابلِ انکار + یعنی بہ تصدیق خدا ورسولؐ بخوبی ثابت + جیسا بحث ہاے ثبوت خلافت وصفات مین ظاہر ہوا + بلکہ اس صورت مین اہل دین کے لئے کوئی احتیاج معاینۂ اعجاز کی بہی باقی نہین رہتی کیونکہ ظاہر ہوتا گیا کہ معجزہ صرف تقرب خدا کو صاحب اعجاز کے ثابت کرتا ہی + اور اثبات تقرب صدق وصفات کو + اور اثبات صدق وصفات صدق دعوی کو + پس اگر صدق وصفات بر بیانِ صادق خدا ورسولؐ صلعم ثابت ہین تو دعوی خلافت بھی بہر نوع ثابت + مگر یہان اعجاز مثبت و پشتیبان معنی آیات واحادیث صفات صاحب اعجاز موصوف کے ہو سکتے ہین جیسا اوپر ظاہر ہوتا گیا + باقی رہے دو اصول یعنی عدلِ خدا ومعاد یہہ بہی دوراز عقل نہین + بلکہ موجودگی صفت عدل خدا مین بصورت یقین وجودِ خدا قریب تر ہے جملہ مفہومات عقلی سے + کہ ساتھہ یقین صفاتِ مجموعی اوسکے خود بخود یقین اوسکا ہو جاتا ہے + اور خلاف اسکے ہرگز قلب قبول نہین کرتا + جیسا بحث سوم

مبحث اول مین ظاہر ہوا + اور ضرورت معاد بصورت یقین رسالت نزدیک تمامی
جملہ ممیزات تمیزی سے + کہ ساتھہ یقین تکلیفات شرعیہ کے خود بخود معلوم
ہوجاتی ہے + جیسا کلام اول مین خاتمہ کے ظاہر ہوا + اور علاوہ اسکے یہہ دونون
اصول مع دیگر امورات متعلقہ ہریک اصول و جملہ فروعات اور جو کچہہ علاوہ انکے
ضرور تصور ہون + کل اظہار خدا و ارشاد و استفسار پیغمبران سے (کہ معتمد تر
ہوتی ہین عقل انسانی سے بسبب رہنے دانا و عالم و صادق و معصوم نزد جملہ
خلایق و عقل خلایق کے جیسا بحث چہارم مبحث رسالت مین ثابت ہوا)
بخوبی و بوجہہ احسن معلوم و متیقن ہوسکتے ہین + حاجت تکلیف عقول ناقص کی
نہین ہے + بلکہ ناجایز و ناروا + اور بعد پیغمبر یہہ سب امورات مع جملہ تفسیرات
و تاویلات کلام آلہی و مع جمیع اخبارات و ارشادات صحیحہ پیغمبر کے جیسا کہ
یقین و اعتماد کو کافی ہو + ارشاد و استفسار امام یعنی نائبان پیغمبر سے + بخوبی
دریافت مین آسکتی ہین + کیونکہ امام بھی مثل پیغمبر دانا و عالم تر ہوتا ہی جملہ
شرایع و غیر شرایع سے + اور صادق و معصوم تر ہوتا ہے جملہ خلایق سے +
تو اس صورت مین ظاہر ہے کہ اگر کل اہل دین بعد از پیغمبر ایک ایسی امام کی
تابع و مطیع رہین + تو کوئی اختلاف نامقصود و کوئی شبہہ نامحمود امورات
دین مین لاحق ہونی و پیش آنی نہین سکتا + جملہ اختلافات اجتہادی اوس
امام دانا و عالم تک + پہونچکر قابل یقین فیصل + و جملہ شبہات صحت و غیر صحت

اخبارات اوس امام صادق و معصوم تک پہونچکر قابل یقین تصحیح ہوجاسکتے ہین +
پس یہی ہے راہِ سہل و طریقِ آسان + و خالی از اختلاف و کلمہ کلام غیر فیصل
و ناتمام + و بیرون از تردد و اضطراب ہر خاص و عام + یعنی جسپر کسی عقل کو چلنا
دشوار نہین + اور جسکے کسی مقام پر جای تردد و اضطرار نہین + یعنی جسمین
ہر امور اصولی و فروعی قابل المعرفت پر ہر خاص و عام کو یقین حاصل کرنا +
بطریقِ سہل و آسان ممکن ہے + اور جسمین ہر شخص پر حجت خدا بطور لایق
و مناسب ختم و تمام ہے + اور جس راہ مین بطریقِ سہل و آسان یقین ہر
امر دین کا ممکن ہو + وہی راہ حق و صراط مستقیم و راہ مقصود و مقررۂ خدا
متصور ہے + نہ دوسرے + ورنہ اکثر امور مین بہت لوگون پر تکلیف مالا یطاق
متصور ہوگی + جو ظلم ہے اور خدا سے ناممکن الوقوع + پس ہرگاہ ثابت ہوا
کہ بنظر اختیار راہِ حق و یقین اطاعت ایسے امام کی مثل اطاعت پیغمبر کے
کل اہلِ دین بلکہ جملہ خلایق کو ضرور متصور ہے + تو بعد حکومت و امارت پیغمبر کے
حکومت و امارتِ امامِ موصوف کی + لازم و واجب + اور جس طرح بحالت
موجودگیٔ پیغمبر کے سلطنت کل بادشاہان کی و حکومت کل حاکمان دنیا کی
خلافِ مقصودِ خدا متصور ہوئی ہے + اوسیطرح بحالت موجودگیٔ
ایسے امام کی حکومت کل حاکمان و امارت کل امرا کی جو مطیع و مامور کردۂ
اوسکے نہون + ناجایز و خلافِ مقصودِ خدا ظاہر ہوئی ہے + ورنہ قایم رہنا

اوس راہِ حق و یقین کا بطریقۂ ضروری سہل و آسان و حسب مقصود خدا کے
مشکل + جیسا بطرفِ تجربہ بہی نگاہ کرنے سے ظاہر و آشکارا ہے + یہہ رسالہ
اس تشریح مطول کی گنجایش نہین رکہتا + اس صورت مین یہہ قول
بے ثبوت بہی اکثر اہل خلاف کا کہ خلافتِ باطنی ایک کو ہو اور خلافت ظاہری
دوسرے کو خلافِ عقل و نقل و ناجایز و باطل متصور ہے + اب اس بیان سے
عملاً بہی بخوبی ظاہر ہوگیا کہ پروردگار عالم نے ثبوت و طریقہ معرفت یقینی
امورات دین کا کسقدر سہل و آسان رکہا ہے + کہ کوئی عقل اوسکی فہم مین +
اور کوئی شخص اوسکے دریافت مین + جس طرح کہ یقین کے لئے کافی ہو + عاجز
رہ نہین سکتا + مگر بعصبیان + اور بہی اس طریقہ سے ظاہر ہے کہ راہ دین کے
کسی مقام پر + کلمہ و کلام غیر فیصل و ناتمام کو جگہہ نہین دی گئی + پس اسصورت مین
اگر لوگ بے راہ جاکر یعنی راہ یقین کو چہوڑکر + اور راہ حق کو طریق یقینی سہل
و آسان مین نہ ڈہونڈہ کر اپنے کو کلمہ و کلام غیر فیصل و ناتمام یعنی نظریات
و قیاسات و وہمیات مین + مبتلا و سرگردان کرین + تو بسبب مختاری
خلقت اونکو اختیار ہے + خدا پر کوئی الزام نہین + و حجت خدا ہر طرح ختم
و تمام متصور ہے + اور ممکن نہین کہ پروردگار عالم فہم اپنے امور دین کی
کہ جسمین ہر خاص و عام یکسان مکلف ہین اوپر کلمہ و کلام کے کہ غیر فیصل
و ناتمام رہنا اوسکی خاصیت سے ہے + منحصر کرے + اور حجت اپنی بذریعہ

کلمہ و کلام سے کہ عین علت از دیاد محبت و تکرار ہے + ختم کرنا چاہیئے + ہان
بزمانہ شر و فساد کہ بسبب خطا و عصیان بندگان + سلطنت عالمان معصومین
اصلی کے قایم ہونے نپائے + خصوص اس زمانہ غیبت مین کہ ظاہراً کوئی
معصوم موجود نہین ہے + استمداد عقل بیش از ضرور ضرور ہوگیا ہے + یعنی
اول فہم و معرفت اصول دین مین جو ہر مکلف و مقلد پر ضرور ہے + کہ وہ
بدلایل یقینی ثابت ہے + جیسا ظاہر ہوا + دوم دریافت و تفریق تفاسیر
و دیگر اخبارات دینیہ و اخذ احکام فرعیہ مین + جسکے لئے مجتہدان دین ضرور
ہوئے ہین + اگرچہ اس دریافت و تفریق و اخذ پر جو بقاعدہ جایز ثابت
ہون + اعتقاد دیقین کامل نہین ہوسکتا + مگر بحالت اضطراب کافی متصور +
بموجب قولہ تعالیٰ کہ نہین تکلیف دی کسی کو اللہ نے مگر بقدر وسعت اوسکے +
اور ممکن ہے کہ وبال اخذ خلاف مومنین کا اوپر عاید ہو + جو باعث غیبت
امام کی ہوئی + اب جاننا چاہیئے کہ اکثر مغروران عقل پیروان عقل فلاسفہ +
بسبب غرور عقل حقیقت و ماہیت عقول ناقصہ انسانی کے دریافت نکرکے
چاہتے ہین + کہ امور سریع الفہم کو زیادہ تر دشوار کرکے سمجھین + مثلاً
جانتے ہین کہ پیغمبر ونکو بنظر و غور اقوال و افعال و احکام اونکے پہچانین +
اور بغیر نظر عقلی انقیاد اقوال و احکام پیغمبر کا عبث و بیوقوفی سمجھتے ہین +
اور کہتے ہین کہ کیا ہم بیوقوف ہین کہ جاہلون کی طرح بے سمجھے بوجھے قبول

کرلیوین + مگر چونکہ معرفت پیغمبران کا یہہ راستہ نہین ہے + کیونکہ تعقل ہر امر بطور
حق امر ناقصہ انسانی سے مشکل + لہذا بہ سبب بیراہ روی عاجز رہکر عقل کو
اپنے ناقص نہین سمجھتے ہین بلکہ انکار رسالت کر بیٹھتے ہین + اور بسبب انکار رسالت
انکار خداہی اونکو ضرور ہو جاتا ہے + اور بسبب ناگواری عجز عقل معتمد الیہ
اپنے [illegible] جہالت شنیعہ مین مبتلا ہو کر ایسے اندہی بن جاتے ہین + کہ بسبب بدیہات
اونکی نظرون مین معدوم وکالعدم معلوم ہونے لگتے ہین + آخر کار پیروی فلاسفہ
اختیار کرکے اپنے کو ناحق دریافت کنندۂ حقایق اشیاء وامور کہنے و سمجھنے
لگتے ہین + حالانکہ یہہ نہین سمجھتے کہ حاصل دریافت حقایق اشیاء وامور کا
معرفت خالق جل وعلا ہے + جب وہ حاصل نہوئی تو پھر دریافت سے اوسکے
کیا فایدہ متصور ہے + جیسا دریافت ہوا نہوا دونون برابر ہے + پس نادانی
اونکی صریح ظاہر ہے + کیونکہ اسمین کسی قایل وجود خدا کو کلام نہین ہوسکتا +
کہ پروردگار عالم (جسنے خود انسان اور اوسکے عقل کو + اور ایسے عالم عجیب
وغریب کو بقدرت کاملہ اپنے پیدا کیا ہے + جسکی ماہیت کی سمجھنے مین عقل
دنگ و عقلا عاجز ہین +) وہ ضرور بیش از بیش دانا و عالم ہوگا + اپنی مخلوق
ادنی وضعیف یعنی انسان سے + پس ظاہر ہے کہ جو امور لایق تعقل اوس
عقل و دانائی افزون کے ہونگے + وہ عقل کمتر انسانی کے سمجھہ مین کیونکر
آسکتے ہین + مگر شرح وبیان پیغمبران سے + یعنی جن کو اونے عقل بیش از

خلایق عطا فرما کر خود تعلیم فرمایا ہو + اور جہان تک تعلیم فرمایا ہو + ورنہ خود اظہار
و بیان سے اوسکے + اور وہ بیان کرنے و نہ کرنے مین مختار رہے + کسیکو جبر اوسپر
پہونچتا نہین + اور بھی ظاہر ہے کہ اگر وجوہ ہر امور و اشیاء کی بیان کیجائین +
تو اہل دین تمام عمر اوس مین اولجھ رہ جائین + تو بھی فراغت نپائین + تعلیم
و تعمیل احکام دین کے کہ اصل مقصود اس سے ہے + بالکلیہ بالائے طاق رہ جائے +
اور بھی ظاہر ہے کہ وجوہات عقلی صرف واسطے دریافت حقایق امور کے
ضرور ہوتی ہین + تو ہر گاہ حقایق اوسکے بیان سے ایسے عالم صادق کے جو معتمد تر ہے
عقل سے معلوم ہوگئی + تو پہر معلوم کرنا وجوہات عقلی کا بیفایدہ و عبث وغیر
ضرور + اور بہی ممکن ہے کہ بہت امور ایسے ہون + کہ جنکی حقیقت کا اظہار کرنا
مصلحت نہو + اور جو اظہار کیا گیا + سبب مصلحت کسی معنی مرادی مین + مثل
اقوال متشابہ وغیرہ کے + تو اون کا دریافت کرنا عقل انسانی سے کیونکر ممکن
ہوسکتا ہے + اور بھی ممکن ہے کہ بہت امور ایسے ہون کہ بصورت شرح و بیان
بہی قابل تعقل عقول نا قصہ انسانی کے نہون + اس صورت مین شرح
و بیان اونکا انسان سے صریح بیفایدہ متصور + اگر اس حالت مین کہا جای
کہ جن امور کو خدا صرف آپ ہی سمجھ سکتا ہے اونکا اظہار عبث ہے + اور
فعل عبث خدا پر قبیح ہے + تو جواب اوسکا یہہ ہے کہ معلوم ہے کہ خلق کرنا
پروردگار کا اسقدر مخلوقات گونا گون کو + اور ظاہر کرنا اس سب قدرتہای

رنگا رنگ کا + صرف بہ نظرِ اظہار قدرت و دانائی اور وحدت اپنی ہے + نہ دوسری غرض سے + تو اس صورت مین اگر کل امورات و مخلوقات وصناعات و قدرتون کو اپنی + مطابقِ تعقل عقل انسانی رکہتا + تو عقل اوسکی مطابق عقل و دانائی انسان کے تصور ہوتی + نہ زیادہ + اسصورت مین ضرور متصور کہ پروردگار عالم بنا برِ اظہار کمالِ عقل و دانائی و قدرت و وحدت اپنے + ایسے امور و مخلوق و قدرتون کو ظاہر کرے + جسکے تعقل مین عقل انسانی عاجز و دنگ ہو کر کمال عقل و دانائی و قدرت و وحدت کی اوسکے قایل و مقر ہو + اس صورت مین ظاہر ہے کہ کل امور خدا و رسول کی منافع و مصالح اور کل اقوال دینی کے معنی و مقصود اصلی کو عقل سے دریافت کرنیکی خواہش کرنا + اور معرفت امور دینیہ کو جنکی معرفت کا طریق سہل و آسان تر رکہا گیا ہے + از روی مشکلات کے چاہنا + صریح خلاف عقل و بیراہ روی ہے اور یہہ وہی مثل ہوئی جاتی ہے کہ جیسے کوئی چیز کسی کے نزدیک روشنی مین گر جاے + اور وہ دور جا کر تاریکی مین ڈہونڈہے + ظاہر ہے کہ ہرچند تمام عمر ڈہونڈہتا رہے + ہرگز نپاسکے + و باللہ التوفیق +

کلام سوم خلاصہ کتاب مین

واضح ہو کہ جملہ امور عقل سے ادراک ہوتی ہین + اور جتنے امور عقل سے ادراک ہوتی ہین + یا ظنی و قیاسی ہین + یا یقینی + ظنی و قیاسی کا اعتبار نہین

ممکن ہے کہ مطابق اوس ظن و قیاس کے ہو یا نہ ہو اگر یقینی ہو ہر حال مین قابل
اعتبار ہین پس امور دینی کا یقینی ہونا ضرور ہے ورنہ ما وقتا فوقتا
اختیار کرنا ممکن ہے عجب نہین اور ظاہر ہے کہ راہ جو خلاف راہ حق ہو وہ راہ
خدا ہو نہین سکتی اس صورت مین ضرور ہے کہ پروردگار عالم نے ضرور ہی
ایسی راہ رکھی ہو کہ جسمین کل امور دین کا اصلی وغیرہ فروعی ہر شخص کو
یقین حاصل کرنا ممکن ہو اور یہی بسبب یکسان مکلف کرنے تمام
انسان کے ضرور ہے کہ وہ راہ یقین سہل و آسان ہو یعنی جسمین
ہر شخص خواہ عالم ہو خواہ جاہل جملہ امور اصلی و فروعی دین پر آسانی
یقین حاصل کر سکے ورنہ اکثر امور مین اکثر لوگون پر تکلیف مالا یطاق
متوجہ ہو گی جو صریحاً ظلم ہے اور خدا سے غیر ممکن الوقوع پس جبکہ یہ
ثابت ہوا کہ واسطے دین کے راہ یقین سہل و آسان کا ہونا ضرور ہے
تو ہر شخص کو لازم ہے کہ دین کو اوس راہ یقین سہل گذار مین تلاش کرے
کہ وہی راہ حق و راہ خدا مقصود ہے نہ راہ غیر یقین و دشوار و مشکل گذار
جب یہہ معلوم کیا تو اب جاننا چاہیے کہ اول دین و اصل دین یہ جاننا خدا کا ضرور ہے
تو وجود ایک واجب الوجود غیر مشخص صاحب ارادہ دانا و قادر
و مختار و موصوف بجملہ صفات کمال ازروی دلایل بدیہی یقینی کے
ثابت ہے اور تشخیص یقینی اوسکی ذات کی ماہیت و حقیقت کی محال و دشوار

وقیاسی غیر قابل اعتبار + یعنی کوئی تشخیص ماہیت ذات خدا حد یقین کو پہونچ نہین سکتی ہی + جیسا بحث
اول مین بدلایل یقینی ظاہر و ثابت ہوا + اس صورت مین ہر شخص کو لازم ہی کہ جسقدر یقیناً ازر ثابت ہے
اوسیقدر پر اعتقاد کرے اور ایمان لائے + یعنی ایک واجب الوجود غیر مشخص صاحب ارادہ و دانا و قادر مختار و موصوف
بجملہ صفات کو خالق عالم خدا جانے + کہ اسیقدر یقیناً ثابت ہے + نہ اس سے زاید آز رہ ہدایت پیغمبر نکا ہی + پس مذہب
پیغمبران حق متصور جملہ مذاہب خلاف سے + دوم بعد یقین وجود خدا دریافت کرنا تفصیل صفات ثبوتیہ و سلبیہ الہی
و احکام تکلیفی کا اوسکے ضرور ہے + تو تفصیل صفات و احکام کو یقیناً دریافت کرنیکے لیے سوا بیان مقرب
صادق اوسکی کوئی دوسرا راستہ نہین + کیونکہ سوا اس صورت کے کوئی دریافت امور مذکورہ کی بالیقین تک
پہونچ نہین سکتی + یعنی اسکے لیے کسی پیغمبر کا مبعوث ہونا ضرور ہے + جیسا بحث دوم مین ظاہر و ثابت ہوا + اثبات
یقینی تقرب و صدق پیغمبر کے لیے سوا ظہور معجزات باجتماع صفات کوئی دوسرا ثبوت قابل یقین نہین + جیسا بحث
سوم مین ظاہر و ثابت ہوا + اس صورت مین صاحب اعجاز دعویدار پیغمبری یقینی پیغمبر متصور + اور احکام اوسکا یقینی
احکام خدا نہ دوسرا + اور راہ ہدایت پیغمبران یعنی اہل ملت کا ہی + پس مذہب اہل ملت حق متصور + جملہ مذاہب
خلاف سے + سوم ہر گاہ ضرورت و حقیقت پیغمبران ثابت ہو تو اب جاننا چاہیے کہ چونکہ ہر سلسلہ جاری شدہ کے لیے آخر
ایک انتہا یقیناً لازم متصور ہوتی ہی + لہذا سلسلہ پیغمبری جاری شدہ کے لیے بھی یقیناً ایک انتہا ضرور + مگر کوئی فرقہ
از فرقہا اہل ملت اپنی پیغمبر کے خاتمیت کا قایل نہین + ونہ باعتقاد و یقین جابر منتظر + سوا فرقہ مسلمانان کے + کہ وہ
اپنی پیغمبر صاحب اعجاز کی (کہ جسکا ایک معجزہ قرآن تا ایندم قایم و موجود ہے) خاتمیت کے قایل ہین اور بھی اسقدر
مدت دراز تک خلاف عقل و خلاف تجربہ سابق کسی پیغمبر کا مبعوث نہونا اس دعوی خاتمیت کا مصدق ہی + لہذا مذہب
مسلمانان حق متصور جملہ مذاہب خلاف سے + چہارم بعد از فوت پیغمبر غیر دینوں کو معرفت پیغمبر کی اور اہل دین کو

دریافت کرنا احکام معینہ پیغمبر کا ضرور ہے تو ظاہر کہ بعد پیغمبر معرفت یقینی پیغمبر کے لئے سوا قایم رہنے کسی صاحب اعجاز و موصوف بصفات پیغمبر کے کوئی دوسری صورت نہیں اور واسطے دریافت کرنے احکام معینہ پیغمبر کے جس طرح کہ یقین کے لئے کافی ہو سوا بیان کسی مقرب پیغمبر عالم و صادق و معصوم کے کوئی دوسری سبیل نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ سوا اس صورت کے کوئی معرفت و دریافت بحد یقین تک پہونچ نہیں سکتی یعنی بعد پیغمبر واسطے حصول معرفت پیغمبر و دریافت احکام معینہ پیغمبر کے جس طرح کہ یقین کے لئے کافی ہو کسی جانشین پیغمبر صاحب اعجاز موصوف بصفات یعنی عالم و صادق و معصوم کا ہونا ضرور ہے اور اثبات یقینی تقرب و صفات جانشین کے لئے بھی اعجاز ہے اور بھی بنصوص خدا و رسول (جو باظہار علم و صدق و عصمت اوسکی صادر ہوں) کافی ہے اور سوا اسکے کوئی دوسرا ثبوت قابل یقین نہیں جیسا بحث پنجم میں ظاہر و ثابت ہو چکا اس صورت میں ظاہر ہے کہ صاحب اعجاز و صاحب نصوص صدق و عصمت و علم یقینی جانشین پیغمبر متصور اور احکام اوسکا یقینی احکام پیغمبر کوئی دوسرا اور یہ مذہب ہے فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کا پس مذہب فرقہ امامیہ اثنا عشریہ حق متصور جملہ مذاہب خلاف ہے پنجم چونکہ اس زمانہ غیبت امین بسبب خطا و عصیان بندگان خطاکار و عصیان شعار نہ از طرف خدا کوئی عالم صاحب اعجاز صادق و معصوم موجود نہیں ہے اس سبب سے اسوقت کوئی صورت احکام فرعی غیر متفقہ پر یقین کامل حاصل کرنیکی باقی نہیں رہے مگر اصول کہ وہ خود بدلایل یقینی قایم و ثابت ہیں جیسا ظاہر ہوا اور ظاہر ہے کہ مسدود ہو جانا اوس راہ یقین یعنی راہ خدا کا بخطائے بندگان مختار خطاکار واقع ہوا ہے نہ بمرضی و ترک خدا تو اس صورت میں ہم بندگان کو خطایائے متقدمین اولین کے سبب اپنے انفعال لازم ہے نہ تمرد کیونکہ بصورت تمرد شرکت اون خطاکاروں کی ظاہر و ثابت اور انفعال ہمارا یہی متصور ہے کہ معرفت و دریافت اوس دین کی حتی الوسع قریب بدرجہ یقین پہونچا کر معمل ہوں اور سوا اسکے داخل تمرد متصور پس اس زمانہ غیبت میں ہمکو یہی لازم ہے کہ اصول یقینی پر کہ وہ خود بدلایل

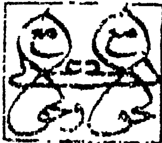
یقینی قایم وثابت رکھی گئی ہین قایم ہوکر بدا ون احکام کی عمل ہون جو بطن غالب قریب بدرجہ یقین کے صحیح و
ثابت سمجھی جائین + اور وہ دریافت و اختیار ہی عالمان متقیان ظاہری کا + کیونکہ بصورت نہین رہنے علم کے اجتہاد
اپنا ہی اجتہاد عالم متقی تک پہونچ نہین سکتا + تا باجتہاد دیگری علمان غیر متقی چہ رسد + پس چونکہ اسوقت
سوا ے متابعت مجتہدان متقی کوئی دریافت احکامی قریب بدرجہ یقینہ نہین پہونچ سکتی ہی + لہذا اسوقت
متابعت مجتہدان احکام فرعی مین ضرور متصور + نہ اصول مین کہ وہ خود بدلایل یقینی ظاہر و ثابت ہین +
اور یہہ مذہب ہے اصولیونکا فرقہ امامیہ اثنا عشریہ سے + لہذا مذہب اصولیان حق متصور جملہ مذاہب خلاف سے +
اب اس بیان سے بخوبی ظاہر و ثابت ہوگیا کہ پروردگار عالم نے راہ یقینی دین کو کیسا صاف و سہل گذار
رکھا ہی + کہ کوئی عقل کسی امر دین کی یقین حاصل کرنیمین عاجز رہ نہین سکتے + اور سوا اس راہ مقررہ مقصود خدا کے
کوئی دوسرے راہ ایسی نکل نہین سکتی + کہ جسمین کل امور دین پر یقین حاصل کرنا بطریقہ سہل و آسان ممکن ہو +
اور جو کچھہ اسوقت دشواری و مشکل پیش آ گئی ہے + وہ ظاہر ہے کہ بکردار بندگان مختار خطا کار کے ہے
نہ طرف سے خدا کی + پس کردۂ خویش آید پیش + وباللہ التوفیق +   تمام شد بفضلہ تعالی +

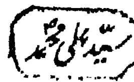
دستخط خاص جناب مولانا الی اللہ ابو الحسن صاحب و جناب مولانا علی محمد صاحب ابن سلطان العلماء

باسمہ سبحانہ   کتاب مرآۃ التحقیق اوایل سے مقامات مختلف نظر قاصر سے گذری ماشاء اللہ
مطالب مستحقہ او رمقاصد انیقہ بہ تعبیرات عام فہم و تقریرات مزیلہ شک و وہم اس کتاب مین مندرج ہین
نفع اللہ بہ طالبی الیقین واجزل اجر مصنفہ یوم الدین وکتب الفقیر الی اللہ ابو الحسن عفا اللہ عنہ ذنوبہ +

لا الہ الا اللہ القوامی
عبدہ ابو الحسن محمد بن
علی بن صفدر الرضوی

کتاب مرآۃ التحقیق مختلف مقامون سے نحیف نے بھی دیکھی نہی رشاقت معانی و وثاقت مبانی ماشاء اللہ
تحقیقات … فائدہ بہت عام فہم عبارت مین اسمین مندرج ہوی ہین حق سبحانہ و تعالی
برادران ایمانی و اخلاء روحانی کو اسی سے نفعیاب کرے اور اجر جزیل و ثواب جمیل اسکی مصنف کو
دے وہو الموفق + حررہ … خادم الشریعہ علی محمد بن سلطان العلماء





تاریخ … نواب … علی خانصاحب … انجم … شیخپورہ ضلع مونگیر

زبدۂ سادات … انام
… فضل خدا طبع متین
وقت تحریرش معانی و بیان
چون سلیمان … تسخیر ازنگین
… خصم … تقریر او
کرد … مومنین

نخبۂ احفاد خیر المرسلین
هست طبع او بلند از … سپهر
… بسیار …
کرد تحریر این کتاب لاجواب
می کند … ناسین
گفت انجم مصرع تاریخ طبع

هست نام نامیش قاسم علی
می کند موزون …
از قلم … مضمون می کند
تا شود تحقیق مذهب بالیقین
شد … چون … صلاح فقیه
می شود لاریب ازو تحقیق دین
۱۲۹۹

ایضاً … نواب … قاسم علی خانصاحب خلف الرشید جناب نواب محمد علی خانصاحب

… مصنف که در زمان …
سخی و کریم است و عالی مقام
الهی فاعطه خیر الجزاء

نباشد عدیلش کسی در انام
بعلم عقاید کتابی نوشت
بحق النبی علیه السلام
رساله نوشته بعلم کلام
۱۲۹۰ف

عقیل و ذکی شاد و خوش خیال
پسندیدۂ خاطر خاص و عام
بفضل حسن طبع هاتف بگفت

تمت

صحتنامہ مرآۃ التحقیق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۰	مصورہ مین	متصورہ مین
"	"	واہمہ	واہمہ کو
۶	۱۵	تابقرب ویقین	تابقرب یقین
۸	"	فروع	فرع
۹	۱۴	کیا ہوا	کیا ہو
۱۱	۴	کس سئے	کس کی سئے
۱۳	۱۲	صفائی	صفای ذہن
"	۱۷	دو لفظون کی	دو لفظون سکے
۱۴	۴	حسب وقت زمان	حسب وقت وزمان
۲۴	۶	علیحدہ	علحدہ
"	۷	بقدرت قوت	بقدر قوت
"	۱۴	تکمیل ہوتی ہین پس	تکمیل ہوسکتے ہین یا یہہ کہ کوئی صورت خلق مادہ کی ذہن مین نہین آسکتی ہے پس
"	۱۷	انکو خلق کیا ہو پس	انکو خلق کیا ہو یا یہہ کہ کوئی صورت خلق مادہ کی اوسکی قدرت مین ہو جو ہمارے اذہان ناقص کے سمجھہ مین نہین آسکتی ہو جیسے اکثر قدرتین اوسکی بدیہات مین موجود ہین جنکی خلق کی صورت وترکیب ذہن مین نہین آتی ہے مثل نور چشم وارواح وعقول وغیرہ

۲۶

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵	۱	سمجھہ لے	سمجھہ لے یا یہہ کہ روح وغیرہ کی خلق کی صورت ذہن مین نہ آئی کی سبب وجود کی روح وغیرہ کی جنکا وجود بدیہا و صریحا ظاہر ہے انکار کر لے
۲۶	۷	وہ	وہ تعالی
۲۸	۶	بنی	مبنی
۳۴	۲ و ۳ و ۴ و ۵	مگر چونکہ علم اس بات کا کسی طرح حاصل نہین ہو سکتا کہ کار حسنہ مخصوصہ باعانت ہوا یا بغیر اعانت لہذا منسوب کرنا کل کار حسنہ کو بطرف توفیق خدا ایک خلق مقصود ہے اخلاق حمیدہ سے جسکے سبب عجب عبادت نزدیک آ نہین سکتا اور بسبب انکسار کے ایک حسنہ اور قایم ہو سکتا ہے	×
۴۱	۱	جس سے ممکن الایجاد ہو	جس سے فعل ممکن الایجاد ہو
״	۴	نیک اہم	نیک وہم
״	۵	کہ فہم	کہ ایک ایسی فہم
۴۲	۴	معنی پر تشریح	معنی کی تشریح
۴۴	۱	یہان تک	یا نیک
״	۶	مقصود الٰہی	مقصودہ الٰہی
۴۵	۲	مجبور کر	مجبور ہو کر
״	۵	اور یہہ امر محض اور خلاف	اور یہہ امر محض خلاف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۵	۱۴	معصیت	مصیبت
۴۶	۱۵	بدیجا	بداہتاً
۵۳	۱۶	لقینی	یقینی
۵۴	۷	اعتراض کا اونکا	اعتراض اونکا
۵۵	۱۲	جسم وغرض	جسم وعرض
۵۹	۱۶	امر غیب	امر عجیب
۶۱	۳	باخدا	یاخدا
۶۴	۱	روکنے والا ہے تو جبتک	مذمومات سے تو جبتک
۶۷	۱۶	بذریعہ افواج کثیر نمرود	بذریعہ افواج پشہ اوس افواج کثیر نمرود
۶۹	۶	نقیض متضاد	نقیض ومتضاد
۷۰	۵	اہل دین کو بہی	اہل دین کو بہی
۷۱	۱۶	وجود عقلی	وجوہ عقلی
۷۲	۱۴	عقل کے نسبت	عقل کی سبب
۷۵	۱	تجدید	تجدد
۸۰	۱۰	اختیار بطی	اخبار بطی
۸۲	۴	مردان	مردمان
۸۴	۳	قرار	فرار
؍؍	۱۵	لغزت کرین	لغزت گزین
۸۶	۵	رحوع	رجوع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۵	مومن	مومن کی
۸۹	۸	عالمان	عاملان
۹۳	۳	ستثنات	مستثنیات
"	۹	"	"
"	۱۰	"	"
۹۴	۱۲	سرای سرعی	سزای شرعی
۱۰۲	۳	حاصل ہوئی	حاصل ہوتی
۱۰۴	۴	یقین ہے	یقین کی سے ہے
۱۰۹	۷	یا خبر	یا جنہیر
۱۱۵	۳	باوجود	یاوجود
۱۱۷	۱۵	روایت واحادیث	روایت احادیث
۱۲۴	۵	بموقع	بیموقع
۱۲۵	۲	زمان ما	زبان ما
۱۲۸	۱۴	پہچاناکیا	پہچاناگیا
۱۳۳	۴	اختلاف دادر	اختلاف دارم
"	۱۲	بازمی بندند	بارسمے بندند
۱۳۷	۹	مغالطہ دہی سے	مغالطہ دہی
"	۱۵	ظلمون کو	ظلمون کا
۱۴۱	۲	تعظیم فرمایا	تعظیم فرمانا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۷	۸	اہل خلافت	اہل خلاف
۱۴۹	۳	خبرے	بچیزی
۱۶۰	۱۰	بغیر	ولبغیر
۱۶۴	۱۵	تاویل	تامل
۱۶۸	۲	کانوسے	کانون سے
۱۶۹	۱	یازو	بازو
۱۷۴	۲	کتا	کتاب
۱۷۶	۶	علی پاہیرے	علی پہرے
۱۷۷	۸	نقل	بہ نقل
″	۱۰	انتہا وترجمہ	انتہاترجمہ
۱۸۰	۹	احادیث	واحادیث
۱۸۲	۷	فوت امیر	قوت امیر
۱۸۳	۱۵	راستہ گریز	راستہ گریزندہ
۱۸۴	۱۶	جسکا امیر قلباً	جسکا امر قلباً
۱۸۶	۷	بنت عمس	بنت عمیس
۱۹۲	۵	بہرہ پانا	بہرہ پانا
۱۹۴	″	خرابی	حیرانی
″	۱۴	مناقب خطب	مناقب اخطب
۲۰۲	۴	جماع	جمیع
۲۰۴	۹	پس ہے	بس ہے
۲۱۰	۱۷	نوشش بیان	نوشش بیان کا
۲۲۴	″	حسب اونکے	حسب اصول اونکے
۲۳۰	۱۳	یعیین	تعیین
۲۳۳	۱۴	دو ہم	رویم
۲۴۹	۱۰	جو چاہتا ہے	جی چاہتا ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۷	۱۲	حقیقت	حقیت
۲۶۱	۱	یا بذریعہ	تا بذریعہ
۲۶۳	۷	بخلاف معاویہ	بخلافت معاویہ
۲۶۷	۴	خیال	قتال
۲۶۹	۱۱	بنابر برمغالطہ	بنابر مغالطہ
۲۷۱	״	اپنی	سے اپنے
۲۷۲	۹	عادل مطلق	و عادل مطلق
۲۷۳	۱۱	ظاہر ہو چکا	ظاہر ہو چکا
۲۷۶	۴	اور بعد	اور اگر بعد
״	۹	مامور کیا	مامور کیا مگر اہل دین نے اس لطف کو رد کیا یعنی خلافت انکی زبانی قبول کی اور انکو ایذا پہونچائی اور خدا نے صبر کیا بعد ازان پروردگار نے سلسلۂ امام معصوم یعنی حضرت امام حسن ؑ کو مامور کیا +
۲۷۹	۳	تبرا کرین	تبرا نکرین
۲۸۲	۶	واقع	واقعہ
۲۸۳	۴	بغیبت	بہ عجیبت
״	۵	رجوع لاتی	رجوع نہ لا سکے
۲۸۴	۲	اوسوقت	اوسطرف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۹۶	۱۱	مجالی	محال	۲۹۷	۱۴	یا بواسطہ	یا بہ واسطہ
۲۹۲	۴	یا بخیال تقلید نا جایز تصور کو	یا بجہل و تقلید نا جایز تصور ہو	۲۹۵	۴	ظاہر کیا جاتا	ظاہر کہا جاتا
۲۹۳	۵	جو حرا نہین	جو حرا اور نہین	״	۱۵	بہ تمثیل	بہ تمثل

صحیح	غلط	سطر	صفحہ
قوت	فوت	۸	۲۹۶
حقیّت	حقیقت	۱۰	″
وبغیر ایسے	بغیر ایسے	۴	۲۹۷
باعث دفع	واسطے دفع	۹	۲۹۸
بمذہب	بمذہب	۱۲	″
مجال تہی	محال تہی	۱۶	″
ہمذہبان جنگجو گروہ گروہ	بمذہبان جنگجو گروہ	۳	۲۹۹
غیر مشخصان	غیر مستحقان	۸	۳۰۱
مشخصان	مستحقان	۱۰	″
راہ بمقصودہ	راہ مقصود	۸	۳۱۰
متصور ہوتی ہے	متصور ہوی ہے	۱۵	″
ظاہر ہوتی ہے	ظاہر ہوئی ہے	۱۶	″
مغروران	مغروران	۱۲	۳۱۲
چاہتے ہین	جانتے ہین	۱۵	″
عقول ناقصہ	امور ناقصہ	۲	۳۱۳
امور دین پر	امور دین	۵	۳۱۴
حقیقت	حقیت	۱۶	″

تمام شد

التماس

اگرچہ اس کتاب کی صحت مین بہت کد کی گئی مگر کم توجہی سے کاپی بنانے والے کے اکثر غلطیان رہ گئین جو غلطنامہ ہذا مین درج کیجاتی ہین لہذا معاینہ کنندگان سے اس کتاب کے یہہ التماس ہے کہ اول کتاب کو غلطنامہ ہذا سے صحیح کر کے تصدیق صحت کی پشت پر لکھدین تاکہ دیگر معاینہ کنندگان کو دقت و دشوار نہو + فقط قوت علی +

اشتہار

کتاب ہذا مسمی بہ مرآۃ التحقیق تحقیقات اور اثبات
میں امور متعلقہ اصول دین مذہب امامیہ اثنا عشریہ کے
تصنیفات سے جناب میر قوت علی صاحب ساکن قصبہ آرہ
کی ہے اور بالفعل اس مطبع نور الانوار آرہ میں حسب
فرمایش مصنف کے طبع ہوئی ہے جو شخص اس کتاب کو
مصنف سے حسب نشان مندرجہ ذیل طلب فرمائیگا
بصورت ہونے شایق کے بلا قیمت بھیجی جائیگی
اور بصورت طلب کرنے حسب مرضی اپنے لحاظ کسی
مذہب کا نہ کیا جائے گا مگر محصول ڈاک کا ذمہ
طلب کنندہ ہی کے ہوگا +

(نشان خط)

لفافہ ہذا بذریعہ اسٹیشن لکھی سرائے بمقام شیخپورہ ضلع مونگیر
نزد مصنف داروغہ آبکاری کے پہونچے +

مشتہر مہتمم مطبع